BROWN
BOOK ONLY

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222631
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۵۳۱ Accession No. ۷۲۵۲
د ر

Author راسخ

Title دیوان راسخ

This book should be returned on or before the date last marked below.

بسم اللہ الرحمن الرحیم

زہے جان آفرین جسنے جہان و جان کیا پیدا
کفِ خاک سے صورت انسان کیا پیدا

نکالے تخم سے باہر نہالان کشیدہ قد
جو تھا دشوار پیش فہم اوسے آسان کیا پیدا

جمایا اونکو سطح آب پر خاک پریشان کو
میان ظلمستان چشمۂ حیوان کیا پیدا

اوڑائی گرد دریاے عمیق نیل سے دم مین
تنور تنگ سے یکسر تہ طوفان کیا پیدا

بھرے حیوان آبی قعر مین دریاے مظلم کے
ہوا کے بیچ طیرونکو پئے طیران کیا پیدا

نہال حسن کو کس کس روش ہے تجھسے پیرایش
چمن مین عشق بازی کو گلِ حرمان کیا پیدا

رخ زیبا دیا گل کو دل بے صبر بلبل کو
اسے خندان کیا پیدا اوسے گریان کیا پیدا

کیے اضداد ظاہر قدرتا معلوم ہو سبکی
جہنم کے مقابل خلد جاویدان کیا پیدا

ہے اوسکی جستجو واجب سبھونپر جسنے اے راسخ
باین خوبی و رونق عالم امکان کیا پیدا

مدعا عالم سے اپنا ہی فقط دیدار تھا
دید کو اپنی یہ آئینہ وہسے درکار تھا

دل سے آگے کیوں بڑھا تو اے طلبگار وصال
پھر اودھر ہی جا وہی گھر جلوہ گاہ یار تھا

واقف راز اوسکے انسان ہی نہیں تنہا کہ مور
کچھ سلیمان سے زیادہ محرم اسرار تھا

کفر بھی اک شان جلوہ کی اوسی دلبر کی ہے
شیخ کیوں تو برہمن سے برسر انکار تھا

مدعی فہم و دانش دور رہا ہے عقل سے
اپنے تو نزدیک دیوانہ بہت ہشیار تھا

منظر انوار کو تا کون رہا ہر آن دل
کسقدر محو تجلی ہائے بے تکرار تھا

دل ہوس والوں کے محرم اسکے پرتو سے ہے
جلوہ گاہ داغ جانان سینۂ ابرار تھا

ہم نہ تھے منت کش گلچین بہار جنون
اپنا جیب تار تار اپنے گلے کا ہار تھا

کب دیت خواہ اپنا راسخ اپنے قاتل سے ہوا
وہ تو دست و تیغ قاتل ہی کا جانب دار تھا

غرض کرنا تھا نمود اوسکو اپنی شان کا
اسلئے واضح ہوا آئینہ اعیان کا

پوچھو مت ہمسے کہ کہنے کی ہمیں رخصت نہیں
انکشاف اچھا نہیں ماہیت انسان کا

باطنا ابلیس ارادت فہم تھا کوتاہ بیں
سجدۂ آدم کو نکرنا عکس ہو فرمان کا

زور ضعف و ناتوانی پیش یاں جاتا ہے کچھ
ہوسکے رستم نہ مرد اس عشق کے میدان کا

دل بہت تھے پر مرا ہی دل پسند آیا اوسے
ہیں ہو عاشق تیری چشم داغ کی پہچان کا

گرچہ خاک افتادہ ہوں پر لوگ کہتے ہیں مجھے
یہ گدا مرجع ہے ہفت اقلیم کے سلطان کا

دل کو جمعیت ہوئی جوں جوں پریشانی ہوئی
کیا ہمارے کام آیا تفرقہ سامان کا

صفحۂ جاں پر رقم کرتے ہیں اہل درد اسے
آہ موزوں ہی ہر اک مصرع مرے دیوان کا

قابل یغما ہیں راسخ لوٹ انہیں اے عشق تو
جمع ہے ان پاس مال و دین کا ایمان کا

گردان ہے جو قلب اسکا ہے کوئی پھیرنے والا
طالب ہے وہی جسنے کہ ڈھونڈھ نکالا

دل اوسکو نہیں جانے ہے نا ہی سے ہر ایک
وارفتوں کا تیرے ہے چلن سب سے نرالا

بیدردی سے طے کیجو نہ راہِ طلب یار — ہاں ٹوٹنے پائے نہ کوئی پاؤں کا چھالا

ہین محو شب و روز ہم اس نسخۂ دل کے — باآنکہ پریشان بہت ہے یہ رسالا

کوتاہی رسائی مین نکی نالے نے میرے — گذرا ہے دل عرش سے سو بار یہ بھالا

معشوق نظر ہے تری ترکیب سراپا — قالب مین مری خواہش دل کے تجھے ڈھالا

ہین میر گذشتہ کے بدل حضرت راسخ
اب انکو سلامت رکھے اللہ تعالیٰ

یہ کیا نسبت ہے جس سنگ کو آہن ربا پایا — فلاطون نے بھی اپنا فہم اسیجا نا رسا پایا

کہین ہین عرش جسکو اوسکو دل کے دائرہ مین کل — جو دیکھا غور کر اک نقطہ موہوم سا پایا

تمہارے آشنا کب خلق سے کھنچتے ہین آمیزش — انہین تو آپ سے بھی ہمنے بیگانہ سدا پایا

سرِ استعارہ ہر عبرت گاہِ عاقل ہے — یہ ہمنے طاق پر ایوان کسرے کے لکھا پایا

دل بلبل نہ تنہا چاک ہے اس عشق کے ہاتھون — یہ وہ ہے جس سے گل کے بھی گریبان کو قبا پایا

ہوئے سب منتفع تقسیم قسام ازل سے ہم — وہ جا ہے رشک ہے جسنے دل درد آشنا پایا

یہ دلہائے خنک جا کر کہان ہین داغکی تپ سے — اسے جلتے ہوئے سینون ہی سے ہمنے لگا پایا

وہ بت آیا جو انکے پاس ایسا خوش ہوئے راسخ
انہون نے آپ کو یون گم کیا گویا خدا پایا

دلونکا یہی حیران کن ہے صنعت آفرینونکا — بقدر صنع صانع سلسلہ پایا ان نگینون کا

عجب اک معنوی پیوند ہے دل سے محبت کو — اسے بھاتا ہے دل ٹوٹا ہوا اندوہگینون کا

جمال بیمثال اوسکا نہین معلوم کیسا ہے — جو پیدا کن ہے ان صاحب جمالون کا حسینون کا

دلون پر عارفون کے کشف ہے محجوب ہے جو کچھ — پرے ہے عرش سے مد نظر ان دوربینون کا

ہان شیشہ گر ہم سانس بھی آہستہ لیتے ہین — کہ کار عشق نازک ہے بہت ان نازنینون کا

جس آتش خو کو ہوا اپنی ہی خوبی پر نظر ہر دم — وہ دیکھے حال کیونکر آہ خاکستر نشینونکا

بہت پوچھے ہین انسے اشک خون ہو گیا ہی اب — رگ گلہائے تر ہر تار اپنی آستینون کا

کیا ہی داغ ہمکو آہ اونکے عجب بیجا سنے — کبھو تو آسمان پر ہی دماغ ان مہ جبینون کا

جگر خون کن ہی ارباب سخن کی یہ زمین راسخ
تیرا ہی کام ہی یون سیر کرنا ان زمینون کا

مت کہہ کہ ترک لذت حسی قبیح تھا — وہ سمجھے یہ مزا جنہین ذوق صحیح تھا

مشکل طہارت نفس احیاء مردہ سہل — انفاس پاک ہوتے تو تو بہی مسیح تھا

قسمت ہوئی زیارت تربت نہ قیس کی — ہمکو بہی اوسکا شوق طواف ضریح تہا

حسن ملیح کا ہے ہمارے تو دلمین شور — کہتے ہین حسن یوسف مصری صبیح تہا

تجھ سے کا وصل ہو دیت اوسکے خوشا نصیب — خوش وہ کہ تیغ ناز کا تیری ذبیح تھا

محسود ہین فصیحی دسحبان کے راسخ اب
گو یہ بہت بلیغ بہت وہ فصیح تھا

ہیچکارہ ہون ہر اک فعل ہی مہمل میرا — ہیمہ ہاویہ ہے شخص معطل میرا

جو تجلی ہے تری قابل تکرار ہے وہ — دیدۂ رغبت دل کاش ہو احول میرا

چشم رکہتا ہون یہی تیرے کرم سے کہ بخیر — آخر کار رہو اے اوّل اول میرا

شکر کرتا ہون لے افتادگی تیرا ہر دم — مرتبہ تو نے کیا ارفع وافضل میرا

قصہ کوتاہ کریگا یہ تغافل اون کا — حال سنتے نہین بے ہائے مفصل میرا

جنت وحور کا طالب ہو نہین افسوس افسوس — کار طاعت ہی باغراض معلل میرا

دل ہی اخگر تپ عشقی سے نہین ہی راسخ
سینہ گرم بہی ہی غیرت منقل میرا

کب میرا خریدار ہو موجد وہ جفا کا — بندہ تو ہون ہے عیب ولے مجھ مین وفا کا

دیدار ہی حاصل ہی دل جملہ صفا کا — ہون محو اس آئینۂ دیدار نما کا

ہے اسمین مگر شاعبہ نسبت عشقی
بے پیچ نہیں جاذبہ یہ کاہ ربا کا

قطع رہ دشوار محبت نہین آسان
بیہوش آوے یہان مرحلہ تسلیم ورضا کا

محفوظ رہو ئی دل مین کبھو کوئی تمنا
اک شوق اجابت کو رہا میری دعا کا

اس باغ مین ہدن مین شجر صفحہ تصور
کیا پوچھو ہو احوال مری نشو ونما کا

محسود ہین شاہونکے گدایان ورد ست
فرش رہ انہون کا ہے سدا بال ہما کا

ہین مدعی عشق تمہارا ہوا کیون ہائے
ہر آن اب آمادہ ہون اک تازہ بلا کا

ہر کم ہی بہت یان کہ کہان بندہ کمظرف
رو کش ہو خداوند کی افراط عطا کا

کیا رنگ حنا نازکی اوس پاکی تو دیکھو
جسکے سبب اس حسن یہ ہے رنگ حنا کا

وے سامنے دادر کے نقاب اولٹتے نہ ستے
نافع ہمین اس شرط یہ ہے روز جزا کا

پیری مین نہین قابل تزئین تن لاغر
یہ ہونا ہی اولے ہے اب اس کہنہ قبا کا

اس آب کا سائل ہے لب تشنہ کوثر
رکہتا ہے گرہ مین جو یہ چھالا مرے پا کا

اللہ رے رنگینی سخن کی ترے راسخ
ہر شعر پر اک رنگ ہے انداز و ادا کا

آغوش مین الفظون کے ہین کیا کیا گل معنی
تو نے تو بنایا ہے چمن سطح ہوا کا

خطر ہم میکشونکو کیا ہے خورشید قیامت کا
کہ دان سر پہ ہمارے سایہ ہوگا ابر رحمت کا

نہ ہرگز ہو سکا اے انقلاب آسمان تجھسے
طرف ہم غمزدونکے پھیرنا اوسکی طبیعت کا

مبادا رنجہ ہو قاتل کا دست بازوے نازک
اس اندیشہ مین گذرا ہمکو وقت اپنی شہادت کا

یہ صحراے وسیع قلب مملو ہے عجائب سے
اسیکو سیر کر گر شوق ہے تجھکو سیاحت کا

ہزارون غنچہ پیکان تیر اس مین نمایان ہین
ہوا ہے باغ ہر کوچہ مرے دل کی جراحت کا

نظر کس شکل آوے وے معشوق اسمین اے زاہد
ہے آئینہ ترا دل تو رخ حوران جنت کا

غم دلبر سے استحقاق ہمکو ہے نہ زاہد کو
عبث ہے تجھسے دعوا اسکو دشمن شراکت کا

ہماری روے سے دریاے رحمت جوش مین آیا
رہا ہر آن ہر ساعت ہجوم اشک ندامت کا

ہو اونپر نازکی قربان لطافت یہ کہ ہین وہی جان
بیان ہو وصف کیا اونکی نزاکت کا لطافت کا

نتیجہ ہی فقط یہ عجز کا جو شاہ شاہان ہین
شرف بخشا ہی مشت خاک کو اپنی خلافت کا

مجاز آئینہ دار حسن محبوب حقیقی ہے
وہ بیمعنی ہی جسکے تئین نہو شوق اچھی صورتکا

کرے ہی طوف قلب منکسر عرش برین ہر دم
بلاگردان ہی اس ٹوٹے ہوے گھر کی جلالت کا

کمال عشق ہی معشوق سے نفی اپنی خواہشکی
کہ عاشق بوس اور آغوش کا عاشق ہی لذتکا

عبارت ہے فراق دوست دلکی بیحضوری سے
وصال دوست کیا ہی درمیان سے اوٹھنا غفلت کا

نہو ہمقدر بلبل صعوہ پر نالان رہ اے راسخ
کرتا تو تھمتی ہو شیوہ اہل محبت کا

بالطبع دل طرب سے ہمارا نفور تھا
اپنا تو غم ہی مایۂ عیش و سرور تھا

ہم بوریا نشینونکی اللہ ری شان فقر
فرش حصیر رشک فرش سمور تھا

مانی الضمیر زندہ پہ مشرف ہوئے نہ ہم
وہی کیا تھے جنکو رتبۂ کشف قبور تھا

سجدہ ہزار آئینونمین جلوہ گر ہوا
اوس خود نما کو میرے یہ شوق ظہور تھا

جسطرح ماہ مقتبس نور مہر ہے
پھر بیسے تیرے مہر کو یون کسب نور تھا

اوس دل کے دائرہ مین سلیمان کا ملک ہے
آیا نظر تو ایک گذرگاہ مور تھا

اکثر یہ خرقہ والے لباسی نظر پڑے
ہم سمجھے بے ریا جسے وہ جملہ زور تھا

اپنے تو جی کو لاگ تھی جو آفرین کیا تھا
زاہد قصور فہم سے شیداے حور تھا

ظاہر مین ہم اگرنہ پریشان ہوئے تو کیا
پہلو مین دل جو تھا سو بہت چور تھا

میری متاع عجز بھی کی ناپسند ہائے
بولے کہ اس متاع پہ تجھکو غرور تھا

بے وقری کا ہمارے سبب دل ہوا کہ آہ
تھا جسپہ اعتماد وہی ناصبور تھا

یون مورد جفا اسی تقصیر پہ ہوئے
اہل وفا تھے ہم یہ ہمارا قصور تھا

تجویز داغ دل کے لئے بے سبب نہ تھی
اس عضو کا جلانا ہی شاید ضرور تھا

پہلے مجھی کو لے گئی ساقی کی چشم مست
باآنکہ مجھکو سب سے زیادہ شعور تھا

راسخ نے بادشاہونکو دیکھا نہ آنکھ اوٹھا
کیا وہ گدا بھی صاحب طبع غیور تھا

شوق کی بات تو نکا کس نامے مین اظہار نہ تہا
ہمنے کب خط اونھین لکھا کہ وہ طومار نہ تہا

کتنے دشوار اوٹھے پاسنے تعلق والے
وقت چلنے کے رہے وہ جو گرانبار نہ تہا

عکس خواہش کی تمنا تھی ولے ہو سکا
پہلے مرنے کے جو مرتے تو یہ دشوار نہ تھا

ہم محبت مین زر داغ سے لیتے رہے کام
مطلب اپنا کوئی وابستۂ دینار نہ تہا

خوف تاریکی گور آہ رہا مجھکو سدا
قلب ہم نامہ سیاہونکا پُر انوار نہ تھا

ہیچ مین الفت صیاد کے ہم آہ رہے
قفس و دام کا دل اپنا گرفتار نہ تہا

شوق دیدار نے کی ردکشی مدت حشر
صبر کا ورنہ یہہ اندازہ و مقدار نہ تہا

ساز کرنے کے تو اسباب بہت خلق سے تھے
یہ مزاج خشن اپنا ولے ہموار نہ تھا

شکر ہے یہ کہ ہوئی جنس نیاز اپنی قبول
ورنہ ناز اونکا تو اسکا بھی خریدار نہ تھا

نمک افشانی کے اقرار پہ چھپالے یان زخم
پر مزا یہ ہے کہ وے کہتے ہین اقرار نہ تہا

تھی اونہین وسعت رحمت کی نمایش منظور
قابل عفو وگرنہ یہہ گنہگار نہ تھا

داغ نے اونکے فقط میری ہی چھاتی کی گرم
دل بہت تھے یہ اسے اونسے سروکار تہا

اونکے تیرونکا ہدف سینۂ دہان تھا لیکن
کونسا تیر کہ یان دلکے مرے پار نہ تھا

چاک چاک اتنا ہوا آہ کہ پیراہن مین
تن لاغر کے سوا میرے کوئی تار نہ تہا

اپنی افتادگی سے رخصت شد رہنی ہوئی
ورنہ یہہ عجز ہمارا اونہین درکار نہ تہا

لاگ ڈالون ہی سے کچھہ عشق کو دل گرمی تہی
قابل اس آگ کے جز سینۂ ابرار نہ تھا

دل مہجور کو تھی درد کی جانب داری
کونسا زخم کہ نشتر کا طرفدار نہ تھا

زندگی کرنیکا ہم ڈھنگ سا ہی بھول تھم رہے
ورنہ یہہ مہلت کم کاٹنا دشوار نہ تھا

خط و خال رخ دلدار کی زیبایش کا
علم تھا جسکو وہ محو رخ دلدار نہ تھا

نقش محویت کامل ہی خط و خال کا علم
رفتۂ یار کو تمئیز یہ زنہار نہ تھا

قطعہ

سبحہ گردان رہا نا اہلی سے اپنی راسخ
کیا کرون آہ کہ شایستۂ زنار نہ تھا

نہ کو ماہیت اسلام کی پہونچا لیکن
پیش ازین کفر کے رتبہ سے خبردار نہ تھا

تو ہوا صدر نشین صفِ ارباب حرم
راہبون کی ولے مجلس کے سزاوار نہ تھا

ولہ

کاش یون تیرہ نہ یہ آئنۂ دل ہوتا
صاف ہوتا تو رخ یار کے قابل ہوتا

کامل اپنے تئین جانا رہا ناقص زاہد
نقص پر اپنے نظر ہوتی تو کامل ہوتا

ترک لذات کی لذت نہوئی ہمکو نصیب
یہ مزا کاش ہمارے تئین حاصل ہوتا

دل نہین خلق ہوا سینہ واعظ مین مگر
منکر عشق وگرنہ نہ یہ جاہل ہوتا

باعث غفلت باطن ہی یہ ظاہر کا ہوش
کاش محسوس جو ہین اونسے مین غافل ہوتا

علم ہستی کا حجاب رخ دلدار ہے آہ
کیا تماشا تھا یہ پردہ جو نہ حائل ہوتا

اوس سے پیدا ہی نہ تھا جاذبہ قیس قوی
ورنہ ہرگز نہ روان لیلی کا محمل ہوتا

کہتے ہین مور نے وہ بار اوٹھایا جسکو
دوش پر عرش کے رکھتے تو نہ حامل ہوتا

اوس رخ خوب سے ہی منعکس آئینہ مہر
ورنہ یہ کیا تھا جو وہ رو بہ مقابل ہوتا

حیرتی نازکی بازوے قاتل کا تھا
مین تو غالب ہی تڑپتا نہ جو بسمل ہوتا

بن گیا قابض جان یار کی میرے صورت
ورنہ قبض اسکو مری روح کا مشکل ہوتا

تمسے کچھ بندہ نے چاہا تو نہین کو چاہا
اور کیا مانگتا کس چیز کا سائل ہوتا

قطعہ

طالبون تک مجھے کاش اوسکی رسائی ہوتی
بیچتا جان عزیزان مین جو شامل ہوتا

مشتری اپنا تو وہ ماہ سمجھتا مجھکو
مین بھی یوسف کے خریدارون مین داخل ہوتا

دام مین عقل مزور کے نہ آیا راسخ
خوش رہا کیا وہ دوانا تھا جو عاقل ہوتا

دل فشار غم سے صاف آب سا ہوجائیگا
اسکو پانی مت کرو ورنہ ہوا ہوجائیگا

کوشش اسمین کرکہ وا ہو عقدۂ دشوار دل
کھول اس عقدہ کو پھر ہر عقدہ وا ہوجائیگا

حیرتی ہین اوس نگہ کے گو ہمین معلوم ہے
پار سینہ کے یہ تیر بے خطا ہوجائیگا

تار و پود کار ناہموار دنیا کے تئین
قطع کر ورنہ ترا زنجیر پا ہوجائیگا

اوس لب جانبخش کا رو کش ہوا تو دیکھیو
خاک سے بیقدر تر آب بقا ہوجائیگا

جب تجھے خود آپ سے بیگانگی ہوجائیگی
آشنا تب تجھ سے وہ دیر آشنا ہوجائیگا

تھمتی ہستی کے ہین اس بحر شور افزا مین سب
جون حباب اکدم مین جو ہے سو ہوا ہوجائیگا

کیا گلابی ہے دل پر خون عجب نشہ اسمین ہے
کیفی اسکا آخر آخر پارسا ہوجائیگا

گر کہین دیکھا تو پھر یہ ملینگے خاک سب
وہ [illegible] آفت اہل صفا ہوجائیگا

ہان کسو کا دستگیر اب ہو کہ آخر ایک دن
بیحس [illegible] دست رسا ہوجائیگا

شیب مین زیبا نہین طول امل [illegible]
تہ کروگے یہ بساط اب تم تو کیا ہوجائیگا

خجلت غفلت سرشار نے ہشیار کیا
دیر سونے نے ہمارے تئین بیدار کیا

دکھ سے ترک جو نظارۂ دلدار کیا
آہ پرہیز نے رونا ہمین بیمار کیا

کر دیا قطع مرے دل سے علاقہ کے تئین
عشق کو مین تو سراہون کہ یہ کیا وار کیا

آے در پیش علاقے دم رفتن کیا کیا
ہمنے آسان کہان رخت سفر بار کیا

کسطرف کبک کہان دعوۂ خوش رفتاری
تمنے اپنا اسے وارفتۂ رفتار کیا

دشت مین پر تو مے ہین کس خوبی سے
فرط ویرانی مین اس دل کو پر انوار کیا

محو بیخود سے ہے اس بزم مین تصویر کی رنگ
کسکے جلوہ نے ہمین بیحس و بیکار کیا

عمر بھر مہر سکوت اونکے لبون پر پائی
قلب جن لوگون کا گنجینۂ اسرار کیا

دام صیاد کے لائق نہ تھا مین صید زبون
پائی کیا مجھمین لیاقت جو گرفتار کیا

پاک دے دست درازی ہوئی کیا جنسے
ہمکو تو پاؤن ہی چھونے نے گنہگار کیا

خاک ناچیز کہان اور کہان استعداد — اسکو تفویض امانت کا سزاوار کیا
وعدہ وابستہ حشر اور ہم ایسے بے صبر — کیا قیامت ہی عجب وعدہ دیدار کیا

تمنے راسخ تن عریان پہ جو توڑے ناخن
کیا نمک پاشی کا اوس شوخ نے اقرار کیا۔

اس طریق عشق مین درپیش ترک سر رہا — راہ سب پالغز تہی لغزش نہو یہ ڈر رہا
اپنی چشم تر کی قدر اس سے عیان ہے نکی — چشم نم اہل مین جو قطرہ چشمہ کوثر رہا
آہ عجز اشک ندامت یان گرہ مین کچھ نتہا — ساتھ اپنے کوچ کیوقت ایک ہی گوہر رہا
دال ہی سرگشتگی میری بدل ہون قیس کا — گرد باد آسا مجھے بہی دشت مین چکر رہا
ترک عجب اولے ہوئے زاہد کہ راہ قرب مین — پیش تر تہا جو ملائک سے ہی وہ پس تر رہا
دامن اسکے آگے پھیلایا کیا ہی ہر برس — دیدۂ تر سے ہمارے سائل ابر تر رہا
اپنی جانب تہا کشان ہر عضو تیرے درد کو — ہائے ری لذت کہ جھگڑا جسکا ہمدیگر رہا
دان گلے لگ تمنے کسکی چہاتی ٹھنڈی کی تہی کہان — رات دل جلتا رہا میرا بہت مضطر رہا
آہ کا رداد خواہی لشکل پکڑے گا نہ پھر — داور محشر کا گر دھیان اوسکی خوبی پر رہا
جو گلی تہی بیش از بین اونکی گذر گہ اے ندیم — گریہ آور اپنا برسون اوسکا بام و در رہا
ممتنع ہے زندگانی تو [illegible] تو دیں جان — ہوے گئے حیرت ہے مجھکو زندہ مین کیونکر رہا

دی نہ راہب نے جگہ راسخ کو بتخانہ مین جب
تیرے پس دیوار کعبہ وہ بنا کر گھر رہا

مصروف گلگون کا یان کسے نہ رنگ بقا ہوا — آیا جو اس چمن مین وہ آخر ہوا ہوا
افتادگی طریق محبت مین آئی کام — طاقت کا اپنی عجز ہی آخر عصا ہوا
مست چشم [illegible] میری چشم تر کہ — اے ابر اس حباب مین دریا چھپا ہوا
وادی حشر مین ایسے خالی گریستے ہم — ہی فرط غم سے دل بہت اپنا بھرا ہوا
بجز قلب شکستہ نہین کچھ اس فقیر پاس — ہی ایک گھر بساط مین سو بہی ڈھا ہوا

گستاخی سے بھی اپنی نکلتا ہے اک ادب / بندے نے گر قدم چھوے صاحب تو کیا ہوا

محجوبی عیب حسن ہے پردے سے نکلو تم / صاحب جمال جو ہوا نہ خود نما ہوا

لاگ اوس پلک کی اتنی ہی معلوم ہے کہ آہ / کانٹا سا کچھ جگر مین ہے اپنے چبھا ہوا

کیون ہم دہین کہ بوسیکے شرمندہ ہی نہین / کچھ وجہہ ہے کہ غیر سے تمسے دبا ہوا

آیا جواب خط نہ اودھر سے تو کیا کرین / متنا نہین نصیبون کا ہرگز لکھا ہوا

برسون رہا ہے صدمہ کش اشک و آہ دل / یہ نسخہ ہے کچھ آب زدہ کچھ جلا ہوا

قطعہ

سررشتہ صبر کا ندیا ہمنے ہاتھ سے / رسوا نہ راز عشق ہوا یہ بھلا ہوا

با آنکہ جوش غم ہا آنسو بہے گئے / دل چاک تھا و لے نہ گریبان قبا ہوا

اعجوبہ ہے یہ توبہ جو راسخ نے مے سے کی
افسوس امام بادہ کشان پارسا ہوا

وے ہنسنے مین جو اشکبار ہوا / گریہ کیا ابر ردئے کار ہوا

جملہ دل مین وفا شعار ہوا / مسکن درد داغ یار ہوا

میری چشم پر آب کی دولت / ابر بے مایہ مایہ دار ہوا

دلکی قیمت شکستگی سے بڑھی / قلب تھا کامل العیار ہوا

ہے گنہ حسن شاہد رحمت / اس لئے مین گناہگار ہوا

تم جو دامن کشان یہان سے گئے / صبر کا جیب تار تار ہوا

عشق مین اوسکے ہے جو غیرت ماہ / شہر شہر اپنا اشتہار ہوا

دل پہ داغ سے مرے تہ خاک / توسکے موسم بہار ہوا

لگیا غیر یون اوسے رہ سے / کہ نہ رہ مین کبھو دوچار ہوا

دور ہی اوسکی زلف کی وہ ہے / جس سے آشفتہ روزگار ہوا

تیغ مین تیرے سر ابھی اوس گل کی / پر وہ میرے گلے کا ہار ہوا

ہم گئے آپ سے و لے اونکا — نہ کبھی اس طرف گذار ہوا
شکل وہی کا ہون مشتبہ بہ — آہ مین کس قدر نزار ہوا
خاک اوڑائی وفا نے آخر کار — مین ہوا مین تری غبار ہوا
دور مین اوسکی مست آنکھونکے — محتسب بہی شراب خوار ہوا
قطعہ
ضبط گریہ تہا فرض عین و لے — ہمکو اس پر نہ اختیار ہوا
آنسو نکلے کہ ہو گیا طوفان — تہا جو پردہ مین آشکار ہوا
ق
حشر دیدار کیا قیامت ہے — وعدہ یہ وجہ اضطرار ہوا
ہائے پھر طول شوق تو دیکھو — مین جہیائے انتظار ہوا
قطعہ
واہ کیا شان ہے کریمی کی — مورد رحم بار بار ہوا
آئے کیا کیا عمل مین منہیات — مصدر جرم بے شمار ہوا
قطع سو بار امید عفو ہوئی — لیک پھر مین امیدوار ہوا
قطعہ
شوق صیاد کیا فراوان تہا — در پئے جان بیقرار ہوا
لے گیا عاقبت اڑا کے مجھے — دیکھیہ یہ تہی کہ مین شکار ہوا
قطعہ
جان تہی لے بیخبر امانت یار — حیف وہ جو نہ ہوشیار ہوا
لوٹ تن سے رکہا نہ جسکی پاک — وقت تسلیم شرمسار ہوا

اب مصاحب ہین یار کے راسخ
آخر ان کو یہ اقتدار ہوا

کیا جہل ہے نہ آپ کو کار آشنا کیا — اس کارگہ مین کچھ نہ کیا ہمنے کیا کیا
ہوتی جو جسم و جان مین جدائی تو سہل تہی — اوس شک مہ سے ہمکو فلک کیون جدا کیا
ہے نام اوسکا دفتر اہل وفا سے محو — جور و جفائے یار کا جس نے گلا کیا
شاہی قدم کے نیچے تمہارے گدا کے ہے — فرش رہ اوسکا چرخ نے بال ہما کیا

مینے کہا کہ چاہنے والونکا اپنے ہائے
آخر نسیم و شبنم و گل سب ہوا ہوئے
جو یائے باغ وصل ہین اوس نونہال کے
مجہہ سینہ چاک پر اونھین دو ہو شرف تمام
اوترانہ اس گلابی کا سر سے نشا کبھو

چاہا برا ہی تم نے تو بوسے بھلا کیا
کون آکے اس چمن مین ہمیشہ رہا کیا
اوسکی ہوا نے ہمکو نسیم و صبا کیا
تقلید سے جنہون نے گریبان قبا کیا
شکر اوسکا جس نے یہ دل پرخون عطا کیا

راسخ نے جی دیا نمکین لب پہ یار کے
بارے انہون نے حق نمک تو ادا کیا

بھٹک مت جو طالب ہے راہ خدا کا
برغبت نشیب و فراز اسکے طے کر
بنا آپ کو خاک تا صاف ہو دل
گنہ جان یہ طاعت ناقص اپنی
بلد عشق کو کر کہ منزل رسان ہے
بقا چاہتا ہے اگر بعد مردن
بہت رو کہ یہ جوشش اشک ندامت
بتدریج اس سے رہا آپ کو کر
بری اول آخر سے ہے ذات اوسکی

تجھی مین تو جلوہ ہے اوس خود نما کا
اگر ہے تو سالک طریق رضا کا
سبب ہے غبار آئینہ کی صفا کا
مقر دل مین رہ اپنے جرم و خطا کا
تو پیرو ہو اوس مرشد رہنما کا
تو صرف اطاعت ہو اہل فنا کا
ہے کفارہ تیری نماز ریا کا
بڑا دام ہے دام حرص و ہوا کا
نہین دخل وہان ابتدا انتہا کا

ارادت کی نسبت ہے راسخ کو اوس سے
شرف جو ہوا زمرۂ اولیا کا ۴۴

ضو مہ و مہر نور تیرا
رہ جملہ قصور ادب یہی ہے
نسبت تو درست کر کسو سے

ہر ذرہ مین ہے ظہور تیرا
ہر چند نہو قصور تیرا
تا دل نہو بے حضور تیرا

قطعہ

بجز عجز کسو کو وہان نہین دخل
جس جاگہ ہے غرور تیرا

غافل تو عیب بین ہو سب کا
یہ عیب ہو کاش دور تیرا

دیوانہ بن لباس سے تا
مستغنی ہو شخص غور تیرا

منعم نہ حصیر فقر کا ہو
رو کش فرش سمور تیرا

سنتا یا نہین وصل یار کا تو
مطلوب ہے قرب حور تیرا

اے بے ہمت یہ کیا ہوس ہے
دیکھا راسخ شعور تیرا

دکھلا دو منہ اب ضرور اپنا
دل بسکہ ہے ناصبور اپنا

اللہ رے یہ تصرف عشق
غم ہے وجہہ سرور اپنا

تم سے تم کو نہ ہائے مانگین
جنت چاہین قصور اپنا

مستور رہی دحسن کب تک آخر
بھایا اون کو ظہور اپنا

بینا نہین ہم وگرنہ جون مہر
یہین اون نے کیا ہے نور اپنا

راسخ ہو رفتہ ہے اگر عقل
تہ کر رکھو شعور اپنا

ہوا دیوانہ ہر فرزانہ تیرا
بہت فرزانہ ہے دیوانہ تیرا

مرا ہو شمع بالین ایک شب تو
کرون ہو سو جان سے پروانہ تیرا

ہمارا حال سنکر قیس بولا
جنون آور ہے کیا افسانہ تیرا

یہ چاہون ہون کہ تجھسے بھی زیادہ
وفا بیگانہ ہون جانانہ تیرا

تہی دستی سے اپنی خوش ہون اے حرص
کہین معمور ہو پیمانہ تیرا

کدھر کعبہ کہان کا عرش اعظم
دل بشکستہ ہی کا خانہ تیرا

نہین قید یقین مین تو تو راسخ

خوشا یہ مشرب رندانہ تیرا

دولت فقر مایہ ہے اپنا — شہ کا محسود پایہ ہے اپنا
ہم ہین خورشید عالم انوار — ہین کو تین سایہ ہے اپنا
جس نے کی اسکی سیر وہ رویا — رقت آور وقایہ ہے اپنا

ہم ہین اوسکے گداے در راسخ
اب شہون پر کنایہ ہے اپنا

نہ مایہ دار زر داغ عشق امیر ہوا — لگا یہ نقد جسے ہاتھ وہ فقیر ہوا
بھی ہے جان اوسی نور بیختہ کا گذر — جو نور تن کا ترے مایہ ضمیر ہوا
کیا یہ کام تمناے وصل شیرین نے — نہ کوہکن سے سرانجام جوئے شیر ہوا
رہا ہے عالم اطلاق زیر بال اسکے — یہ مرغ جان قفس تن کا جو اسیر ہوا
سمجھو سہل نہ تو نالہ خمیدہ قدان — کہ پار عرش کے یہ اس کمان کا تیر ہوا

نظیری اور شفائی کا ہے بدل راسخ
پہ اوسکا فخر نہین گر نظیر میر ہوا

تنہا نہ اک سلیمان ہے مرد اوسکی رہ کا — ہر مور یان امین ہے اسرار بادشہ کا
تا عمق بحر وحدت وے پہونچین محو جو ہون — ڈوبے ہوے ہی جاوین احوال اسکی تہ کا
معمار نے قضا کے یہ دل عجب بنایا — مشکل تھا یہان کرنا اس تنگتر جگہ کا
ماہیت فلک تو کھلتی نہین کسو پر — دشوار کسقدر ہے وا ہونا اس گرہ کا
مجھ مختصر تک اب بھی آ تو دیکھ لون تمھین — باقی ہے کچھ علاقہ آنکھون سے یان نگہ کا
کیونکر نہ تاج شاہی ہو اب سبک نظر مین — سر اپنا بارکش ہے اب فقر کی کلہ کا
گو دور کھینچتے ہین اپنے تئین و لیکن — ہون روکش اوسکے منہ کے کیا منہ ہے مہر و مہ کا

محو دل اوسکو دیکھا راسخ کیطرح ہر دم
جسنے نشان پایا جانان کی جلوہ گہ کا

پر مور اب ہے پیراہن ہمارا
ہوا کاہیدہ یان تک تن ہمارا

نہین ہم پائے بند اعتبارات
نہ کوئی دوست نہ دشمن ہمارا

کرین کیونکر نہ شکر دیدۂ تر
گہر سے پر رہا دامن ہمارا

یہ آئینہ ہے شایان رخ یار
نہین ہوجائے دل روشن ہمارا

بنہلے ابر تریک تابش برق
کہ تا سیراب ہو گلشن ہمارا

نہین قید مکان مین اپنا مطلب
معین ہو گیا مسکن ہمارا

بجز فن شریف شعر راسخ
نہین مرغوب کوئی فن ہمارا

وہی وجہہ سکون وجنبش خلق جہان پایا
وہی شب باز پتلی مین ہمنے تو نہان پایا

تماشائی کو غیر از داغ یا نسے کچھ نہین حاصل
سراسر ہمنے تو یہ گلستان لالستان پایا

ندامت غفلتونکی اپنی وجہہ کشف ہوئی آخر
رہے شرمندہ ہم جب تک یہ پردہ درمیان پایا

خوشامد سے ہم اوسکا پاؤن بہی دابا کئے برسون
پر اوس نازک طبیعت کو ہمیشہ سرگران پایا

یہی نام ونشان سدرۂ دلدار ہین راسخ
کیا طے جسنے انکو یار کا اونچ نشان پایا

اسمین ساعی ہو کہ ہو قلب کو نسبت پیدا
گر کسو صاحب نسبت سے ارادت پیدا

نقص عرفان ہے افراط تحیر کا علم
علم حیرت ہو کر ایسی تو حیرت پیدا

ضعف پر قیس کے مت جا کہ پہر ایسا کوئی
عاشقون مین نہ ہوا صاحب طاقت پیدا

دیکھ مرجھا دے نہ یہ پھول کر ایسی کوشش
کہ گل داغ مین ہر دم ہو طراوت پیدا

متصرف ہو اگر عشق طبائع مین تو پہر
غم سے الفت ہو خوشی سے ہو عداوت پیدا

اسکے آشفتہ سرونکی ہے سمجھ سب سے جدی
ہوتی ہے انکے تئین اور ہی کچھ مت پیدا

تاب آور نہین آغوش تخیل کا بھی
کی یہ اوسکے تن نازک نے نزاکت پیدا

یون خجالت ہے مجھے طاعت ناقص کے سبب
صاحب جرم کو ہو جیسے ندامت پیدا

شب مرے دلکی حقیقت نے رولایا سبکو — مرثیہ سنکے ہوی لوگونکو رقت پیدا
جی مین ہے اب کہ کسی اور کو چاہون یکچند — تا تمہین کچہہ تو ہو معشوقی کی غیرت پیدا

حق تعالی تمہین زندہ رکھے راسخ صدسال
ہونگے پھر ایسے کہان اہل طبیعت پیدا

دل قضانے جو دیا طرفہ یہ احسان کیا — میرے ہاتہہ آئینہ دیکر مجھے حیران کیا
طول سے خواہش دنیا کے رہے ہم درہم — یہ ہوا جون جون چلی تند پریشان کیا
دل لہو ہو کے ہوا گریۂ مفرط کی وجہہ — خون کے دریا ہے اس قطرہ نے طوفان کیا
ہے شرف قالب خاکی کو ہر اک قالب پر — شکر کر اوس کا کہ تیری تئین انسان کیا

بیش و کم زاد سفر پاس ہے سبکے راسخ
ہان کہو تم نے بہی کچہہ کوچ کا سامان کیا

ہووے مسجود ملائک کب یہ رتبہ خاک کا — اسمین اک سر ہے کہ دل خون کن ہے وہ ادراک کا
پہنچے ہین تکمیل کو اسکے مکان کو تلک — دیکہہ مت منکر ہو تاثیر نگاہ پاک کا
عشق روز آور کے ہاتہون چرخ مین ہین ہم علم — باعث گردش یہی ہے عرش کا افلاک کا
معجز رعنائی لیلی کا معرف جان تو — تار تار اے قیس اپنے جامۂ صدچاک کا
شیخ مت تکلیف طوبی کر ہمین کسکو دماغ — سایہ مین کیون ہم بادہ کش وان جو سایہ تاک کا
سیج پہولونکی میسر تہی وصلے تہ کر رکہی — جب سے بہایا بستر ہمکو خس وخاشاک کا
کھیل لڑکونکا ہے اسکو اپنے جی پر کھیلنا — ممتحن ہر دم نہو تو عاشق بیباک کا
اوس کی خاک پا تلک اپنا نہین ہے دسترس — ورنہ ہم کرتے علاج اس دیدۂ نمناک کا

سہل راسخ مت سمجہہ غواصی دریائے عشق
اسکی تہ داری سے زہرہ آب ہے پیراک کا

دل خون تہا دیدہ خونفشان تہا — تم بن عجب ایک رنگ یان تہا
ہم برسون یہ وان گئے پر اون نے — یون بہی نہ کہا کہ تو کہان تہا

اودپنچ تھی جن کی چشم دل باز　　کشف محجوب ہر زمان تھا
دل سکن جان تو تھا ولیکن　　کوئی جان کے بھی درمیان تھا
جی کھو کے بھی ہم گر اسکو پاتے　　تو مفت ہمین وہ جان جان تھا
کیا ہم کہ تم آزماؤ ہمکو　　اے خوش وہ جو باب امتحان تھا

راسخ کی ہو مرگ جاے افسوس
غم کا وہ تمہارے قدر دان تھا

کچھ حدیث عشق بھی پر دھیان یان اکثر رہا　　گوش کا اپنے تو آویزہ یہی گوہر رہا
مندرس ہو گئی متاع صبر و جنس دین و دل　　ہائے ساری عمر مین مشتاق غارت گر رہا
عقل نے چاہا تو تھا کھینچے مجھے اپنی طرف　　لیک جانب دار اپنا عشق زور آور رہا
یہ سرا وہ ہی کہ یہان حد معین سے زیاد　　نے رہا جمشید نے دارا نہ اسکندر رہا
واے وہ صید زبون تکیہ پرون کا جسکے ہائے　　کوئی دم صیاد رعنا کے نہ زیر پر رہا
صید ہم تھے یان تو اعضا مین تصرف عشق کے　　لب بہے خشک اپنے ہر دم دیدہ اپنا تر رہا
خوشنوائی کا ہماری فصل گل مین شور تھا　　ابکی منقار رعنا دل زیر بال و پر رہا
اب تو دل پر تنگ ہی عرصہ ہجوم غم سے آہ　　اس سرای مختصر مین قافلہ آکر رہا

جان دی لیکن کیا کار وفا ان نے تمام
آستان یار پر کہتے ہین راسخ مر رہا

ہمارا ہم سخن مدت تلک عشق پر افسون تھا　　دل آتش تھا سر آب تھین آنکھین جگر خون تھا
کہان کی لیلی و مجنون یہ سب اسمائے فرضی ہین　　مسمی اور ہی شئے تھا نہ وہ لیلی نہ مجنون تھا
یہ جو بے چشم اب تو خاک سے بھرنے کے قابل ہی　　تب اسکا لطف تھا جب اسمین وہ رنگ گلگون تھا
شہادت گاہ خون ریز محبت طرفہ جا دیکھی　　کہ جو مقتول تھا یان خنجر قاتل کا ممنون تھا
ہوا بیقدر اشک اپنا تمہاری آنکھ سے گر کر　　نظر چڑھتا تمہاری تو یہ قطرہ در مکنون تھا
عجب یہ سر زمین عشق کامل جینے جا دیکھی　　کہ یان جو ناقصون مین تھا وہ مخصوص فلاطون تھا

تھی ارباب نظر کی چشم اپنی ہی طرف مائل
ہوا ناگاہ کل اپنا گذر کہ ایک ویرانہ
در و بام شکستہ درہم و برہم کئی وان تھے
نہ آیا فہم مین جب کچھ تو عبرت یون لگی کہنے

شناسائے حقیقت جو کوئی تھا اپنا مفتون تھا
ق غرض ایسا کہ ایک ایک گوشہ جسکا رشک ہامون تھا
تحیر اونکے نظارہ سے ہر دم مجھکو افزون تھا
کہ یہ ایوان تھا کسریٰ کا یہ قصر فریدون تھا

مگر راسخ نے تازہ کوئی دل پر چوٹ کھائی ہی
شب اوسکو ہمنے جو دیکھا بہت گریان و محزون تھا

خوب ہے درد محبت کو تمنا کرنا
بیش ازین تم تھے جہان اب سبب تسکین ہے
دوستی کاش نہوتی مجھے تم سے اتنی
دل جسے کہتے ہین ہی عقدۂ مالاینحل
اپنے دیوانون کا سرخیل بنایا مجھکو
ہمنے پیوند کئے ٹکڑے جگر کے پیہم

کڑھنا بے ہیچ تصنع سے بھی رویا کرنا
اوس مکان کے در و دیوار کو دیکھا کرنا
ہائے دشمن ہوا یہ رابطہ پیدا کرنا
ایسے عقدہ کو تو آسان نہین وا کرنا
نہوا پر اونھین منظور تماشا کرنا
شرط تھا رونے کا سامان مہیا کرنا

ناقصون کی ہون مین تکمیل کا باعث راسخ
یعنے آتا ہے مجھے قطرہ کو دریا کرنا

عشق نے پہلے تو پانی دل غمناک کیا
ہم جگر چاکون سے کیا اہل ہوس کو نسبت
کر دیا مجھہ سے جدا اوس مہ بے مہر کو تئین
عشق کا کشف دقائق نہ مجنون بن ہو
عجب عرفان تو بڑا نقص ہی عارف وہ ہے
حسد اوس رند کی ہی مرگ پہ میخوارونکو

پانی سے آگ بنایا اسے پھر خاک کیا
گو بہ تقلید گریبان انہون نے چاک کیا
تونے کیا ہائے یہ اے گردش افلاک کیا
ہمنے اپنا اسے سرمایۂ ادراک کیا
جسنے اس زنگ سے آئینۂ دل پاک کیا
دفن جس رند کو زیر شجر تاک کیا

آفرین طبع روان کو مری جسنے راسخ

بحر ذخار سخن کا مجھے پیراک کیا +

اسیری کیسی کیا یہ مرتبہ شاہی وزیری کا
تو اے غافل شناسا نے مدارج ہو فقیری کا

نہ بھاوینگے ہمارے بعد اسنے لیہا کی نسبت
ہمین اک عمر رونیگا مزا دل کی اسیری کا

جوانی ہنس کے کاٹی اب پلک اشک چکی ہی
جو رات آخر ہوئی نکلا ستارہ صبح پیری کا

بحر نالون کے سننے سے تو چپ لگ جائیگی تجھکو
نرکھہ آہنگ میرے ساتہ بلبل ہمصفیری کا

گرانا چاہتا ہی عجب دانش مجھکو رتبہ سے
جنون آبھی یہی تو وقت ہی اب دستگیری کا

سخن سنجان صاحبدل ہی قدر اسکی سمجھتے ہین
بدل ہی یہ مرادیوان دیوان نظیری کا

وہ بزم شعر کیا جس مین نہ آوین حضرت راسخ
کہ آتا اونکا آنا ہی شفائی کا نظیری کا

اپنا شکوہ فقر فزون دمبدم رہا
شاہون کی جاے رشک ہمارا حشم رہا

قلت سے صبر کی ہوبے وقر ہاے ہم
جو تہا بہت ضرور سو یان کم سے کم رہا

کیا جانین وہ حرارت خورشید حشر کو
سر پر جنہون کے سایۂ ابر کرم رہا

صحراے عشق تہا عجب اک دشت ہولناک
وان شیر کے قدم پہ ہمارا قدم رہا

محو خرام سرو قدان کبک ہی نہین
آب روان بھی دیکھہ کے چال اونکی تھم رہا

گذرا تہا وان سے گریہ کنان مین برنگ ابر
دامان دشت قیس کا اک عمر نم رہا

اوس سیمتن کے عشق مین راسخ ہوئے فقیر
دینار سے گرہ مین نہ کوئی درم رہا

ہو اہل جہان سے ترے محو دگو خبر کیا
لوٹے ہوؤن کی آنکھہ سے قافلہ پر کیا

رو کردہ بازار جہان ہی یہ زر قلب
زاہد تجھے اس زہد ریا پر ہے نظر کیا

ہم آپ سے جاتے ہین جو آنا ہو تو آؤ
اب تمنے قسم کھائی ہو آنے کی ادھر کیا

وارفتہ ہین ہم اس لب شیرین کے تمہارے
میلان طبیعت ہو سوئے شہد و شکر کیا

ہستی سے چلے خوف عدم کس لیئے راسخ
غربت سے تم اب سوئے وطن جاتے ہو ڈر کیا

یہ قلب محل ہے معرفت کا
عارف ہوا اسی کی منزلت کا
ہی عالم جان بھی طرفہ عالم
جسمین نہین دخل شش جہت کا
دل نے کھویا ہمین کہ تھا آہ
دلوا نہ شریک مشورت کا
اس فکر مین رہ سدا پریشان
تا جمع ہو زاد آخرت کا
ہے وصل دیت ولے پس از قتل
گر قتل کہ رفتہ ہون دیت کا
خون کرتی ہے دل کو ہیبت قرب
شائستہ ہون گو مصاحبت کا
دو دن ہے یہ تن تہ تصرف
تا چند لباس عاریت کا
بگڑا ہی جب سنبھلا تب کچھ اون سے
اسلوب سنا موافقت کا

راسخ کو ہے میر سے تلمذ
یہ فیض ہے اونکی تربیت کا

بن بندگی صاحب کو کیا موہنہ مین دکھاونگا
آزادی سے درگذرا بندہ ہی کہاونگا
مجھکو تو اعادہ اب منظور نہین اپنا
یعنی نہ کبھو تم بن مین آپ مین آونگا
جون نقش قدم مجھکو ہمراہیون نے چھوڑا
واماندہ ہون بیحس ہون کیونکر انہین پاونگا
طوفان ہون رونیکو لہر آگئی کوئی تو
مین خاک مین تہ داری دریا کی ملاونگا

کچھ اندنون راسخ تو چاہت کے ہین دیوانے
مجنون کا انہین قصہ اک رات سناونگا

ارمان تجھے چاہت کی بہت پر یہ نہ جانا
کرتا ہی جگر چاؤ کا خون دلکا لگانا
اخذان ہنروں کا تو ہنسی کھیل نہین کچھ
دل آب ہوا آیا ہے تب رونا رولانا
پردہ رخ معشوق کا ہی ہستی ہماری
کیا اپنے تئین بیچ سے مشکل ہی اوٹھانا

وے ٹھنڈی ہوا ؤن مین گلے لگ کے جو سوئے
تہا اسکا نتیجہ مری چہاتی کا جلانا

پیدا ہی حدوث اسکا تغیر ہی سے اسکے
کسطرح تخیّل ہو قدامت پہ زمانا

کیا جانین کہان بیخودی تم بن ہمین لیگئی
دشوار ہوا ہے بہت اب آپ مین لانا

معقول نہین پاتے ہم اوسکا تو کوئی نقل
راسخ کو کہین کیون نہ سڑی خبطی دوانا

خورشید سے پُر جام ہی ہم بادہ کشان کا
زاہد کو مبارک ہو مہ نو رمضان کا

داغونکی بہی اک حد ہی بس اے عشق کہان تک
سینہ تو مرا قطعہ بنا لالہ ستان کا

پوچہین جو وے آنکہونکی خبر میری تو قاصد
کہیو کہ گذرگاہ ہوئین آب روان کا

ہم عیش شب وصل بیان کیا کرین ہر چند
ہی طرفہ مزا لذّت حستی کے بیان کا

پا وے گا نشان یار کے کوچہ کا اسی سے
ہان خاک قدم رہ کسو بے نام و نشان کا

کیونکر رہین ہم آپ مین دیکھ اسکو کہ مہتاب
باعث ہی پریشانیٔ اجزائے کتان کا

قطعہ

ٹھنڈی رکہو چہاتی مری آغاز محبت
اول ہی مداوا یہی اس درد نہان کا

کہتے ہین کہ ہر داغ تو پایان تدابیر
پہلے ہی جلانا یہ ہی دستور کہان کا

افلاک امانت کے نہ حامل ہوے راسخ
کیونکر متحمل ہے تو اس بار گران کا

شب ہمین مشغلہ افسانہ دلدار سے تہا
جو سخن تہا سو گتہا آنسون کے تار سے تہا

پیش ازین تم جہان یکچند رہے تہے ہم کو
عشق اوس کوچہ کے بر سون در و دیوار سے تہا

[illegible] سکو ہوئی معرفت ذات علیؑ
کہ وہ اک ستر نہان یار کے اسرار سے تہا

[illegible] نظر تہی چمن آراکی ہمین
اسلئے حظ ہمین سیر گل و گلزار سے تہا

[illegible] بصیرت نہو بینا تہا وہی
جسکو میلان نہ ان لوگون کے انکار سے تہا

[illegible] غفاری یہ ثابت ہی یہی ایک دلیل
کہ سر عفو اوسے مجہ سے گنہگار سے تہا

کبہی دنیا مین تہی عقبی کی بہی راسخ کو ہوس
قلب کو اوسکے علاقہ تو فقط یار سے تہا

کب غنچہ کو دیکھ اوسکا دہن یاد نہ آیا
کسو قت کہ وہ رشک چمن یاد نہ آیا

تہا جی مین کہ دشواری ہجر اوس سے کہینگے
پر جب ملے کچھہ رنج و محن یاد نہ آیا

کیا کیا نہ تہا اقرار یہ دل لیتے ہی تجھکو
ایک اونمین سے اے عہد شکن یاد نہ آیا

ہر چال تری وہ کہ ہمین جسکے مقابل
اس چرخ جفاجو کا چلن یاد نہ آیا

دلسے تری دیوانونکی پوشش ہی فراموش
پیراہن تن کیا انہین تن یاد نہ آیا

نکلے کبھو بھول کے بہی تم نہ ادہر ہائے
میرا تو تمہین بیت حزن یاد نہ آیا

ہستی نے عدم دل سے بھلا ہی دیا راسخ
غربت مین ہے یون کہ وطن یاد نہ آیا +

جہان دیکھے مین اوس عشرت سرا کو دیکھکر رویا
گلی مین اونکی اونکے نقش پا کو دیکھکر رویا

تہا اوس دیوار کے سایہ مین خندان جو گدا برسون
وہ اپنے فرق پر ظل ہما کو دیکھکر رویا

کوئی رنگین اپنا چاہنے والا جو یاد آیا
وہ اپنے ہاتھ مین رنگ حنا کو دیکھکر رویا

دل صاف اپنا یاد آیا نظر آیا جو آئینہ
نہین بے ہیچ مین اوسکی صفا کو دیکھکر رویا

ہنسی کی راہ لڑکے شاہ جی کہتے ہین راسخ کو
بہت مین آہ اوس پیر گدا کو دیکھکر رویا

ہر آن جو رفتہ سا رہے گا
سر رشتہ کار یا رہے گا

مت صبر کے ممتحن رہو ہائے
ہم بے صبرون مین کیا رہیگا

آئینۂ دل کی ہے صفا شرط
یار اپنا موہنہ دیکھتا رہیگا

ہے باب سجود در تمہارا
سر اپنا یہان جہکا رہے گا

قلب پر خون ہی کیا گلابی
دیرا اسکا ہمین نشا رہیگا

اودن مست آنکھونکو دیکھکر شیخ
دیکھینگے پارسا رہو گا

ہین نالۂ وقت مسیح راسخ
محو ان کا تماشا رہے گا

ہر آشنا کشی اے دوست مدعا تیرا ۔ وہ دشمن اپنا ہی جو ہووے آشنا تیرا
بیان کی نہین رخصت یہ کہتے ہین وے لوگ ۔ جنہون نے چکھا ہی اے عاشقی مزا تیرا
بھلا بتاؤ تو بندہ کا جرم کیا صاحب ۔ کہا کرو ہو جو ہر دم کہ ہو برا تیرا
کیا ہی اوسکی جفا کا ہی مجھکو شکر گذار ۔ سلوک مجھ سے یہ ہی اے مری وفا تیرا
نہ کاش چاہتے اے رشک یوسف آہ تجھے ۔ گیا عزیزون کا جی ہاے کیا گیا تیرا
نکالی اون نے نئی طرح اب ستانے کی ۔ کہے ہے مجھ سے کہ دل ہو کہین لگا تیرا

بہت رفیع ہے راسخ کی شان و شوکت فقر
شرف ہے شاہون پہ اوسکو کہ ہے گدا تیرا

کب مجھ مریض غم تک میرا طبیب آیا ۔ دوری مین ہاے اوسکی مرنا قریب آیا
شایان قرب ہرگز یہ بوالہوس نہین ہین ۔ کم ہین جنہین میسر وصل حبیب آیا
ناکامی سے رہی یان وابستہ کامیابی ۔ چاہت مین پیش ہمکو کار عجیب آیا
لیگئی پکڑ کر اون تک جو ناشکیبی دل ۔ کہنے لگے کہ پھر یہ آفت نصیب آیا

غربت ہی کا تعب کش راسخ رہا ہمیشہ
نزہت گہ وطن تک کب وہ غریب آیا

سونپا ہوا داغ اونکا تازہ ہی سدا رکھا ۔ ہمنے اس امانت کو چھاتی سے لگا رکھا
صد شکر کا تھا مشروط اک جو یہی اے ہمدم ۔ اون نے تو صدا ہمکو ممنون جفا رکھا
معمور طرب رکھا دل دوست نے دشمن کا ۔ آنکھون کو مجنون کی آنسو سے بھرا رکھا
جو پائے وصال اوسکے سر تاب ہین دنیا سے ۔ پہلے ہی قدم ہمنے اسکو تہ پا رکھا
طرز نگہ اوسکی یہ ابرو کی اشارت وہ ۔ سچا نہین نام اونکا انداز و ادا رکھا
دل کن نے لیا میرا ہین جو کہا بولے ۔ تو کسکو یہ کہتا ہے کیا مین نے چھپا رکھا

اک وہم سے ہین راسخ اوس مہ کی جدائی مین
ہر آن کی کاہش نے اب انمین ہم کیا رکھا

یاد ایام کہ راتون کو تنک آجاتا تھا
برق کی طرح وہ جھمکی سے دکھا جاتا تھا

تم نے بے پردہ ہو شرمندہ کیا اسکے تئین
ورنہ خورشید کا پردہ سا رہا جاتا تھا

اب کہان وہ کہ تری صفحۂ خاطر پہ غبار
حرف مخدوش کے مانند مٹا جاتا تھا

ہمنے جمعیت خاطر کو گھٹایا ورنہ
دمبدم تفرقہ باطن کا بڑہا جاتا تھا

وہ جو یون عالم علم ستم و جور ہوئے
وجہہ یہ تھی کہ رقیب اونکو پڑھا جاتا تھا

کیا ہوا واقعہ خوان دل غمکش راسخ
جب وہ آتا تھا بہت ہمکو رلا جاتا تھا

کعبہ مین مو کیا گذر ہمارا
ہے تا در دل سفر ہمارا

پیشانی کا تمہاری صندل
ہے باعث درد سر ہمارا

وے ہنستے ہین رونے پر ہمارے
کیا گریہ ہے بے اثر ہمارا

لکھے بالون نے اون کے آخر
قصہ کیا مختصر ہمارا

روکش ترے زہد خشک کا ہی
زاہد دامان تر ہمارا

کیونکر ڈھونڈین نہ تمکو دل مین
کہتے ہو دل ہے گھر ہمارا

جی جاتی ہی لاگ اوس پلک کی
برچھی سے بڑہا جگر ہمارا

جاتے رہے قدردان ہنر کے
معیوب ہوا ہنر ہمارا

ہم اوس محبوب کا سراپا
راسخ دام نظر ہمارا

رات جی ہارے بہر آیا تھا نہ جانا کیا تھا
دفعتہ منہہ کا اس نہ وہ سے آنا کیا تھا

منہ سے کیون پردہ اوٹھا تمنے لیا پیش رقیب
ایسا آئینہ اُس اندھے کو دکھانا کیا تھا

نہ کیا بارے فسون سازی دشمن نے اثر
رات تمنے جو سنا میرا فسانا کیا تھا

دیکھنا ہی نہ تھا منظور تماشا جو تمہین — تو بھلا پھر ہمین دیوانہ بنانا کیا تھا
ہی ہنوز اونکے تئین مجھسے کدورت ورنہ — خاک پر آ مری دامن کا اوٹھانا کیا تھا
تعب ہجر سے اب سوکھ کے کانٹا ہوئے ہم — گل آغوش تھے جب وہ زمانہ کیا تھا

دل تمہین پیارہی تھا راسخ دیا اوس بت کے تئین
ہاے اس شیشہ کو پتھر سے لگانا کیا تھا

وہ ترک جفا شعار پایا — ہمنے اوسے جان شکار پایا
دل تیرہ ہی اپنا خوش وہ جسنے — یہ آئینہ بے غبار پایا
خاصان حریم یار تک آہ — مجھ ناکس نے نہ بار پایا
اوہام ہین یان کے اعتبارات — عالم بے اعتبار پایا
مختاری کا مدعی جو ہے تو — بارے کیا اختیار پایا
اون آنکھونکی کیا رسا نظر ہے — اس برچھی کو دلکے پار پایا
اپنے تئین کھویا اوسکی رہ مین — ہمنے اس راہ یار پایا
ہان عذر گنہ کہ اونے بخشا — تک ہی جسنے شرمسار پایا

مرنا اوس بن کہ جیتے رہنا
راسخ کہو کیا قرار پایا

ہے دید بہت محال اونکا — دیکھین کیونکر جمال اونکا
بھولون او نہین کیا گمان ہے ناصح — جاتا ہی کوئی خیال اونکا
ہین جمع یہین زر کے جو پریشان — درہم برہم ہے حال اونکا
فرہادوشون کو اوس سے ہی عشق — کیا شیرین ہے مقال اونکا
جن لوگون کے تجھ سے دل لگے ہائے — جی ہے اونکا وبال اونکا
عشق اپنا ہے نہین قراری — ہی حسن تو بے زوال اونکا
پندار کمال ہے جنہون کو — ناقص ہے ابھی کمال اونکا

اوس بدر کے محو ناتوان ہین
تن ہے رشک ہلال اونکا

راسخ موے ہجر یار مین آہ
کہتے ہین ہوا وصال اونکا

تو یون ہی جدا اگر رہے گا
عاشق بیچارہ مر رہے گا

محو اوس رخ و زلف کا شب و روز
حیران آشفتہ سر رہے گا

غم بیکس ہو کے بعد میرے
برسون مرا نوحہ گر رہے گا

وان حسن جبین ہوا ہی صندل
اب یان اک درد سر رہے گا

دل دام مین اوسکی زلف کے ہی
اونجھاؤ یہ عمر بھر رہیگا

یہ دیدۂ تر غمون کی دولت
مایہ ور ابر تر رہے گا

کیا رتبہ جو دیر مین رہے وہ
راسخ در کعبہ پر رہے گا

دنیا سے دل نہ ساز کرنا
بس قحبہ سے احتراز کرنا

خالق کو بجا ہے کر تجھے خلق
قدرت پہ اپنی ناز کرنا

الفت سے ساز کر کہ اسکو
آتا ہے دل گداز کرنا

ہمت کی یہ کوتہی ہے غافل
مت دست طمع دراز کرنا

جان محو غم آہ کسقدر ہی
دشوار ہے امتیاز کرنا

مخصوص جفا مین ہی ہون صاحب
بندے ہی کو سرفراز کرنا

اوسکے ابرو کی دیکھ محراب
بہولے راسخ نماز کرنا

دل ہے محو خیال تیرا
جان آئینۂ جمال تیرا

واعظ تا چند قال بے حال
چپ رہ کیا ہے یہ قال تیرا

دل ادل عشق تو ہوا داغ — کیا ہووے گا مآل تیرا
تو بد نہ سمجھ کسو کو زاہد — ہے یہ نقص کمال تیرا
منہ ہم سے چھپا کے پوچھتے ہین — کیا وجہ جو ہے یہ حال تیرا
تو کیا شئے ہے کہ پاس ہے اور — نا ممکن ہے وصال تیرا

راسخ عذر کنہ کہ تجھکو
بخشائیگا انفعال تیرا

شایان نہین ہون شادی وصل حبیب کا — رتبہ کہان یہ مجھہ غم فرقت نصیب کا
تدبیر جسکی علت روحی کو کر دے دفع — جویا ہون مدتون سے مین ایسے طبیب کا
ہین تم سے جو بعید او نہین ہے امید قرب — پر خوف قرب سے ہے جگر خون قریب کا
آے تھے وہ اودھر سو اونہین سے لیگیا — بیہودہ ہو زمین کا یہ شیوہ رقیب کا
قلب صنوبری سے تو نسبت درست کر — اک درج ہے یہ گوہر سر عجیب کا
گل کی شبیہہ کھینچی تو دامان گل کو باس — ماہی بنانا ہاتھہ ہی تو عندلیب کا

راسخ تمہارے غم کو رکھے ہے بہت عزیز
مایہ ہے دو جہان مین یہی اس غریب کا

کوئی دارا ہو گیا یان کوئی اسکندر ہوا — پر شہنشہ وہ ہے جو تیرا گدائے در ہوا
شیشہ سے نازک تمہارا دل ہے تا ہمنے — لیک یہ شیشہ ہمارے حق مین تو پتھر ہوا
کیا بیان ہو صاحبان ظرف کی تاثیر یا — آب کا قطرہ صدف تک آنکر گوہر ہوا
نسخہ دل کا تہا وہ تار نظر شیرازہ بند — چشم لوحی اون نے کی مجموعہ یہ ابتر ہوا

ننگ بالش اوسکے ہین راسخ یہ تیر دوشت پر
صید اوس صیاد کا تو کس توقع پر ہوا

کہان تا بام وصل یار دست این و آن پہونچا — رکہا سر زیر پا جسنے اوسی کا ہاتھ وان پہونچا

جنون تھا میرا بالا دست خاک افشان ہوا ایسا
کہ اک طبقہ زمین کا تو کہے تا آسمان پہونچا

کشاکش تجربونکی دیکھو دم آخر ہوا اپنا
ولے پایان تلک اسکا نہ کار امتحان پہونچا

رہا وارفتہ طوف حریم کعبہ ہی زاہد
کجی طبع سے وہ کعبۂ دل تک کہان پہونچا

غم فرقت کے صدمے اب وہ اٹھا سکتا نہین راسخ
قریب مرگ دوری مین تری وہ ناتوان پہونچا

یون جہان اوس مایۂ جان کا ہی پیرایا ہوا
روے معنی پر نقاب لفظ جون چھایا ہوا

کیون نہ سر کھینچے یہ شعلہ آتش دلکا مری
ہی تمہارے دامن مژگان کا بھڑکایا ہوا

ہو سکے [illegible] کا مین تو روز و شب رفتہ ہون
کوئی پھرتا ہی مزاج اپنا ادہر آیا ہوا

وجہ اسکی یہ کہ تم تسکین دہ دشمن ہو آہ
بے سبب یون مین نہین ہون اتنا گھبرایا ہوا

حلقۂ دام بلا ہی ہائے اس دل کے لئے
ان تری زلفونکا اک اک بال بل کھایا ہوا

ہی غش آلودہ نگاہ امتیاز مدعی
ورنہ یہ نقد سخن میرا ہی پرکھایا ہوا

عمر بھر ہم خوش رہے غم کی کفالت کے سبب
راسخ اپنی زندگی کا یہ تو سرمایہ ہوا

مت محو ہو اس باغ کے رنگ سحری کا
ہم سیر ہو بوے گل و باد سحری کا

کیا ہوئے طرف ماہ تری جلوہ گری کا
خورشید ہی یان تنک چراغ سحری کا

اس عشق کی رہ مین بلد ایسا نہین کوئی
چھوڑا نہ قدم ہمنے تو آشفتہ سری کا

ہی لعل لب یار کی سرخی سے جگر خون
ہو سبز نہ یان رنگ عقیق جگری کا

پیوند اسے پاٹ سے کس بخیہ گری ہی آہ
حیران ہو نین دامن مژگان کی تری کا

خضر رہ صحراے محبت ہین جو گم ہین
بھٹکے ہوؤنکو دعوی ہی یان راہبری کا

اوسکے رخ زیبا کی صفت کر نہ سکون کیون
جسکی کف پا آئینہ ہی روے پری کا

ہر چاک یہ عاشق ہی گریبان دریدہ
ہی دیدنی یہ حسن مری جیب دری کا

گر ہوش ہے تو مجلس تصویر کی کر سیر | عالم ہے عجب بیخودی و بیخبری کا
پیری مین بھی بازیچۂ اطفال ہین ہم تو | کچھ سوجھ نہین ہے ہمین پیرانہ سری کا

اس عہد مین راسخ ہنر ایک عیب بڑا ہے
مت ہو جیو تو مدعی صاحب ہنری کا

نام بھی صلح کا لینے سے اوسے ننگ آیا | جب وہ آیا ادھر آمادۂ صد جنگ آیا
چشم کم سے نہ مرے اشکونکی رنگینی دیکھ | خون کیا مینے جگر گریہ پہ تب رنگ آیا
تہ کئے اون نے تو دامان بیابانون کے | قیس پھیلاؤ سے وحشت کے مری تنگ آیا
رخنۂ نالۂ دل ہم ہین کہانتک نے و چنگ | خوش بہت ہمکو تو اس رود کا آہنگ آیا
ایک کر دیوے ہے نیرنگ محبت دو کو | کچھ ہماری تو سمجھ مین نہ یہ نیرنگ آیا
آہ دیدار کی مانع رہی ناصافی دل | کام اپنے نہ یہ آئینہ پر زنگ آیا

عاشق اوسپر ہوے راسخ جو نہ تھا چاہ کی کون
دل لگانے کا بھی صاحب نہ تمھین ڈھنگ آیا

کیا ہمنے لہو رو رو کے گلشن دامن صحرا | چمن اس اشک گلگون سے کیا ہین دامن صحرا
گریبان مین رہیگا کب تلک اوجھا قبا کر اب | تولے دست جنون شور افگن دامن صحرا
دل ویران کی کیا مقدار ویرانی بیان کیجے | کہ رکھتا ہے نہین حد معین دامن صحرا
زمرد رنگ ہے تہ دامن نظارہ پر اوسکے | ہوا اس رنگ سبزہ سے مزین دامن صحرا
بھڑکتی ہے جنونکی آگ سیر دشت سے دونی | اس آتش پر کرے ہے کار دامن دامن صحرا
نہ تنہا باغ زندان سی ہے آنکھونمین یاران تم بن | بقدر تنگی سوراخ روزن دامن صحرا
وہ تو گل سا تھا ہو تو دامن صحرا بھی گلشن سے | وگرنہ ہے نظر مین اپنی گلشن دامن صحرا

جنون آور ہے راسخ چاہ ان شہری غزالونکی
نہو ہم وحشیون کا کیونکہ مسکن دامن صحرا

گناہ غسل نہ کیونکر ہو روسیاہون کا
کرم تو اوسکا طلبگار ہے گناہون کا

بنائے عرش کو ہے اک تزلزل اسکے سبب
یہ زور دیکھو مری ناتوان آہون کا

قدم نہ رکھو رہ مشکل گذار عشق مین تو
کہ سرسری نہین [illegible] ایسی راہونکا

حیا کے پردے مین مارا ہے ایک عالم کو
شہید مین تو ہون ان شرمگین نگاہونکا

اوٹھا لو چہرے سے برقع جو چاہتے ہو تم
بدل [illegible] سے ہو شور دادخواہون کا

اونھون سے قرب ہے راسخ [illegible]
گدا تو ہے یہ مصاحب ہے [illegible] بادشاہون کا

کل صبح جو وہ مائل گلگشت چمن کا تھا
سو نہ تہے مین گریبانکی گل اور سمن کا تھا

جرأت نہ تھی ملنے کی اوس پائے نگارین سے
ورنہ یہ علاج اپنی آنکھونکی جلن کا تھا

کیونکر نہ سراہون بن زخمی کی ترے چھاتی
ہر زخم نیا رشک ناسور کہن کا تھا

شب گرم سخن مجھہ سے وہ طرفہ ادا سے تھے
مین فتنہ و محو اونکے انداز سخن کا تھا

اوس زلف کے کوچہ سے نکلا ہی نہ دل اپنا
پابند یہ سودائی کیا حب وطن کا تھا

جون خرمن گل کسکی آغوش مین شب تھے تم
کانٹے سے نہ تھا کم یان جو موئے بدن کا تھا

مارے تری آنکھونکے کل سیر کئے ہمنے
دیکھا ہے بادامی رنگ اوسکے کفن کا تھا

تھے ضبط ہی کے قابل اسرار محبت کے
جسنے کہا وہ شایان دار اور رسن کا تھا

ترتیب دماغ اپنی اس سے ہوئی تھی کچھہ کچھہ
گل گویا پیراہن اوس گل کے بدن کا تھا

دلکی تو درستی کی تدبیر تھی لاحاصل
توڑا ہوا وہ اونکی زلفونکی شکن کا تھا

نسبت تو اوسی سے تھی راسخ کو تلمذ کی
وہ میر جو اوستاد اس اشعار کے فن کا تھا

خوبی کا چرخ نے تقسیم جب سامان کیا
دل کے میرے زخم جتنے تھے انہین خندان کیا

فضل انسانی مراد انسان سے ہے ورنہ ہے
وہ تو بیمعنی بصورت ہر جسے انسان کیا

پابرہنہ لاگ سے دلکی پھرے ہین دشت دشت
کسقدر راس آبلہ نے ہمکو سرگردان کیا

اپنے اشک چشم تر کا اب ہوا تہمنا محال
پونچھے آنسو غیر کے تمنے یہ کیا طوفان کیا

لوح تربت میرا نصیب ہی اگر آئینہ ہو
مجھکو ان ترکیب والون نے بہت حیران کیا

جبین سیر لالہ و گل کی تمنا خون ہوئی
سینہ ہی اپنا فلک نے ہای داغستان کیا

اوس پلک کی لاگ ہم کرتے رہے اک عمر ضبط
آہ یہ کانٹا جگر مین مدتون پنہان کیا

ہم قدم پر اوسکے تیری ہی وساطت سے گرے
تونے تو اے ناتوانی روز ہی احسان کیا

کچھ بہی معشوقی کی غیرت ہے تو رو ہی گر تم
ہمنے محبوب اپنا اب اور اک گل خندان کیا

چاہیئے پیش از وداع یار راسخ مر رہو
ورنہ کیا گر ہجر مین عزم وداع جان کیا

افراط غم سے ہجر مین دیدہ یہ طوفان ہوا
قطرہ گرا جو اشک کا وہ بہہ کے ہو دریا ہوا

یون آگے چشم تر کے ہے جیسے گدا پیش کریم
ہے سائلانہ ابر کا دامن تو اب پھیلا ہوا

بیمار کی اپنے کبھو تمنے عیادت بہی نکی
بیچارہ جب وہ مر گیا کہنے لگے اچھا ہوا

اس کہنہ ویرانے کی ہی اعجوبہ تغیرات مین
صحرا کبھو دریا ہوا دریا کبھو صحرا ہوا

لب خشک آنکھ اشکون سے تر دل خون ہے تن چہرہ زرد
میری یہ کیا صورت بنی مین تم پہ کیون شیدا ہوا

دیوانے صف لف مین سن شعر مجھسے بولی یون
کتنا پریشان گو ہے تو شاید تجھے سودا ہوا

بینا اوسی کی آنکھ تہی اہل نظر تہا کچھ وہی
جو اس چمن مین آنکر محو چمن آرا ہوا

وہ صندل آلودہ جبین دیکھ اپنے جی پر آبنی
اوٹکا تو گیا مگر اپہ یان اک درد سر پیدا ہوا

راسخ یہ کیا اب رنگ ہے جینے کا کچھ بہی ڈھنگ ہے
کس گل کو چاہے ہے جو تو یون سوکھ کر کانٹا ہوا

ہستی کے تئین ہمنے تو صورت ہی مین پایا
نقاش ہمین نقش کے اندر نظر آیا

جون تخم مین ہو صورت اشجار نہ ظاہر
تہا علم مین صانع کے نہان اب جو بنایا

آئینہ نہ ہو آئینہ مین منعکس ہرگز
مونہہ کا ترے عکس آئینہ مین کیونکہ در آیا

پنہان ہے یہی کہ سر تن لاغر مین تپ عشق
مین نے تو اس آتش کے تئین جسم مین پایا

کرتا ہون ترا شکر مین اے دل کی اسیری
ہر بند ہر اولجہاؤ سے تو نے تو چہڑایا

آنکہ اپنی بہی اب اوس سے لگی دیکہیے کیا ہو
جس شوخ نے بہتون کو تہ خاک سُلایا

گرمی سے تپ دلکی نہ ہم جل بجہے اکبار
اس آگ نے رہ رہ کے ہمین آہ جلایا

تہا زور مکان یہ دل ویران شدہ تمنے
کیا مصلحت اس مین تہی کہ اسکو بسایا

خورشید مین کب ہوتی حرارت اگر اوسپر
پڑتا نہ مرے داغ دل نفتہ کا سایا

کچہہ گہٹتی چلی تہی کہ کہلے بالون نے تیرے
پہر آہ پریشانی خاطر کو بڑہایا

حیرانی ہے راسخ سے اوٹہا بار محبت
تنکا سا تو ہے لیک پہاڑون نے اوٹہایا

عالم صورت کا چہپ جانا عیان ہو جائیگا
یہ مرقع اکدن آنکہون سے نہان ہو جائیگا

دود دل میرا نہ چشم کم سے دیکہ اے رشک مہ
یہین ہوگا یہ اگر تو آسمان ہو جائیگا

آہ مجہہ سے نالہ کش کی ہوگی مدفن جو زمین
اوس زمین کا قطعہ سارا نیستان ہو جائیگا

مت جلا دلکو مرے ہر دم کہ یہ ابر فسردہ
اب جو ہے یون آب ریز آتش فشان ہو جائیگا

بازگشت عمر رفتہ کا سبب ہے شرب مے
زاہدا اسکو پی کہ پہر تو بہی جوان ہو جائیگا

مت سنو غیرونکے وان ہر شب تم افسانے طویل
ورنہ اکدن قصہ ہی کوتاہ یان ہو جائیگا

پائیگا اوس بے نشان کا کچہہ تو اے راسخ نشان
آپ کو کہو کر جو بے نام و نشان ہو جائیگا

خودی ہے تیری نقاب اوسکے روئے زیبا کا
اوٹہا دے اسکو اگر شوق ہے تماشا کا

کسو طرح نہین روغن سے یہ فروغ پذیر
چراغ عشق مین خون چاہیے تمنا کا

تعب کشان رہ عشق کا جگر تو دیکہہ
کہ گل سمجہتے ہین کانٹا بہی وہ کف پا کا

ہمارا دامن وحشت وسیع ایسا ہے
کہ جسکے گوشہ مین چہپ جائے طول صحرا کا

اس اپنے دیدۂ پُر آب کے سوا راسخ
حباب کب کوئی رو کش ہوا ہے دریا کا

افسوس بعد قرب کا بھی سبب ہوا
طاقت کا عجز طاقت پائے طلب ہوا

ترک ادب نہ کیجیو کہ راہ وصال دوست
طے اوس کسو نہ کی کہ سراپا ادب ہوا

دشمن کی شب کو روز کیا جنکے وصل نے
روز اپنا آہ اونکی جدائی مین شب ہوا

مانوس ہم تو مجلس غم سے رہے سدا
اپنا گذر نہ جانب بزم طرب ہوا

ایدھر توجہ اونکی ٹک اک وقت خشم تھی
موقوف ہی سو خشم بھی اب یہ غضب ہوا

راسخ طریق عشق مین گذری نسب سے ہم
اپنا نہ سدّ راہ غرور نسب ہوا

یار کا عکس پذیر رخ زیبا نہ ہوا
دل عجب آئینہ تھا لیک مصفا نہ ہوا

ہر کف خاک قدمگہ اوسی محبوب کی ہی
پر نصیب اپنے تئین دیدۂ بینا نہ ہوا

دال ہی خواہش افزونی حیرت اسپر
کہ گمان ہی کوئے جانان کا شناسا نہوا

آب سرچشمۂ تیغ اوسکا گوارا تھا جسے
وہ کبھو کوثر و تسنیم کا جویا نہ ہوا

یار لاکھون نظر آئے ہمین اس قحبہ کے
اس سبب سے دل اپنا سوئے دنیا نہوا

وجہہ رسوائی ہی ان زلف سیاہون کا عشق
کون اس پیچ مین آیا کہ وہ رسوا نہوا

تھی ہمین چشم تماشا سو دوانے ہی بنے
پر وہ غافل ہی کبھو محو تماشا نہوا

فصل گل لائی شگوفے تو بہت پر تم بن
دل ہی تصویر کے غنچے کی روش وا نہوا

وصل کی شب بھی اسے مضطربانہ گذری
یار سے ملکے بھی راسخ تو شکیبا نہوا

اس بزم مین جو مست تھا ہشیار وہی تھا
تھی بیخبری جسکو خبردار وہی تھا

آج اونکی نظر اور ہی کل تک تو یہ دستور
چتون وہی اخلاص وہی پیار وہی تھا

محرم نہ تھے کچھ مدعی محرمی راز
بے دعوے جو تھا محرم اسرار وہی تھا

راہ طلب یار مین جس بے سروپا نے
اپنے تئین کھویا تھا طلبگار وہی تھا

جاتا رہا اس مرحلہ سے قیس صد افسوس
ہم وحشیونکا قافلہ سالار وہی تہا

خاطر کے علاقہ نے نہ راسخ ہی کو مارا
مجنون بہی مواجس سے بہ آزار وہی تہا

دل ازل سے ہی نمک پروردہ داغ و درد کا
زعفران پر ہی کنایہ میرے رنگ زرد کا

ٹھنڈی سانسین یاد رخ مین اوسکی بہاتی ہین مجھے
چاندنی مین لطف ہی چلنا ہوائے سرد کا

غور مین اوس مصرعۂ قد کے رہی یانتک کہ ہم
بھول گئے پڑھنا رباعی کا غزل کا فرد کا

آئینہ مین اپنے عکس روے زیبا کے ہین محو
دھیان کب ہے اونکو میرے چہرۂ پر گرد کا

لو لئے دنیا کے ہین نامرد لاکہون آشنا
جی چلے کسطرح ایسی فاحشہ پر مرد کا

گر نہ روکون نالۂ گرم اور آہ سرد کو
ہر دتابستان ہو تابستان ہو موسم برد کا

ہمقدم میرا ہوا وحشت مین کب راسخ کوئی
قیس ہی دنبالہ رو تہا مجہہ بیابان گرد کا

مرا سینہ اے محبت جو بنے تو باغ کرنا
یہ اسی لئے بنا ہی اسے داغ داغ کرنا

وہ کہان ملین جنہون کو تری جستجو نے کھویا
کبہو گم شدون کا اپنے نہ سراغ کرنا

مجھے رفتگی سی کچہہ ہی تری چشم دیکھ ساقی
نہ شراب سے لبالب تو مرا ایاغ کرنا

غم دہر سے رہائی نہین جیتے جی میسر
نہ خیال وار ہی لے دل بیفراغ کرنا

کہین اے طبیب تجھکو نہ جنون ہوے میرا
نہین سہل ہی علاج خلل دماغ کرنا

وہ جدا ہین جب سے تب سے عجب ایک بیکلی ہی
کبہو سوے باغ جانا کبہو عزم راغ کرنا

دو جہان مین تمکو بس ہی یہی داغ یار راسخ
شب گور کا بہی اپنی تم اسے چراغ کرنا

سوز عشق افزون صد آتش خانہ رونیسے ہوا
اور بہی تازہ تمہارا داغ دہونے سے ہوا

مائل افتادگی ہو تو کہ جون اکسیر مین
آبروئے کار ساماں خاک ہونے سے ہوا

قدر وقت رفتہ سمجھا آیا جب جانیکا وقت
مین بہت بے آب اس گوہر کے کہونے سے ہوا

سیل اشک چشم تر ای عشق گذرا سر سے ہائے
بارے کیا حاصل تجہے میرے ڈبونے سے ہوا

پیری ہین راسخ مرے اسباب غفلت بڑھ گئے
صبح کا عادی زیادہ تر ہین سونے سے ہوا

دل قیمتی ہوا جو شکست آشنا ہوا
یہ شیشہ ٹوٹنے سے جواہر بہا ہوا

مجہہ تیرہ روز کی نہین قدر اونکی آنکہہ مین
باآنکہ سرمے کی ہی طرح ہون پسا ہوا

گر فہم ہو تو سوچ کہ کیا جاذبہ ہے وہ
جس جاذبہ سے سنگ بہی آہن رہا ہوا

بے مدعا ہون یہ بہی ہو اک مدعائے دل
اس قید مدعا سے نہ کوئی رہا ہوا

شاہونکو بہی ہو ایسی گدائی کی آرزو
رشک اوسپہ ہے جو درکا تمہارے گدا ہوا

رکہتا ہون دور آفت مرہم سے داغ کو
اسواسطے کہ ہو یہ تمہارا دیا ہوا

صندل بہی جبینونکا ان دلبرونکے عشق
اک وجہہ درد سر ہی ہوا اور کیا ہوا

بے اختیار پاؤن پہ قاتل کے گر پڑا
سر بعد قتل تن سے جو میرے جدا ہوا

کثرت سے حادثہ کی سر صفحۂ جہان
حرف غلط کی طرح ہون مین تو مٹا ہوا

گذرے جو وہ خیال مین تو نازکی سے ہائے
یہ رنگ ہو کہ پہول ہو جیسے ملا ہوا

مرنے کا دعوہ یار سے تہا ہمکو ہجر مین
راسخ نہ ہم سے ہائے یہ وعدہ وفا ہوا

اللہ رے صنع صانع تن اوسکا جان بنایا
محبوب کوئی ایسا نازک کہان بنایا

ہے برگ برگ پان کا معشوق چشم بینا
عاشق ہون اوسکا جسنے باغ جہان بنایا

کیونکر درحرم پر ہم سر جہکائین زاہد
اپنا تو باب سجدہ وہ آستان بنایا

اے عشق دیکہئے اب کیا تازہ گل کہلے ہے
داغون سے دل تو تونے لالہ ستان بنایا

پردہ ضرور کیا تہا جب سب تمہین تہے صانع
حیرت یہ ہو کہ ہمکو کیون درمیان بنایا

قلب شکستہ ہی ہو عرش آفرین کا مسکن
اس ٹوٹے گہر کو اوسنے اپنا نشان بنایا

ہم ہاتھ ملکے رہگئے دیکھہ اپنی ایسی دوری
بلبل نے پائے گل مین جب آشیان بنایا

اس نقطہ کی صفت مین ہمنے لکھے ہین دفتر
صانع کے بندے ہین ہم کیا وہ دہان بنایا

حاصل ہے وہ ہنرمند اس ساری کارگہ کا
جسنے کسی کے دلمین اپنا مکان بنایا

ہے برق مایہ شاید تخمیر دلکا میری
اس نیم قطرہ خون کو کتنا طپان بنایا

راسخ یہ کیا غزل ہے بس دیکھا فہم تیرا
مت کہہ کہ اس زمین کو مین آسمان بنایا

اوٹھہ گیا پردہ سر سامان طلع عریان ہوا
اے جنون مجھہ بے سرو پا پر ترا احسان ہوا

جب ہے امین مدعی گریہ تب طوفان ہوا
ابر کے دامن سے دامن باندھکر گریان ہوا

آدمی صورت بہت ہین لفظ بےمعنی کیطرح
لیکن انسان وہ ہے جو سیرت مین بھی انسان ہوا

موئے آتش دیدہ سا ہے اب مرا جسم نزار
کسقدر مین حامل رنج تپ ہجران ہوا

یہ دل بیتاب و ضبط سوز عشق اعجوبہ ہے
قطرہ سیماب مین آتشکدہ پنہان ہوا

طالب افزونی حیرت ہین اوسکے روشناس
وجہہ کچھہ اسکی نہ سمجھا مین بہت حیران ہوا

پہر گیا موسم پر اونکی سردمہری ہے وہی
آتشین نالون سے میرے بردتابستان ہوا

درد سے مینے نباہی کیا مگر کے ساتھہ واہ
داغ پر چھڑکا نمک زخمون پہ مشک افشان ہوا

آہ بجھتا سا چراغ اوسکی ہوا مین ہم ہوے
وہ ہو کا پر نہ تک حال کا پرسان ہوا

ہم دل افگارونکو ہے پاس غم جانان بہت
دیدہ زخم کا لب بھی اگر خندان ہوا

باہم آمیزش کی نسبت بھی ازل سے تھی مگر
داغ کو سینہ سے میرے ربط کیا چسپان ہوا

آئینہ کیا مشکلین درپیش کار عشق مین
[illegible] دنیا کا میون ہے تب یہ کام آسان ہوا

اسمین ہین جز گل حرمان کچھہ اب اگتا نہین
دل [illegible] جا ہی ولے یہ قطعہ شورستان ہوا

جان راسخ کی نہین تھی کیون جدا اوس سے ہوے
تم ادھر آئے ادھر وہ رفتہ بیجان ہوا

دل گرمیان جنونکی ہین اکیلے بار کیا کیا
دیکھون شگوفہ لائے فصل بہار کیا کیا

اوس بستی کی طرح ہو جسکا نہ کوئی حاکم
تم بن غمون نے لوٹا دلکا دیار کیا کیا

گل کی روش ہنسو ہو کیا رونیکے پر ہمارے
سوچو تو تک کہ ہمکو ہین خار خار کیا کیا

ہین وہ حنائی ہاتہ اب کس مضطرب کے پیر
مجھکو جلن سی ہے اب اور اضطرار کیا کیا

بندے سے آنکہہ بہی اب صاحب نہین ملاتے
تھی وقت دل گرفتن چیتون مین پیار کیا کیا

جاری ہے سرخ آنسو رخسار زرد پر یان
دکہلاتی ہے سمان اب دوری یار کیا کیا

آمادہ اونکی ترکیب آغوش و بوس کی ہے
ہم ہائے اپنے جی کو رہتے ہین مار کیا کیا

راسخ کا رونا تم بن ہے سخت رقت آور
دیکھ اونکو ہم بہی روئے بے اختیار کیا کیا

صبر کس دن مونس شبہائے تنہائی رہا
یان سدا تم بن قبا جیب شکیبائی رہا

مدعی معرفت تہے کب شناسا یار کے
جو شناسا تہا مقر وہ ناشناسائی رہا

آرسی سے منہ نے اونکے خاک چہرہ بہر ملی
جسنے دیکھا بہر نظر مجنون و شیدائی رہا

ساز نادانی سے کر پہر تجہ سے پرسش کچہ نہیں
ہے وہی ماخوذ جو مغلوب دانائی رہا

بیخودی آور ہے وہ تصویر سا چہرہ بہت
پشت بر دیوار ہی اسکا تماشائی رہا

حکم سے اسکے کیا آویزہ گوش اشک کو
غم تمہارا ہم پہ گرم کارفرمائی رہا

آنکہہ جسکی ہائے ان شہری غزالونسے لڑی
بنگیا دیوانہ وہ اک عمر صحرائی رہا

عکس تیرا ہی رہا روکش ترا آئینہ مین
اس سوا کسکو سر دعوی ہمتائی رہا

عقل والون کے نہ آیا پیچ مین راسخ کبہی
یہ بہی اسکی ذیشعوری تہی کہ سودائی رہا

ہو آتش سے غم کی شمع سان دل مشتعل اپنا
کہلا دیگا ہمین آخر یہ رونا متصل اپنا

عبث وارفتہ نقش و نگار اسکا ہی اے غافل
تو کیا ساتہ اپنے لیجا دیگا قصر خشت و گل اپنا

دل بیتاب کاش اک قطرہ خون ہو کر ٹپک پڑتا
رہا بتیابیونکا اسکی صمصام جان گسل اپنا

ہوئی رخصت تمہارے ملتی ہی کونین کی خواہش
مزاج اب بارے یکسو ہو گیا ہی تمسے مل اپنا

اولجھنا دوستی کے پیچ مین اچھا نہین راسخ
بہت یہ بار نازک ہے نہ باندھو اوس سے دل اپنا

وہ بھی کیا دن تھے کہ گرم اوسنے تھا پہلو میرا
بالش خواب کیا کرتی تھے بازو میرا

کھینچ اپنی طرف اے جذب محبت مجھکو
آکے لیجا کہین تا کام ہو یکسو میرا

ایک شب وے گل آغوش ہوے تھے سو ہنوز
پیرہن پیرہن گل سے ہی خوشبو میرا

اے طبیب آہ مری رفتگی پہونچی ہی دور
مین کہان ہون کہ مداوا کرے اب تو میرا

مجھکو اوس برق تجلی نے رولایا جون ابر
ہنسکے پر ہائے نہ پونچھا کبھی آنسو میرا

کہتے ہین مجھہ سے صفت اپنی رخ خوب کی سن
وجہہ کیا ہی جو تو ایسا ہی ثنا گو میرا

کرے دعواے مساوات ملک سے راسخ
تم اگر اسکو کہو ہے یہ سگ کو میرا

کاش اونے مجھے آتش مین جلایا ہوتا
داغ فرقت و لے اپنا نہ دکھایا ہوتا

شرف اوس مرگ کو ہی عمر ابد پر اے خضر
اوسکی خنجر سے گلا اپنا کٹایا ہوتا

آہ کس مرتبہ بگڑی ہی مری صورت حال
خوبصورت تمہین ایسا نہ بنایا ہوتا

یون جدائی مین کھپانا تو نہ تھا اے بے مہر
جیتے جی اوس سے فلک ہمکو ملایا ہوتا

آنکھین اونکی مندین دیدار کی حسرت ہی مین
چہرہ مشتاقون سے یان تک نہ چھپایا ہوتا

پاس درد دل سوختگان کرتا تو
اسیکا حشر کو سر پر ترے سایا ہوتا

آہ برسون مین فلک وصل کی شب آئی تھی
کچھہ اسی حد معین سے بڑھایا ہوتا

مجھسے کہنے لگے ہنسکر نمک افشانی کے وقت
تونے ہر زخم کو ناسور بنایا ہوتا

قطعہ
عشق کرنا ہی تھا کیا کیا تمنے راسخ
صاحب اس عاشقی سے ہاتھ اوٹھایا ہوتا

مرگ یکبارہ بھلی مرنے سے ہر ساعت کی
جی دیا ہوتا و لے دل نہ لگایا ہوتا

کہان بند قبا من تن سے ہے اپنا ۔۔۔ یہ عریانی ہی پیراہن سے ہے اپنا
لیا سر پر اوٹھا محشر کو اس نے ۔۔۔ قیامت نالہ شور افگن سے ہے اپنا
نشان اشک خونی سے ہے یہ رنگ ۔۔۔ کہ اب صحن چمن دامن سے ہے اپنا
چراغ زرد ہے مہر اوسکے آگے ۔۔۔ دل ایسا داغ سے روشن ہے اپنا

گلے باندھا ہے اپنے دوستی کو
تو اے راسخ مگر دشمن سے ہے اپنا

ہم پر اونہین مہربان کریگا ۔۔۔ یہ مہر کب آسمان کریگا
مت پوچھو مجھ سے حال میرا ۔۔۔ حیرت زدہ کیا بیان کرے گا
جان جسم پہ اب گران ہے اے غم ۔۔۔ کتنا مجھے ناتوان کرے گا
آتا ہے نظر تجھے اور رنگ آہ ۔۔۔ کیا دیدۂ خونفشان کریگا
غافل تو بہی تو رفتنی ہے ۔۔۔ کب تک غم رفتگان کریگا
ہے دل تو امین راز تیرا ۔۔۔ جان سے بہی اسے نہان کریگا
تجکو ہی سے خموش اوسکا رہنا ۔۔۔ تجھکو ہمہ تن فغان کریگا

قطعہ

راسخ تا چند دوستون کا ۔۔۔ یون تجربہ ہر زمان کریگا
مقتول کہین سمجھ تو جی مین ۔۔۔ غافل ایسا کہان کرے گا
تو در پئے امتحان ہے جسکا ۔۔۔ وہ تجھکو ہی امتحان کریگا

ولہ

خط کیا ہے ترے تیر جفا کا ۔۔۔ کہ پیچھے ہے جگر میری وفا کا
دو عالم چہوٹے گام اولین پر ۔۔۔ قدم آگے بڑہا تیرے گدا کا
سر عریان و خاک آلودہ اپنا ۔۔۔ نہ منت کش ہوا ظل ہما کا
کہان ہے تجھکو بینائی دگر نہ ۔۔۔ جہان آئینہ ہے اوس خود نما کا
لباسی ہے فقیری تیری زاہد ۔۔۔ کہ تو پابند ہے دلق و ردا کا

نمایش نقش پا کی سی ہے میری
نشان ہون رفتگان تیز پا کا

کہے تو یہ طلسم بے بقا ہے
تماشا چار عنصر سمیا کا

تناسب پر نہ تہا اعضا کی مین غش
رہا دار فتہ انداز و ادا کا

قطعہ

زمین نیچے ہین وہ شرمائی آنکھین
اونہون نے پہر نظر مجھکو نہ تا کا

نہ دیکھا گو اوسے پر مار رکھا
غرض کشتہ ہون مین اونکی حیا کا

کدورت کب ہی راسخ کو کسو سے
یہ شیوہ ہی نہین اہل صفا کا

نازک ہے مزاج ناز تیرا
دل سے بہی کہون نہ راز تیرا

مین ناکس و ہیچکارہ مجہہ سے
بیجا نہین احتراز تیرا

اے دل نہو اوسکا روکش ناز
کیا تو کیا یہ نیاز تیرا

تو کہینچ سکے گا صوت اوسکی
کیا منہ صورت طراز تیرا

قصہ ہی کریگا میرا کوتاہ
موئے زلف دراز تیرا

ٹپکے پڑتے ہین آنسو راسخ
دل ہی کتنا گداز تیرا

خاک ہون پرتو تیا ہون چشم مہر و ماہ کا
آنکھ ڈالا رتبہ سمجھے اس غبار راہ کا

کیسے کیسے عاقلون سے تیکے چنواتا ہی یہ
حکم نافذ ہی جناب عشق عالی جاہ کا

ناتوان سا ہون جلا ہی دے اسے ایسو عشق
پہونک دیتا گیا ہی شکل ایک برگ کاہ کا

انتہا زصدر و پائین کب ہو بزم عشق مین
مرتبہ اس جا برابر ہے گدا و شاہ کا

آسمان اسکو نجانو یہ جو آتا ہے نظر
ہو گیا ہی کچھ دھوان یہین اپنی دلکی آہ کا

تم سے راسخ اوٹہہ سکینگے صدمے چاہت کے کہان
ڈوب جا ہی جی ہمارا نام سنکر چاہ کا

دل تو مجہہ مست مے غم کا ہی دکہہ پایا ہوا
ایک شیشہ یان ہی سو بہی ٹھیس سا کہایا ہوا

تازہ گل کے کب ہے شایان گور دل افسردگان
کافی ہے تربت پہ میری پھول مرجھایا ہوا

پھیر دن کیونکر تیر جستہ از کمان کو ناصحا
پھر سکے ہے کوئی نالہ لب تلک آیا ہوا

مجھکو مارا چاہے ہے اوسکی نگاہ شرمگین
اسلیے آیا ہے وہ مجھ پاس شرمایا ہوا

کیون نہ سیل اشک جاری ہوئے آنکھوں سے مدام
ہے دل محزون پہ میرے ابر غم چھایا ہوا

اے عزیز مصر خوبی غیرت یوسف ہے تو
روکش حسن پریرویان ترا سایا ہوا

جاؤ راسخ کیطرف صاحب کہ اب تم بن وہ آہ
دست بر دل ہر طرف پھرتا ہے گھبرایا ہوا

یاد ایام کہ تھا میکدہ مسکن اپنا
رہن تھا مے کی عوض پیرہن تن اپنا

یہ ادا دیکھو مری خاک پہ برسون کے بعد
وے جو آئے تو اوٹھائے ہوئے دامن اپنا

جی مین ہے لاکے دکھاوین کوئی بجھتا سا چراغ
اون پہ احوال زبون کچھ تو ہو روشن اپنا

دوستی بندے کو صاحب نہین ساتھ اپنے اب
تم جو دشمن ہو مرے مین بھی ہون دشمن اپنا

چھاتی ٹھنڈی ہوئی تب چرخ کی جب آہ ہوا
کثرت داغ سے دل غیرت گلخن اپنا

مرد ہے تو تو نہ کھا لوٹے دنیا کا فریب
گو دکھایا کرے یہ فاحشہ جوبن اپنا

اپنے مطلوب کا راسخ نہ نشان ہے نہ مکان
نہین اسواسطے گھر کوئی معین اپنا

پائمال یار بے پروا غبار اپنا ہوا
خاک ہونا آخر آب روئے کار اپنا ہوا

آہ اب آئینہ اس سے منعکس ہوتا نہین
کسقدر کاہیدہ یہ جسم نزار اپنا ہوا

پنجہ گستاخ مین تھا کسکے دامان بہار
دفعتاً جو یان گریبان تار تار اپنا ہوا

مت کہو مختار ہے جبر تو نکو تم کہ آہ
چشم و دل پر بھی نہ اپنے اختیار اپنا ہوا

لیگئی افتادگی تا کوچۂ جانان ہمین
راہبر اپنا طریق انکسار اپنا ہوا

انتہائے عاشقی ہے شان معشوقی کہ ہم
صید جس صیاد کے تھے وہ شکار اپنا ہوا

مرثیہ گو دل کے ہین شاعر ہم اے راسخ نہین
اسلیئے رونا رولانا ہی شعار اپنا ہوا

کب جدا مجھ سے ہوئے وے کہ ہین مضطر نہوا
دل بے صبر مرا ہجر سے خوگر نہوا

جس نے دیکھی ڈہلک آنسو کی ترے منہ پر آہ
محو نظارۂ غلطانی گوہر نہ ہوا

دلربا صورتین کیا کیا تھین اس شکل کی پھر
دیکھنا اونکا کسو شکل میسر نہ ہوا

رفتۂ بوے گل داغ جگر ہین ہم تو
نکہت گل سے دماغ اپنا معطر نہوا

رہے محروم حیات ابدی سے وہ لوگ
آہ قسمت جنہین اوسکا دم خنجر نہوا

سر شوریدہ ہمارا رہا بالش سے نفور
گرد آلودہ بدن کو سر بستر نہوا

وحشت دلکی درازی سے جنون مین ہمنے
طول صحرا کو جو ناپا تو برابر نہ ہوا

ہوکے آزاد ہم آزادی کے پابند ہوئے
کیا ہوا بار علائق کا جو سر پر نہوا

حسن والون ہی کا راسخ رہا بھر عمر غلام
وہ بیئے کسب معیشت کہین چاکر نہ ہوا

بے بہا موتی ہے اشک مژۂ تر اپنا
رشک ہے گوہر غلطان کا یہ گوہر اپنا

دیکھیئے کیا ہو جدا ہوتے ہو اب تم اور آہ
دل جدائی سے تمہاری نہین خوگر اپنا

کعبہ رہنے کی کہان کون ہے بناوینگے ہم
کسو میخانے کی دیوار تلے گھر اپنا

نازکی سے ہے اونہین سیج پہ پہولونکی رنج
ایک ہم ہین کہ خس و خار ہے بستر اپنا

بال آیا ہوا آئینہ وہ آئینہ ہے
عکس انداز ہے جسمین تن لاغر اپنا

متصل تیر جفا اوسکے ادہر آتے ہین
کیا کرین گر نہ جگر ہم کرین پتھر اپنا

کلۂ فقر کی شوکت ہی کے ہم رفتہ رہے
افسر شاہی کی جانب نہ جھکا سر اپنا

تہ کرے پاٹ سمندر کا مری اشک کا سیل
کبھی پھیلاؤ دکھاوے یہ اسے گر اپنا

سعی سے اپنی نہ معشوق تلک پہونچے ہم
عاقبت جذب اوسیکا ہوا رہبر اپنا

غیر ہون کشتۂ تیغ اوسکے بہلا ہم راسخ

فرط غیرت سے گلا کاٹین نہ کیونکر اپنا

وہ دریا ہے یہ سیل اشک میری چشم گریانکا
ملایا خاک مین جسنے خروش و جوش طوفانکا

جگہ آنکھون مین اپنی دیوین ارباب نظر تجکو
گراوسکی خاک کو ہو پیرہن اس جسم عریانکا

بری ہر رنگ سے ہے اوس چمن آرا کی بیرنگی
بہت بیرنگ ہے طراح اس رنگین گلستانکا

نہ چاہا ایک گل بھی اس گلشن مین گلچین نے
بھرا لخت جگر سے جسنے گوشہ اپنے دامان کا

جدائی مین تمہاری دور پہونچی دلکی ویرانی
ہوا وہ شہر آباد اتو رشک افزا بیابانکا

کیا آزاد دام فکر عالم سے مجھے تو نے
ہون اے دلکی اسیری مین تو ممنون تیرے احسانکا

ترے بن دیکھے دین جانین جنہون نے خاکپر اونکی
بجائے سبزہ جوش [illegible] اک سے ہے بیابان گلستانکا

گئے ہو جب سے تم تب سے کبھو ایسا کبھو ویسا ہے
نہ ٹھور اب [illegible] طبع پریشانکا

یہی ہر گر طپش دلکی تو آخر مار رکھے گی
بغلمین [illegible] ہمین اس دشمن جانکا

کشاکش پنجۂ شور جنونکی سخت در پے ہے
گلے اب تو [illegible] کرنا ہے [illegible] گریبانکا

بہین ہین متصل آنکھین مری مانند [illegible]
تصور دلمین شاہد ہے کسو سرو خرامان کا

مرتا ہون آہ منہ پہ کئے ہو نقاب کیا
اس واپسین نگاہ سے میری حجاب کیا

بجھتا سا اک چراغ ہے اوس منہ کے سامنے
کھینچے ہے دور آپکو یہ آفتاب کیا

جون عمر رفتہ پاس سے جاکر پھر آچکے
یہ کیا روش ہے جاؤ ہو ایسے شتاب کیا

اسکو ثبات کب کوئی دم مین ہوا ہے یہ
ادبھرے ہے ایسی ہستی پہ تو جون حباب کیا

مت مدعی گریہ مری چشم تر سے ہو
ہونا ہے پانی پانی تجھے اے سحاب کیا

دوری تمہاری خاکمین آخر سلائیگی
جیتے جی مجھکو آویگا آرام و خواب کیا

برسون دل و جگر کو نچوڑا ہے ہمنے آہ
آسان ہمین ملی ہے یہ چشم پر آب کیا

حیرت کی وجہ پوچھو ہو منہ کو چھپا کے تم
حیران ہون اس سوال کا دون مین جواب کیا

معدود ہین جو چاہنے والے تمہارے ہین
ہم کس حساب مین ہین ہمارا حساب کیا

غیرون کے دل پہ وے پئے تسکین رکھے ہین ہات
ہمسے کہے ہین تمکو ہی یہ اضطراب کیا

جس کے گناہگار ہین ہم وہ رحیم ہے
زاہد نہ تو ڈرا ہمین خود نا عذاب کیا

وارفتہ ہو بہت دل پرخون کی راسخ اب
تم نے بہی اس گلابی کی پی ہی شراب کیا

وہ [illegible] جو کبہو صلح مجہہ سے آ کرتا
تو مین نصیبون سے اپنے نہ یون لڑا کرتا

ترے تو دل مین دو عالم کا عکس جا کرتا
صفا سے تو جو یہ آئینہ آشنا کرتا

ہجوم یاس سے مٹ جاتے جیسے حرف غلط
کبہو کبہو جو ہمین خط نہ وہ لکہا کرتا

نکرتے غیر کی گر ہائے چہاتی ٹہنڈی تم
تو کیون یہ سینۂ سوزان مرا جلا کرتا

سحاب و برق کی صحبت رہی بہم برسون
مین اوسکے سامنے روتا تو وہ ہنسا کرتا

ق

یہ رخنے بند ہی رہتے کے باب تہے حساب
جو دیکہتا تو کسی کو ن انکو وا کرتا

کیا تہا عہد کہ آنکہیں نہ کہولونگا تم بن
وفائے عہد نہ کرتا جو مین تو کیا کرتا

نہین ہی جرأت یکنالہ مرغ گلشن کو
دماغ نازک گل کاش ٹک وفا کرتا

تمہارے محرم اسرار بے زبان ہین سب
وگرنہ کوئی تو کچہہ زیر لب کہا کرتا

کہان سے لاؤن مین طبع غیور و استغنا
خدا ہمین بہی تمہارا سا دل عطا کرتا

نہ آتے وعدہ ہی کرتے کوئی پئے تسکین
مین انتظار تو چندے بہلا کیا کرتا

تبسم اوسکا مرا آنسو پونچہتا تہا تک
کبہو جو روکے مین اظہار مدعا کرتا

اوٹہانے پڑتے نہ صدمے جدائی کے راسخ
دم وداع جو تو مرتا تو بہلا کرتا

جیب صحرا کو ہی [illegible] شیدائی کا
زینت افزا ہی ترے جامۂ رعنائی کا

بیخبر ہو کہ دیوانون سے نہین کچہہ پرسش
ہی وہ ماخوذ جو مغلوب ہے دانائی کا

آہ تا چند چھپاؤں اسے اے عشق اب تو
خوف ہے مجھکو ترے راز کی رسوائی کا

حسن باطن ہے پڑی دیر مری آنکھ میں
مدتوں محو تہا ظاہر ہی کی زیبائی کا

یاد وہ عزلت تہی تیرے عشق میں آگیا ایسا
گرد رہتا ہے مرے حلقہ تماشائی کا

بڑھ کے وہ چل نہ سکا دشت جنون میں مجھسے
قیس پیرو تہا مجھ آوارہ صحرائی کا

آہ کیا وجہ ہے اسکی کہ شناسا تیرا
ہرگز اقرار نہیں کرتے شناسائی کا

روز محشر کا بڑھے حد سے طول
ٹک جو سایہ پڑے اسیر شب تنہائی کا

ممتحن ہوئے اگر وہ تو قیامت ہے پھر
دعوے تم مجکو نہ راسخ نہ شکیبائی کا

ہے بندگی آزادی میں اب دہمارا
کرتے ہیں ادب مرے دم آزاد ہمارا

معشوق کا معشوق کیا عشق نے مجکو
اب صید ہمارا ہوا صیاد ہمارا

تاثیر کی آنکھوں سے ٹپک پڑتے تھے آنسو
تہا جن دنوں دل مائل فریاد ہمارا

تا وصل رہی جان حزین قید جسد میں
یارب تن خاکی نہو برباد ہمارا

شاگرد ہیں ہم میر سے اوستاد کے راسخ
اوستادوں کا اوستاد ہے اوستاد ہمارا

نبات سبز میں آب اور پتھر میں شرر پایا
حقیقت ایک لیکن اسکو صد یکدگر پایا

تجلی گاہ اوسکی ہے نہ تنہا دل سلیمان کا
جو دیکھا مور کے دلمیں تو وان بہی جلوہ گر پایا

بہت حسن اوسکا مشتاق نظر ہے کیسی مستوری
دکہایا آپ کو اونے جہان صاحب نظر پایا

اوسے نزدیک مت جانو بہت وہ دور ہے تم سے
جب اپنے خانماں سے گذرے ہم تب اوسکا گھر پایا

نہ چشم کم سے سوے خاکساران دیکھیو یہ وہ ہیں
کہ پائے رتبہ اونکا ہمنے فرق عرش پر پایا

جہان کی کارگاہ اسکی بہا میں مجکو ملتی ہے
ہیر شیشہ نے دلکے رتبہ یہ اب ڈھونڈکر پایا

جزائے گریۂ وقت سحر تیرے تئیں زاہد
ملا کوثر کا چشمہ ہمنے یہ سوز جگر پایا

کسو نسخہ کے ہوں اوراق سارے جس طرح برہم
دل اک پایا بہی ہمنے سو پریشان کسقدر پایا

ہوئے راسخ کی ازخود رفتگی کے رات در پے ہم
بہت وہ دور تھا اسکو دو عالم سے اودھر پایا

بسکہ ڈھونڈھا اہل دل مل اونسے صاحب دل ہوا
جب پھرا مین برسون تب یہ آبلہ حاصل ہوا

وہ گدا دلق کہن مین جسکے سو پیوند تھے
جا سکندر داد سے ہفت اقلیم کا سائل ہوا

دیکھہ مجنون کے تئین تک اور ہار عشق دیکھ
سخت حیرانی ہے شکوہ کا حائل ہوا

ابتدائے عشق ہی مین بے تہی کی شوق نے
دل مرا سینہ مین پر بیتاب و منفعل ہوا

امتحان مخصوص خاصان ہے تو راسخ شکر کر
یار تیرے آزمانے کی طرف مائل ہوا

دل سوزان کی گرمی نے جلایا پیرہن میرا
مشابہ ہے زبان شعلہ سے ہر موئے تن میرا

لب دندان کا تیرے وصف کس رنگ کرتا ہو
بجا ہے لعل و گوہر سے بھرے گر تو دہن میرا

نہ پہونچا دست تاراج خزان اس باغ تک ہرگز
گل نو کی روش ہے تازہ ہر داغ کہن میرا

ہوئی ہے آہ ہجران کے تعب سے میری یہ صورت
کہ رہ جاتے ہین منہ اب دیکھکر سب مرد و زن میرا

سخندان اپنے گوش و فہم کا آویزہ کرتے ہین
پسند طبع نافہمان نہو راسخ سخن میرا

وارستگی کا باب ہے زندان عشق کا
ہون مین مقید اسلئے ہر آن عشق کا

کرتے ہین شکوہ آبلہ کا ہر قدم پہ ہم
طے خاک ہمسے ہوگا بیابان عشق کا

سر پر تو اپنے رکھکے قدم پھینکیو کمند
اونچا زیادہ حد سے ہے ایوان عشق کا

مت مان عقل کے سخن پر فریب کو
یہ عین مصلحت ہے کہا مان عشق کا

کرتے ہو صرفہ جان کا راسخ زہے شعور
پھر اوسپہ نام لو ہو مری جان عشق کا

خ شعلہ طور کا ہے تن ہے خلاصہ جان کا
تو نقش منتخب ہے صورت گر جہان کا

افتادگی کا رتبہ ظاہر کرے ہے سب پہ — گردِ زمین پھرنا دن رات آسمان کا

ناگفتنی ہے اپنا حال دل شکستہ — نقشہ بیان کردن کیا ٹوٹے ہوئے مکان کا

ہر ایک رنگ کے جب پردے مین تو در آوے — آوے نظر تماشا تب مجھکو گلستان کا

ایچرخ سلطنت کی خواہش مجھے نہین ہے — مجھکو گدا بنا تو پر اوسکے آستان کا

عبرت کی جا ہے میرا احوال اب کہ ہون مین — ننگ اوسکے آستانکا عار اپنے خاندان کا

رکھتے ہو داغ ناحق مجھ زار و ناتوان کو — اچھا نہین جلانا اک مشت استخوان کا

قطعہ

اس کاروان سرا مین آمادہ سفر رہ — چلنا ہے یان سے رہنا لے بیخبر کہان کا

کر بود و باش اپنی اس مین مسافرانہ — وارفتۂ تعلق مت ہو تو این و آن کا

یہ یاد رکھ کریگا چلنے کے وقت ورنہ — دلکو ترے پریشان کیا کیا علاقہ یان کا

راسخ کہانیان تو ہمنے بہت سنی ہین
انداز اور ہی ہے پر تیری داستان کا

دل آباد کو دشت آنکھونکو دریا دیکھا — اک نظر دیکھ تجھے ہمنے ہی کیا کیا دیکھا

سب نے دیکھا چمن دہر کو پر اہل نظر — ہین وہی لوگ جنہون نے چمن آرا دیکھا

کچھ قراری نہین آبادی و ویرانی دل — کبھو گلشن اسے دیکھا کبھو صحرا دیکھا

زیب آغوش تھا اپنا ہی وہ راتونکو ولے — اب تو اک خواب سا یہ ہے کہ کبھو تھا دیکھا

قطعہ

بیدماغی نے ندی رخصت گلگشت چمن — کسو گلشن کو نہ زنہار کبھو جا دیکھا

زخم دل دیکھے ہی داغ جگر سیر کئے — ہمنے بھر عمر انہین پھولونکا تماشا دیکھا

دعوئ دین طلبی رکھتے تھے راسخ جو لوگ
خوب دیکھا تو وہی طالب دنیا دیکھا

شوق ہے کب غم دوران کو جامۂ دستار کا — پیرہن ہے تن پہ اپنے آنسوؤن کے تار کا

مست طریق دردمندی چھوڑے جو پاے چل — کہتے ہین نزدیک ہے اس راہ سے گھر یار کا

مالک دینار کا ہمرتبہ ہو سکتا ہے کب — کیا ہوا منعم اگر مالک ہوا دینار کا

گنج ہاتہ آوے تو ذکر گنج نادانی ہے پہر
اونکو چپ لگ گئی جنہین محرم کیا اسرار کا

مجہکو تسبیح ریا سے شیخ کی انکار ہے
معتقد ہون لے برہمن مین تری زنار کا

اونکی کیا آرام سے گذری جنہون نے خوش کیا
خاک رہ کا بستر اسایہ کسو دیوار کا

سخت بے دردانہ راہ عشق طے اونسے ہوئی
سہل سمجھے زیر پا جو ٹوٹ جانا خار کا

آہ پیری مین بہی راسخ مرتے ہو دنیا پہ تم
صبح ہوئی صاحب خیال اب چہوڑو اس مردا کا

لذت ہی کا مغلوب دل افسوس سدا تہا
کرتا جو اسے ترک تو پہر زور مزا تہا

کیفیت عمر آہ جوانی ہی تلک تہی
وے دن گئے جو سر مین ہمارے بہی نشا تہا

پائی یہ سزا اسکی کہ روتا رہا بہر عمر
مین ایک الم کش کے تئین دیکہہ ہنسا تہا

اپنی بہی وفا پاؤن کی اپنے رہی بیڑی
کچہہ اور نہ تہا بس یہی اولجہاو پڑا تہا

راسخ کا ہر اک عضو پس مرگ تہا بیحس
دلکو حرکت تہی نہین معلوم کہ کیا تہا

سیو مت جیب صد چاک اس بیابان گرد رسوا کا
بنے تو سی دو دامن سے مرے دامان صحرا کا

اگر کچہہ درد رکہتا ہے تو راہ عشق یون طے کر
کہ نہ کانٹا کوئی ٹوٹے نہ پہوٹے آبلہ پا کا

وفا کا دون نشان مین بہی تجہے اس عہد میں نادان
سراغ آشیان گر کوئی بتاوے تجہکو عنقا کا

چراغ خانہ مت سمجہو چراغ عشق کو راسخ
کہ اوسمین چاہئے روغن بجا اسمین خون تمنا کا

سامنے آہ وہ کمبخت دم بسمل نہ رہا
دیدہ اکدم بہی دوچار رخ قاتل نہ رہا

جی ہی تک جسم کی عزت ہے کہ پہر محمل مین
قدر کیا جبکہ نشینندہ محمل نہ رہا

بیٹہے تب وے مری بالین پہ کہ جب ضعف سے مین
اوٹہہ کے اون پلونپہ سر رکہنے کے قابل نہ رہا

اوٹہنا اس پردہ کا باقی ہے ابہی او غافل
یہ جو کہتا ہے کہ پردہ کوئی حائل نہ رہا

اس سے پیدا ہے کہ ہشیار بہت تہا راسخ

وقت مرنے کے بہی وہ یار سے غافل نہ رہا

درد دیری بیکلی کے ہاتہون دکھ پاتا رہا
دل ہمیشہ اضطرابِ دل کا گھبراتا رہا

جون گدائے مضطرب احوال پہرون متصل
شب مین اوسکے آستان پر ہاے چلاتا رہا

مجہکو رشک اوسپر ہی تیرے چاہنے والون مین جو
دیکہہ میری طرح تجہکو آپ سے جاتا رہا

معرفت اوسکی نہ واقع مین ہوئی صورت پذیر
یون تو ہر عاقل اوسے کچہہ جی مین ٹہراتا رہا

تہ مین ہر ہر رنگ کی تہا رنگ اوسکا جلوہ گر
عشق کیا کیا رنگ اپنے ہمکو دکہلاتا رہا

امتحان کا اوسکے کشتہ ہون کہ برسون کے بعد
کاسۂ سر کو مرے پاؤن سے ٹہکراتا رہا

صبح ہوتے ہی گیا راسخ گلی مین اوسکی پہر
کل مین ساری رات اوسے با آنکہ سمجہاتا رہا

نبہی تب اوسکے غم مین خون جب آنکہون مین آیا
جو کچہہ دلکی گرہ مین تہا سو اس رنگ اپنے کام آیا

ہوئے ہم ابتو مہمانِ طفیلی اوس کے خامہ کے
کسیکو خط لکہا تو اوسمین ہمکو بہی سلام آیا

مرے مستی و مینوشی پہ مت جا مین ہون وہ میکش
درِ مسجد تک استقبال کو جسکے امام آیا

ہنسا تہا وصل کے دن مین بہت رونے پہ دشمن کے
سو اب روزِ جدائی مجہہ سے لینے انتقام آیا

کہو رونے لگے آتے ہی کیون قاصد کے تم راسخ
مگر پہر خون چکان تمکو کوئی وان سے پیام آیا

مجہکو دیوانہ بنا گلیون مین پہروانا تہا
پردہ کرنا تہا تو پہلے جلوہ دکہلانا نہ تہا

اختلافاتِ صور کو پردہ رو کیون کیا
گر ظہور اپنا بطورِ مختلف بہاتا نہ تہا

تہا سزاوارِ دلِ محزون ترا ہی داغِ عشق
قابل اس شیشہ کے کوئی اور پیمانہ نہ تہا

تہے ہزارون دل جلے عاشق ترے اے شمع
لیک میری طرح تجہپر کوئی پروانا نہ تہا

نیند آے کیونکر اوسکو سن کے میری سرگذشت
داستانِ دردِ دل تہی یہ تو افسانا نہ تہا

یہ پری خانہ جہان کا صنعت اک صانع کی ہے
حیف اوس عاقل پہ جو حیران اوسکا دیوانہ تہا

روئے خندان کسکا یاد آیا تہا راسخ سچ کہو

بے سبب آنکھون مین کل آنسو کا بھر لانا نہ تھا

جفاؤن کا اوسکی مین شاکر سدا تھا
پر اپنی وفاداریون سے گلا تھا

بڑہی ٹوٹنے سے مرے دلکی قیمت
یہ شیشہ وگرنہ بہت کم بہا تھا

قطعہ

تو اون گوندہے بالون سے دل مت لگانا
اسی پیچ مین آگے مین بھی پہنسا تھا

علائق سے آزادگی تھی میسر
جنون چند لون اپنا زنجیر پا تھا

نہ تھی فکر پوشش کی دیوانگی مین
اس اندیشہ کو پینے تہ کر رکھا تھا

نہ بالین کی خواہش نہ بستر کی حسرت
نہ پروا کلہ کی نہ شوق قبا تھا

فقط گرد کی تہ تھی پیراہن تن
نہ کچھہ اور پاس اپنے اسکے سوا تھا

کیا تونے کیا ہاے اے ہوشیاری
لباس اپنے تن پر وہی خوشنما تھا

نہ لاتا تہا شاہونکو خاطر مین راسخ
سبب اسکا یہ ہے کہ تیرا گدا تھا

وجہہ وصال دوست دل ناتوان ہوا
یہ زور رابلہ ہے کہ منزل رسان ہوا

قطعہ

دل کا جگر تو دیکھہ کہ یہ ایک قطرہ خون
سو بار اوسکے تیر جفا کا نشان ہوا

نیرنگ عشق نے ہمین کیا کیا دکھاے رنگ
تنہا جگر ہی خون نہ اے دوستان ہوا

دل رشک باغ ہوگیا کثرت سے داغکی
سینہ تمام غیرت لالہ ستان ہوا

راسخ حجاب ہم ہی تو تھے روے یار کے
جب بیچ سے ہم اوٹھہ گئے تب وہ عیان ہوا

مرتبہ نازکا وہ حسن کا پایا ایسا
بندہ اوسکا ہون نہین جسنے بنایا ایسا

استخوان راکھہ کی ڈھیر ہی ہوے سارے ہمکو
آتش تیز محبت نے جلایا ایسا

تھے ہم اک حرف غلط صفحہ خاطر پہ ترے
بے سبب تونے نہین ہمکو مٹایا ایسا

اے مے عشق زہے تیرے نشے کی آمد
بس ہمین لے ہی گیا آپ سے آیا ایسا

جی تمہارا کہین لگتا نہین راسخ کیا ہے
کہان آنکہین لگین دل کس سے لگایا ایسا

وا ہے در بسکہ مری چشم یہ حیرانیکا
تو کہے چشم مری دیدہ ہی قربانی کا

حسن کا اسکے ہون وارفتہ ملے گا آخر
خاک منہ پر مرے صندل تری پیشانیکا

عاقبت کہینچی پشیمانی ہی صورت گرنے
نقشہ کہینچا نہ گیا میری پریشانی کا

مور کی دلشکنی بہی تہوئی جن سے کبہو
وے بجا ہے جو کرین دعوی سلیمانیکا

منہ پرانا ہوا گر پہنئے صدسال اسکو
مین تو دیوانہ ہون اس جامۂ عریانیکا

کثرت گریہ سے ہے دیدۂ تر کا یہ حال
آہ احوال ہو جو کشتئ طوفانی کا

میری گردن کے حمائل ہوے آنسو میرے
دیدنی ہے یہ سمان انکی بہی غلطانیکا

آدم خاکی تو کیا روح قدس بہیجے درود
دیکہکر نور تمہارے رخ نورانی کا

یار کی چشم سخن گو کے سمجہتا ہے سخن
شور کیونکر نہو راسخ کی سخندانی کا

ابر نے رونے کا میرے سامنا جو دعوا کیا
چشم تر نے میری پانی سے اسے پتلا کیا

ہم سے بے تہ کو چہ گردون کج یہ کب خاطر میں لائے
عشق نے عزلت نشینون کے تئین رسوا کیا

لاگ ہی اوسکی تجلی کو نظربازونکے ساتھ
آنکہہ والون ہی کو اسنے جائے سے بیجا کیا

سب علاقون سے چہوڑا دیتا ہی خاطر کا لگاؤ
جن نے اولجہایا کہین دلکو بہت اچہا کیا

آہ زاد آخرت کی فکر راسخ کچہہ نہ کی
کام اپنے بہی نہ آئے تم یہ تمنے کیا کیا

خضر کا طوف گہ ہی گہر تیرا
سجدہ گاہ ملک ہے در تیرا

چشم جس دلکی وا ہوئی ایدوست
جلوہ آیا اوسے نظر تیرا

ہم بہین منہ پہ خاک اور آئینہ
دیکہے منہ آہ ہر سحر تیرا

شاہ کو بندۂ غلام کیا
اے محبت نہ ہے اثر تیرا

راسخ اوسکی تو کنہ کب پاوے
فہم وادراک کسقدر تیرا

متصل دلکو اضطراب رہا
جان پر تجھہ بن اک عذاب رہا

بے حجابی کے بعد بہی مجھہ سے
اونکو اک طور کا حجاب رہا

ہم مصیبت کشونکے دن نہ پہرے
گو زمانے کو انقلاب رہا

دل یہ کیا کوفت تہی نہین معلوم
دیدہ اپنا سدا پر آب رہا

وے تجھے خواہان مری خرابی کے
مین اسیواسطے خراب رہا

زاہدون کا بہی جبۂ و خرقہ
مدتون مصرفِ شراب رہا

زور ہی سر مین کچھہ نشا سا تہا
جب تلک موسم شباب رہا

آکے اس بحر حادثہ زا مین
کوئی دم مین بہی جون حباب رہا

زلف پر پیچ دیکھکر اوسکی
دیر سنبل کو پیچ و تاب رہا

بے گنہ ہم گناہگار رہے
بے سبب ہم پہ یہ عتاب رہا

وے رہے ہم شراب غیر کے ساتہ
راسخ اپنا جگر کباب رہا

ہے محو دل محزون آدم غم و ماتم کا
دہ روزہ حیات اپنی عشرہ ہی محرم کا

مظہر ہین مصور کی اس صفحہ کی تصویرین
بینا ہو تامل سے تو صفحۂ عالم کا

فردوس سے وہ نکلا مین کوچۂ جانان سے
رونیکو مرے پہونچا رونا کہان آدم کا

آغوش ہی نشتر کی یان بستر آسایش
زخمی ترا منت کش ہوتا نہین مرہم کا

ہر تار کو اسکے ہی پیوند رگ جان سے
کب قطع علاقہ ہو اوس کاکل درہم کا

اتنا ہی وصال اونکا قسمت نہوا مجھکو
عرصہ ہی جو کچھہ گل سے آمیزش شبنم کا

یہ غمکدہ تمام سر معمور حوادث ہی
یان جام ہی پر جم کو تنہا شکست آئی

قطعہ

جو بندہ عبث ہی تو اسمین دل خرّم کا
ٹکڑے ہوا اے نادان کاسہ بہی سر جم کا

اس باغ مین واشد ہو گیا دلکو مرے راسخ
ہون غنچۂ پژمردہ مین آخر موسم کا

گل بے نقاب ونکو وہ نازک دماغ تہا — مہر اونکے سامنے شب کا چراغ تہا
وے سرزمین عشق پہ قابض تھے جنکا دل — فرمان مُہر کی سی طرح داغ داغ تہا
اوس بزم مین کوئی مے گلرنگ سے تہا مست — لبریز خون دل سے کسو کا ایاغ تہا
نام و نشان اونہون سے جنہے پہلے گام پر — اوس بے نشان کا جنہین شوق سراغ تہا
وارستہ ہمنے پائے اسیران دام عشق — دل جنکے یہہ رہے تھے اونہین کیا فراغ تہا
کیا دن تھے وے کہ مجھسے گل تازہ کی روش — تم ہنسکے بات کرتے تھے مین باغ باغ تہا

محتاج اس چمن مین تھے راسخ ہم اونکے آہ
با قدر جنکی آنکھون مین بلبل سے زاغ تہا

پردہ کب آسان روئے گلستان سے اوٹھگیا — تب اوٹھا وان پردہ جب مین درمیان سے اوٹھگیا
رشک کی جاگہ تہی جانا اوس سبک دکا ہم — جو کہ شبنم کی روش اس گلستان سے اوٹھگیا
چاند سے منہ شب جو آنکلے دل ایسا ہوا — گویا پردہ ہی در ہفت آسمان سے اوٹھگیا
وقت وابستہ جان ہے کہ پھر قدر مکان — کچھ نہین جب صاحب خانہ مکان سے اوٹھگیا
تھے بہت طور امتحان کے پر صد تم کیون ہو گئے — صبر کا پائے ثبات اس امتحان سے اوٹھگیا
آگے اے بے مہر تہا عالم مین دستور وفا — عہد مین تیرے ہی وہ دستور یان سے اوٹھگیا
بیٹھے آئے مری بالین پہ لیکن ہا تب — جب علاقہ جان کا جسم ناتوان سے اوٹھگیا
اب تو پھر دم اشک گلگون زیب دامن ہے مری — دل ہی تم بن سیر باغ و بوستان سے اوٹھگیا

راسخ اس بزم جہان مین شمع کے مانند ہون

ہوگا اک اندھیر مین جسدم یہان سے اوٹھگیا

رفتہ سا مین اپنے ادراکِ حقیقت مین رہا
کون ہون کیا ہون نہ سمجھا بندِ حیرت مین رہا

کب اقامت کی جگہہ تہی کاروان گاہِ جہان
سخت غافل تہا جو یان فکرِ اقامت مین رہا

بے تہی سے اوسکا روکش تو ہوا پر دیر تک
سرِ گلِ نو کا گریبانِ خجالت مین رہا

سجدۂ محراب تیغ اوسکا ہوا قسمت نہ سہل
سر جہکائے برسون مین محرابِ طاعت مین رہا

کب حضورِ دل سے زاہد کو میسر ہوئی نماز
دھیان اس طماع کا طوبی و جنت مین رہا

خرقہ پوش اس عہد کے اکثر لباسی دیکھے ہم
اس سبب انکار سا اپنی طبیعت مین رہا

چشم کیا تہی یہ دیکھا ہی نہ اون نے آنکھ اوٹہا
یک نگاہِ شرمگین کی مین تو حسرت مین رہا

ہائے رے طفلان خوش ترکیب بنا تو خیال
ہر دم انکے رو و مو و قد و قامت مین رہا

عقل کا دست تصرف نا روا تہا یان کہ مین
عشق عالیجاہ کی ظلِ حمایت مین رہا

کیونکر اے شیخِ حرم راسخ ہو تیرا معتقد
مدتون پیرِ مغان کی وہ تو صحبت مین رہا

وحشت مین کہان مجھکو ہوش اپنے بدن کا تہا
یہ گرد بیابان کی جامہ مرے تن کا تہا

گلگون نہ بس آنکھون سے اشک اپنے نکلتے ہین
دامان کا ہر تختہ اک صحن چمن کا تہا

جون پھول سدا اپنے تازہ ہی رکہا رو رو
اوس داغ کو دلمین جو یاران وطن کا تہا

گل نغمہ سرا بلبل دیکھے تجھے گلستان مین
آج آہ جو دیکھا تو غل زاغ و زغن کا تہا

پابند غم مردن کب تہے ترے دیوانے
اندیشہ انہین کسدن گور او کفن کا تہا

تا زندگی دوری ہی ہمسے اونہین کچہہ بہانا
کہتے تہے سو کی اونکو پاس اپنے سخن کا تہا

آنکھ اپنی تو لمسے راسخ تہی حیرتی اوس رو کی
کب محو تماشا مین گل اور سمن کا تہا

تمہین جانو ہو خوب ہے یا یہی دل جو سلوک تمہاری جفا نے کیا
ولے اسکا گلہ نہین تمسے مجھے جو کیا سو میرے ہی وفا نے کیا

کبہو برسون نہ دیکہین نہ پیار رکہین کبہو دیکہتے یون ہین کہ مار رکہین
زہے خوبونکی خوبی ناز و ادا مجہے بیخود انہون کی ادا نے کیا

غضب آہ رسا ہے یہ نیچی نظر میرے سینہ سے پار گذر ہی گئی
نکیا وہ سنان نے بہی معرکہ مین جو تمہارے حجاب و حیا نے کیا

سرِ دامن اونہون نے شب آکے رکہا مری چشم پر آب پہ دیر تلک
یہ سمجہین آنسو اب اپنے نہ کیونکہ بہلا اثر اتنا تو اپنی بکا نے کیا

یہ تناسب عضو بلا ہے کوئی تمہین ایسا بنانا ہی ہائے نہ تہا
وے جو رفتہ تمہارے جمال کے ہین نہ ترحم اونہون پہ خدا نے کیا

خبر اپنی نہ صبح و شام ہے اب مجہے بیخبری ہی مدام ہے اب
کیا جادو نے اونکی نگاہ کی جو نہ وہ بادہ ہوش ربا نے کیا

ترے پیش قد اے ہمہ ناز و ادا سر اوٹہا نہ سکا کبہی سرو چمن
گل تازہ باغ کی نرمی کو تہ تری نازکی کفِ پا نے کیا

یہ فلک نے تہا چاہا کہ جاہ و حشم اسے بادشہی کا دکہائی سب
ولے گوشۂ چشم بہی اوسکی طرف نہ تمہاری گلی کے گدا نے کیا

ملے حضرت راسخ اگر کہین اب تو کہینگے یہ اونکی جناب مین ہم
کبہو قبلہ و کعبہ وہ کیسا تہا گل تہین کانٹا سا جسکی ہوا نے کیا

ردیف باے موحدہ

کیا عارضی اس حسن پہ مغرور رہو صاحب
تم اپنے تو نزدیک بہت دور رہو صاحب

خوبی کو تمہاری نہ پری پہونچے ہے نہ حور
تم رشک جمال پری و حور رہو صاحب

ارباب نظر جتنے ہین آنکہہ اونکی اودہر ہے
بندے ہی کے تنہا نہین منظور رہو صاحب

جو پیرہن الفاظ مین ہو شاہد معنی
اس حسن سے افراد مین مستور رہو صاحب

طاعت کا بدل چاہیے جنت تمہین راسخ

تم مزد کے خوابندہ ہو مزدور ہو صاحب

ضعفِ قویٰ سے جان مین طاقت کہان ہے اب
لب پر اک آہ تھی سو بھی گمان ہے اب

ہو ضبط آب ٹوٹے ہوئے ظرف مین کہان
دل چاک ہو گیا ہے جو آنسو روان ہے اب

ہستی کا علم جاوے تو ہم دیکھین نے یار
پردہ ہمارے اوسکے بھی درمیان ہے اب

تکرار ہے فسانۂ ایامِ وصل کی
ہر رات ہم ہین اور یہی داستان ہے اب

اکثر وہ آنکلتے ہین یان شب کو جیسے ماہ
ہم پر بہت ہی بر سرِ مہر آسمان ہے اب

بے ہیچ مانیو نہ ہماری یہ رفتگی
اک جذب ہے کہ وہ طرف اپنے کشان ہے اب

خاصون مین اوس حریم کے داخل ہوا اگر
راسخ مشرفِ امتحان ہے اب

کس سے تم ہمکنار تھے صاحب
رات ہم بے قرار تھے صاحب

ہاے وے دن گئے کہ تم میری
شمع شبہاے تار تھے صاحب

کچھ تمہین اختیار ہوگا یان
ہم تو بے اختیار تھے صاحب

شوق نے آہ کر دیا بے وقر
ورنہ ہم باوقار تھے صاحب

غنچے کیون ہو سے ہو راسخ ہاے رے
تم تو باغ و بہار تھے صاحب

لب ہین خشک اور چشم تر ہے اب
عشق کا روے دل ادھر ہے اب

آپ سے جانے کے مہیا ہین
ہمکو درپیش یہ سفر ہے اب

قدردانِ سخن نہین کوئی
کتنا بے آب یہ گہر ہے اب

عشق مین ہے زیان ہی نا منتفع
کسکو اندیشۂ ضرر ہے اب

غم کو راسخ کے تم نے طول دیا
قصہ ہی اونکا مختصر ہے اب

آنے مین گر نہ کیجئے تاخیر ہی مناسب
بیمارِ ہجر کی ہے تدبیر ہے مناسب

منکر ہے عشق کا تو اے شیخ بتحقیق
ملت مین اپنی تیری تکفیر ہی مناسب

مقدور تک ہے واجب پاسِ دلِ شکستہ
اس ٹوٹے گھر کی منعم تعمیر ہی مناسب

خوفِ گناہ مت کر رحمت بہانہ جو ہے
تقصیر ہی تو عذرِ تقصیر ہی مناسب

کر تو بھی قدر راسخ آخر فقیر ہین وے
تعظیمِ صاحبانِ توقیر ہے مناسب

فقر ہمکو کچھہ بہت بھایا ہی اب
کچھہ مزاج اپنا ادھر آیا ہی اب

طائرِ جان کو ہوائے تن نہین
اس قفس سے سخت گھبرایا ہی اب

کیون نہ جاری چشم سے ہو سیلِ اشک
ابرِ غم دلبر مرے سر چھایا ہی اب

آہ سے میری ہوا دل اسکا نرم
اس ہوا نے سنگ نرمایا ہی اب

غیرِ غم دلکی گرہ مین کچھہ نہین
راسخ اپنا تو یہی مایا ہے اب

ستاتے ہو گہ و بیگاہ صاحب
غلام اس لطف کا ہون واہ صاحب

چراغِ روز سے بے نور تر ہے
تمھارے منہ کے آگے ماہ صاحب

دراز افسانے وان سنتے رہے تم
ہوا یان قصہ ہی کوتاہ صاحب

طریقہ ظلم کا اچھا نہین ہے
سنو ہو مت چلو اس راہ صاحب

اگر منظور ہے اب قتلِ بندہ
نکیجے دیر بسم اللہ صاحب

کہان وہ تابِ ضبطِ گریہ اب تو
ٹپک پڑتے ہین آنسو آہ صاحب

یہ رتبہ جاہِ دنیا کا ہے اک وہم
کدھر رتبہ کہان کا جاہ صاحب

فقیر اسواسطے راسخ ہوے ہم
کہین تا لوگ ہمکو شاہ صاحب

موندی جاتی ہین یان انکھین رخِ زیبا دکھائی اب
یہ صورت ہے ہماری اپنی صورت مت چھپائی اب

وفا پر تنگ ہی عرصہ جفائے بے نہایت سے
کہان تک اب ستاؤ گے ستم سے باز آؤ اب

گیا ہی آج روتا دیکھنے آیا ہی جو مجھکو
تغافل مت کرو ٹک تم بھی مجھکو دیکھ جاؤ اب

مجھے کھویا ہے گھر سے اوٹھایا اپنے ہی در سے
حبیبا کیا کیا تمنے کہان جاؤن بتاؤ اب

سدا رہنے کی جا کہ یہ جہان بے بقا کب ہے
دل اپنا اس مسافر خانہ سے یارو اوٹھاؤ اب

عزیزان جو بچھڑ کر یکدگر سے پھر ملے ہووین
کہانی اونکی مجھ مہجور کو آکر سناؤ اب

سر تعمیر قصر بے ثباتِ خشت و گل کب تک
یہ کیا سودا ہی راسخ اس گھروندے کو مٹاؤ اب

نہ جنت کے ہین نہ طوبی کے طالب
ہم اپنے یار بے پروا کے طالب

نہ پاوے گا وہ سے پر جستجو کر
طلب ہی شرط اے عنقا کے طالب

نہ سمجھے رتبۂ دلق گدایان
لباسِ اطلس و دیبا کے طالب

دلِ پرخون کی کافی ہی گلابی
نہین ہم شیشۂ صہبا کے طالب

عجب ہی جائے ہی کنج لب یار
رہا کرتے ہین ہم اس جا کے طالب

قناعت ہی عجب جنس گران قدر
رہو اس جنس ناپیدا کے طالب

حصول دین کی راسخ کچھ کرو فکر
رہوگے کب تلک دنیا کے طالب

آتشِ عشق کی کسے ہے تاب
یان تو ہی زہرہ سمندر آب

بخت کو میرے آسمان نے دی
اوسکے کوچہ کی پاسبانی خواب

رات اوس بحرِ حسن کے آگے
ڈوبا جاتا ہے شرم سے مہتاب

سوز تجھ بن ہی یان شمار نفس
اپنا ہر دن ہی رشک روز حساب

راسخ اس عہد مین متاع وفا
کیمیا کیطرح سے ہی نایاب

محتاج شہ و وزیر ہین اب
کچھہ پاس نہین فقیر ہین اب

آزادونکو رشک کیون نہ ہووے
ہمپر کہ ترے اسیر ہین اب

قد خم ہوا جون کمان ہمارا
ہم اس لئے گوشہ گیر ہین اب

دل ڈھونڈھکے ہے آہوے حرم کا
وہ مائل مشق تیر ہین اب

کسکو ہنر اپنا ہم دکھاوین
بینا جو تھے بصیر ہین اب

دون پروری فلک تو دیکھو
سب سفلہ پرست امیر ہین اب

راسخ شعرا ہین ہین نظیری
یعنی وے بے نظیر ہین اب

ہووے قید عشق سے یارب نہ آزادی نصیب
ہم ہون یا غم دوست کا دشمن کو ہو شادی نصیب

دل کے ویران ہونے کا اپنے بہت غم ہے ہمین
یارب اس اجڑے ہوئے گھر کو ہو آبادی نصیب

نکلین اس الجھاؤ سے کیا اب ازل سے ہو چکا
صید ہونا ہمکو قسمت تمکو صیادی نصیب

ہین آمد ریختی کے فن مین جیسے میر ہم
مبدء فیاض نے کی ہمکو استادی نصیب

شوق نے شہری غزالون کے انہین مجنون کیا
کیون نہو راسخ کو سیر وسعت وادی نصیب

ردیف تاے فوقانی

نہ کام آوے وان کچھہ امیری کی دولت
یہین تک ہے شاہی وزیری کی دولت

اکیلا تو رہ چاہتا ہے جو شہرت
جہان گیر ہو گوشہ گیری کی دولت

گرفتار ہے دل بہت کام آئی
رہائی ہوئی اس اسیری کی دولت

سخن ہی تو ہی مایہ اہل سخن کا
یہی ہے شفائی نظیری کی دولت

کہین ہین سب ہی انکو اب شاہ صاحب
ہوئے شاہ راسخ فقیری کی دولت

تم بن اب دل پہ ہے عذاب بہت
صبر کم اور اضطراب بہت

غیر ہین مورد کرم صاحب — بندہ ہی پر ہی کچھہ عتاب بہت
رخ برافروختہ ہی رہتے ہین وے — تیز ہی اب تو آفتاب بہت
وجہہ کیا اس حجاب کی کیون تم — منہ پہ رکہنے لگے نقاب بہت

ہین مے بیخودی سے راسخ مست
لیگئی انکو یہ شراب بہت

ناتوانی زور پر ہی جی ہی بیطاقت بہت — دیکھئے کیا ہو کہ اب تغیر ہی حالت بہت
خوش سرانجام اس سرا مین وے تھے جو بیدار تھے — ہمتو سویا ہی کئے ہمکو رہی غفلت بہت
جائے لوح آئینہ تربت پہ ہماری ہیجیو نصب — لیچلی ہین یار کے دیدار کی حسرت بہت
محو اوسکی کیون نہوا ارباب معنی کی نگاہ — دلکش و دلچسپ ہے یہ عالم صورت بہت

دلپذیر اس بزم مین راسخ بقول میر آہ
دیر رہنا کب ملے ہے کم ہی یان فرصت بہت

ہمنے پہاڑا ہی گریبان دشت کے دامان سمیت — تہا جنون مجنونکو بھی لیکن نہ اس طغیان سمیت
یارب عاشق قصور و حور لیکر کیا کرے — چاہتے ہین ہم بہشت جاودان جانان سمیت
شورش دلکی حقیقت خامہ لکہہ سکتا نہین — جی مین ہی بہیجین ہم انکو خط دل سوزان سمیت
جمع مت کر اے دنی زر کو کہ قارون مل گیا — خاک مین پایان کار اوس گنج بے پایان سمیت
عاشقی مین گریۂ یعقوب تب تہا معتبر — ڈوب جاتا اوسکا جب بیت حزن کنعان سمیت
کاٹ عمر اپنی کسو دیوار کے نیچے کہ آہ — کہپ گئے کسری و قیصر قصر اور ایوان سمیت
غمزے اے کافر ترے کچھہ کم لٹیرون سے نہین — جنس دل لوٹی انہون نے دین اور ایمان سمیت
میری سیل اشک کی اک موج کا کوچہ ہی وہ — گم ہوا جسمین سمندر قلزم و عمان سمیت

کرتے ہین وے جستجوئے عشق مشروط وصال
درد کے طالب تو ہین راسخ ولے درمان سمیت

یا قیس تہا یا مین ہون سزاوار محبت — دل ہے مرا گنجینۂ اسرار محبت

اے بیخبر اس رہ مین قدم دیکھ کے رکھیو — برچھی کی انی ہر رہِ دشوارِ محبت

پابندِ تعلق نہین ہوتا دلِ عاشق — آزاد ہی ہر شے سے گرفتارِ محبت

مجنون ہی کی طاقت تھی کہ یہ بار اوٹھایا — افلاک سے بھی اوٹھ نہ سکا بارِ محبت

دیکھا تجھے بس عشقکا تو ننگ ہی راسخ

دعوائے محبت نکر اے عارِ محبت

اس زمانے مین تو یارِ باوفا کم ہین بہت — آشنا کہئے جسے ویسے آشنا کم ہین بہت

پیش ازین آئینۂ دل صاف تھا ہر ایک کا — اکثر اب ناصاف ہین اہلِ صفا کم ہین بہت

جنکی تاثیرِ نظر تھی خاک کی اکسیر ساز — آہ وہ اہلِ نظر جون کیمیا کم ہین بہت

اس طریقہ پر نہیٹ دشوار ہی رکہنا قدم — سالکانِ راہِ تسلیم و رضا کم ہین بہت

بادشاہون کو شکوہِ فقر پر ہی انکے رشک

ہین گدا راسخ ولے ایسے گدا کم ہین بہت

کل درمیان کمر کے تمھاری جو آئی بات — مجھکو نزاکتِ رگِ گل کی نہ بھائی بات

جن ناکسونکو بندیسے روئے سخن نہ تھا — صاحب تمھارے واسطے اونکی اٹھائی بات

پوچھا جو مینے شب کے کہان چپ ہی رہ گئے — کیا پردۂ خموشی مین تمنے چھپائی بات

صورت ہمارے حال کی بگڑی سی دیکھکر — قاصد نے اونکے آنیکی لیسے بنائی بات

ہوتی نہین ہی خاطرِ اہلِ ہنر سے محو — پتھر کی لیکھ ہی کہ ہماری بنائی بات

راسخ کی خامشی کا ہی تا بزمِ قدس شور

اسکی تو چپ نے آہ قیامت بڑھائی بات

ردیف الثاء

یون ملک رہی ہے یارِ عبث — خاکسار رہ کن سے یہ غبارِ عبث

اوس گلِ نو کی تو ہوا مت رکھ — دل تجھے ہی یہ خارِ خارِ عبث

سودا اسکے عشاقون کا — تو اوٹھائے ہی انکا بارِ عبث

(ردیف ثاے)

گلِ نو کب کہا تمہین مین نے — تم گلے کے ہو میرے نا عبث

وے نہ آوین گے راسخ اب تم تک
عمر رفتہ کا انتظار عبث +

دیوانون کو کہان عقلا کی خوش آئی بحث — جز بحث عشق ہمکو تو کوئی نہ بھائی بحث
جھگڑا رہے حدوث و قدم کا کہان تلک — اب ہمنے درمیان سے اسکی اوٹھائی بحث
مرغ سحر کو لگ گئی چپ میرے سامنے — نالون نے میرے خاک مین اوسکی ملائی بحث
وے دن گئے کہ صلح تھی اوسکو ہمارے ساتھ — خلاص پیار کی عوض اب ہے لڑائی بحث

راسخ عبث تھی شیخ سے تکرار حرف عشق
جاہل سے ایسے علم کی ناحق بڑھائی بحث

جہان سے دلکے اوٹھنے کی مری یاری ہوئی باعث — مری آزادگی کی یہ گرفتاری ہوئی باعث
غرور اوتکا کیا رونا ہمارے عجز ہر دم نے — اس انکی عجب کی یہ نازبرداری ہوئی باعث
عطا کی آبرو مجھکو ملا کر خاک مین اون نے — مری عزت کی میری ذلت و خواری ہوئی باعث
نقاب چہرۂ مطلوب عجب علم و دانش تھا — مری غفلت کی یارو میری ہشیاری ہوئی باعث

کریم ایسا ہی وہ راسخ کہ بخشے سب گنہ اوس نے
مرے عفو گنہ کی اوسکی غفاری ہوئی باعث

ردیف جیم تازی

ہجر مین آوے کیا بحال مزاج — جز وصال اب نہین ہے اور علاج
وہ جفاکار ایسا ہے جسکو — دے ہے بہر آسمان خراج
لاگ یان جی کی اوس غنی سے ہے — جسکے شاہ و گدا ہین سب محتاج
انقلاب فلک ہے سیر کی جا — ان نے کشکول کر دئے ہین تاج

زندہ ہے نام میر راسخ سے
کون ہے شاعرون مین ایسا آج

کام یان آخر کیا چاہے ہی ہجر یار آج
روتی ہی بالین پہ میری حسرت دیدار آج

فصل گل ہی کرتی ہین تکلیف زنجیر اب مجھے
ایک غل ہی گھر سے میرے تا سر بازار آج

ایتو دیکھو اک نظر تم اسکو غالب ہی کہ ہائے
موندلے آنکھین تمہاری چشم کا بیمار آج

ناخن غم نے بہت کی دل خراشی رات کو
بے سبب آنکھین نہین ہین میری یون خونبار آج

جام مے تھا ہاتھ مین راسخ کے میخانے مین کل
سبحہ گردان ہے در مسجد پہ یہ مکار آج

ردیف جیم فارسی

دیکھ کر رکھیو قدم عشق کے میدان کے بیچ
یان تو سر سیکڑون کٹ جاتے ہین اک آن کے بیچ

ایسا رویا تھا غم لیلی مین مجنون کہ ہنوز
جابجا چشمے ہین پانی کے بیابان کے بیچ

اس دل جمع کی چاہون ہون پریشانی مین
کاش پہنس جاے کسو زلف پریشان کے بیچ

مہمان خوان فلک پر نہو زنہار کہ آہ
کاسہ کی جا سر مہمان ہی اس خوان کے بیچ

یار بن باغ مین گل یون نظر آئے راسخ
جسطرح کوئی گنہگار ہو زندان کے بیچ

بود و باش جہان فانی ہیچ
چار دن کی یہ زندگانی ہیچ

ہفت اقلیم کا خیال عبث
آرزوے جہان ستانی ہیچ

ہی بقا اسکو غیر ذات خدا
حسرت عمر جاودانی ہیچ

یار جانی سے زیست کا ہی مزا
بے ملاقات یار جانی ہیچ

قصہ طول امل کا کوتہ کر
کہ سراسر ہے یہ کہانی ہیچ

پیش فریاد بلبل قفسی
مرغ خوش خوان کی خوش زبانی ہیچ

راسخ اپنے بھی کام آے نہ تم
سب تمہاری یہ کاردانی ہیچ

ردیف حاے حطی

اس چمن مین ہی بری اب دل دلگیر کیطرح
کبہو ہوتا نہین وا غنچہ تصویر کیطرح

صف عشاق مین اوس شوخ جفاجو کی نگاہ
سیر سے ہی دل کے فقط پار ہوئی تیر کیطرح

در سے اونکے مین کہین جا نہین سکتا کہ وفا
پاے دلکی مرے زنجیر ہی زنجیر کیطرح

باطن ظاہر ہے مرے مس کو باطن کے دیکھہ
خاک ہون پر ہےمگی زر ہو نہین اکسیر کیطرح

ملک را سخن اب کون ہی ہمسر راسخ
شاہ اقلیم معانی ہوے ہم میر کیطرح

ہی بری عشق فتنہ زا کی طرح
میرے درپے ہے اک بلا کیطرح

تم ہو پردہ نشین بوئے گل کی روش
ہم ہین یان دربدر صبا کیطرح

خاک اوسکا سراغ پاوے کوئی
ہی وہ نایاب کیمیا کی طرح

ہر جفا آہ اوس ستمگر کی
ہی نہایت مری وفا کیطرح

شوق نے اوس کف نگارین کے
پیس مارا ہمین حنا کی طرح

فقر میرا ہی رشک شاہی
دیدنی ہیگی مجھ گدا کی طرح

طرفہ مہمان سراے عالم سے
ہی عجب راسخ اس سرا کی طرح

ردیف خاے معجمہ

رخنہ انداز غم ہی کیا گستاخ
اسکے ہاتھون ہین دلمین سو سوراخ

کیا کیا اقسام اطعمہ ہین یاد
ہی مگر شیخ زادہ طباخ

قصر عمر اک بناے وہمی جان
سست بنیاد ہی بہت یہ کاخ

وسمے ساعد کی خوبی کے آگے
کس روش سبز ہووے گل کی شاخ

تم بن اٹھو کنین آہ راسخ کی
کس قدر تنگ ہی جہان فراخ

سیل اشک سرخ سے سیر جہاں ہو جائے سرخ
موج سر کھینچے گر اسکی آسمان ہو جائے سرخ

شوق روئے گل میں روئی بسکہ بلبل کیا عجب
سبزہ ہو کر اوسکا خار آشیان ہو جائے سرخ

تیرے آگے رنگ چہرہ پر کہاں اونکے مگر
خجلت مفرط سے روئے دلبران ہو جائے سرخ

شدت گریہ اس اپنے دیدۂ خونبار کی
گر بیان کیجے تو اے راسخ زبان ہوجائے سرخ

ردیف دال مہملہ

کہاں کا دام فقط ہے تری نظر صیاد
جو چاہے صید ہوں ہم دیکھ ٹک ادھر صیاد

کہیں نہ جاؤں کہ پر بستہ و فا ہو نہیں
نہ باندھ خوف سے تو میرے بال و پر صیاد

وہ ناتوان ہوں میں ہی کہ گلگلے کانوں تک
نہ پہونچا آہ مرا نالہ سحر صیاد

شکار لاغر و صید زبوں ہیں ہم راسخ
عجب ہے ہووے ہمارا کوئی اگر صیاد

ہوں مردم افسردہ و دلگیر کے مانند
اس بزم میں حیرت زدہ تصویر کے مانند

سودائی ہے اوسکا سر شوریدہ ہمارا
زلف سیہ اونکی ہے جو زنجیر کے مانند

وہ ابرو دلوں ہی کو دو نیم آہ کرے ہے
برّان نہیں ہر عضو کی شمشیر کے مانند

ہے طرفہ اک آفت نگہہ اوسکی کہ جگر میں
لگ جاتی ہے برچھی کی طرح تیر کے مانند

راسخ کو مباہات ہے خاکستر دل پر
مستغنی ہے وے صاحب اکسیر کے مانند

نہ تھے آپ میں اونکی رخصت کے بعد
ہم آئے بہ خود ایک مدت کے بعد

فقط رنج ہی ہم تو کھینچا کئے
غلط ہے کہ راحت ہے محنت کے بعد

وہ گل زیب آغوش اکدم ہوا
ولیکن ہزاروں ہی منت کے بعد

رہی اپنی تسکین وہ امید وصل
نہ مرنے دیا ہمکو فرقت کے بعد

ہوئے مانع گریہ راسخ کو ہم
سو وے اور روئے نصیحت کی بعد

دوست جو تھے گذر گئے شاید
نہین پیش نظر گئے شاید

دیکھو ہو چشم کم سے میرے اشک
کچھ نظر سے اوتر گئے شاید

دشت و کوہ اب نہین سراپا شور
قیس و فرہاد مر گئے شاید

کوئی اب اس سرا مین اہل نہین
سب سفر ہائے کر گئے شاید

راسخ اب ترک عشق کرتے ہین
اسکے صدمون سے ڈر گئے شاید

رہ حرف و سخن غم سے ہی یان بند
روان ہی اشک آنکھون سے زبان بند

دل اپنا وا ہو تم اپنے قبا کے
اگر کھولو ادھر ہم سے مہربان بند

بھی تو ہی چمن مین چشم گل باز
در گلشن نہ کرائے باغبان بند

نہین کہتا مرا حال اوس سے کوئی
ہوئی گویا زبان دوستان بند

کہان ہی دیدنی طور زمانہ
رکھو راسخ تم آنکھین ہر زمان بند

ردیف ذال

اوس لب کے حرف تلخ بھی ہین کسقدر لذیذ
کیا بات ہی کہ ایسے ہین شہد و شکر لذیذ

وارفتہ ہین جو بادۂ عیش و نشاط کے
کیا جانین مے کہ ہی مے خون جگر لذیذ

راسخ مزے سے انکے بھی ٹک تم ہو آشنا
اس نخل نامراد کے ہین کیا ثمر لذیذ

ردیف راے مہملہ

گمراہ ہی تو شیخ تجھی کو گمان ہے اور
پایا جنہون نے یار کو اونکا نشان ہی اور

کیا پہونچے تہ کو میرے سخن کی یہ مدعی
اپنی زبان ہی اور ہی طرز بیان ہی اور

ہی اب محیطِ روئے زمین اپنا دود آہ　　چرخِ کہن تلے یہ نیا آسمان ہی اور
آنکھونکی راہ اشکِ جگر خون رواں ہی آہ　　آؤ بہت شتاب کہ یان اب سمان ہی اور
عرشِ عظیم کو بھی کیا ہمنے خوب سیر　　دلکی سی وسعت اسمین نہین یہ مکان ہی اور
پہونچے ہی باغ اس دلِ پر درد کو کہان　　یان کی بہار اور ہی یہ گلستان ہی اور

اوستادِ فنِ ریختہ راسخ ہین بعدِ میر
اب شاعرون مین ہند کے ایسا کہان ہی اور

اربابِ تقدس ہوئے رسوا تری خاطر　　جوگی بنے صاحبِ تقوے تری خاطر
فخرِ عقلا ہم تھے سو سودائی کہائے　　یعنی ہوئے منسوب بہ سوا تری خاطر
اب تو کبھو آغوش مین آبیٹھ کہ ہم نے　　ہر شی سے اوٹھایا ہی دل اپنا تری خاطر
دیکھ اہلِ نظر سے رخِ زیبا نہ چھپا تو　　جون آئینہ ہین چشم سراپا تری خاطر

اک بات بھی راسخ کی تو سنتا نہین افسوس
وے سنتے ہین اب خلق سے کیا کیا تری خاطر

اشکون پہ میرے مت ہنسو بیقدر جانکر　　پائے ہین ہمنے یہ درِ تر خاک چھان کر
اوجھل نہ آنکھ سے ہو کہ اسکی نہین ہی تاب　　پھر جسطرح تو چاہے ہے مجھے امتحان کر
بیٹھے کوئی آن تو وقفہ بھی شرط ہی　　اتنے نہ ظلم متصل اے آسمان کر
تمکین تو دیکھو ہو گئی جب یان زبان بند　　تب بولے یون کہ حال ٹک اپنا بیان کر

آمادۂ وداع ہین راسخ شتاب آؤ +
دو رخصتِ سفر انہین اب جلد آن کر +

غنچونکو گل کے بلبلِ نالان کی کیا خبر　　دل جمع لیوین ہائے پریشانکی کیا خبر
سر سبزی دشت کو تری چشمِ تر سے ہی　　بے مایہ ابر لیوے بیابان کی کیا خبر
کیا کیا عزیزان گئے پر یان نہ آیا ایک　　اے یادِ رفتگانِ عدم وانکی کیا خبر

دے بے نقاب صبح خرامان چمن مین تمہے — کیا گذری سرو پر گل بستان کی کیا خبر

راسخ کی دور پہونچی پریشانی تم بن آہ
پوچھو ہو اپنے بے سروسامان کی کیا خبر

ہے وہ مہ کو ادھر نگاہ نہ کر — چشم اوس چہرے پر سیاہ نکر
ہم خراباتیون سے ڈر اے شیخ — دل ہمارا شکستہ آہ نکر
دولتِ فقر کی ہوس ہے مجھے — اے فلک مجھکو بادشاہ نکر
پیش جاتی ہے راستی ہی یہان — ٹیڑھی اس بزم مین کلاہ نکر
تو امان ہیگی شانِ لطف و قہر — عمداً اے بیخبر گناہ نکر

راسخ اوس یوسفِ زمان کو تو چاہ
اے عزیز آپ کو تباہ نہ کر

کی دل شکنی عتاب کر کر — مارا کیا خراب کر کر
پردہ ہی اوٹھا دیا ہمارا — کیا کیا تمنے حجاب کر کر
کرتے رہے دل کباب میرا — غیرون کو ہم شراب کر کر
صحرا مین اس آہِ آتشین نے — کوہون کو بہایا آب کر کر
عزت دیتے ہو در پر اپنے — ذلت کا پہلے باب کر کر
کس گنتی مین تو کہا یہ مجھ سے — کل کچھ اونہون نے حساب کر کر

آرام سے تم رہو کہ راسخ
جی سے گئے اضطراب کر کر

نپائی ہائی آسایش جہان مین ہمنے تو آکر — نہ سوئے اس سرائے تنگ مین ہم پاؤن پھیلا کر
یہ دیکھو بختِ برگشتہ کہ کشتی دوستان اپنی — سوئے گرداب پھر گئی دفعتاً ساحل تلک آکر
تعب کش رہ کہ آسایش نتایج سے ہے محنت کے — نواے بیدرد درمان یار ہی کا درد پیدا کر

ہوا ہوتی نہین ہودو یہرداں صاف اے ناصح
تو مجہہ وحشی کی خاک افشانی صحرا مین تماشا کر

اوٹھاتے ہین سدا راسخ ستم اوس طفل بدخو کے
کیا ہی تختۂ مشق جفا سادہ انہین پا کر

دریا پر بیٹھہ مردانہ جا کر
ہر اک چیز سے دل کو اپنے اوٹھا کر

نہین تلخی مرگ لذت سے خالی
تو اس ذوق سے جان کو آشنا کر

جفا یار کی گر ہو مخصوص تیری
تو ہرگز نہ شاکی ہو شکر جفا کر

فلک تجہہ سے خواہان شاہی نہین ہم
ہمین کوچہ یار کا تو گدا کر

نہین شرط معشوقی ہر دم ستانا
یہ کیا ظلم ہے خوف روز جزا کر

پیئین لو ہو کب تک ترے آگے راسخ
عجب کیا اگر سو رہین کچہہ وہ کھا کر

دلمین ہم اوسکے گھر کرین کیونکر
نالے اپنے اثر کرین کیونکر

وے تو زلفون مین منہہ چہپا بیٹھے
اپنی شب ہم سحر کرین کیونکر

ہین نظر بند آہ غیرون سے
وے نگاہ اب ادہر کرین کیونکر

نقد جان جنس کچہہ اپنے پاس نہین
زندگی ہم بسر کرین کیونکر

بخشش اہل کی بہت بڑھی ہے راسخ
قصہ یہ مختصر کرین کیونکر

عزیز ہے تو عشق مین خوار ہو کر
ہین اکسیر خاک در یار ہو کر

گنہگار ہین ہرچند لیکن بڑے ہم
سزاوار رحمت گنہگار ہو کر

دے آنکہین نظر کاش ہمکو آئین
بہت کھینچے آزار بیمار ہو کر

سبب کیا ہے اسکا کہ محرم تمہارے
رہے بیخبر سے خبردار ہو کر

گرانبار ہی اچھی نہین دیکہو راسخ
رہو اس سرا مین سبکبار ہو کر

مارتی ہے چشمک آنکھ اوس شوخ کی بادام پر
بیٹھی جاتی ہے بنا سے صبر مشتاقونکی آہ
ہر شکن پر اوسکے گیسو کے ہے اک عالم جدا
پھیرے پر ناخن سے یان ٹڑاجیان کیا کیا ہوئین

ابروؤن کا ہر کنایہ تیغ خون آشام ہے
اتنوتک آکر کھڑے ہو اپنے سقف بام پر
جان دیتے ہین ہزارون مرغ دل اس دام پر
کی نظر لیکن نہ تمنے اس ہمارے کام پر

روح کے قابض نے راسخ کو مبارکبادی
خاتمہ جسدم ہوا اونکا تمہارے نام پر

کوئی حیران ہے یہان کوئی دلگیر
اگر ہے رحمت ایزد کا خواہان
نہونا عجب آزادی کا پابند
چلے دل کا یہین اپنے قدردان ہو
دے تقدیر کو کام اپنے سب سونپ
رہی صید حرم کو آرزو یہ
نگاہ عجز کچھہ کارگر تھی
عزیز عشق یوسف طلعتون کا

کہے تو ہے یہ عالم بزم تصویر
نہ کر تقصیر کرنے مین تو تقصیر
نہین محکم تر اس سے کوئی زنجیر
یہ چٹکی خاک ہے اک طرفہ اکسیر
یہی سوجھی ہمین آخر کو تدبیر
نہ بیٹھا اوسکے پہلو مین ترا تیر
سواب جاتی رہی اوسکی بھی تاثیر
جوان ہے اب تلک گو ہم ہوے پیر

کرون کیونکر نہ مین راسخ مباہات
کہ ہین اوستاد میرے حضرت میر

دشمن تو تری تیری ہی غفلت ہے خبردار
چاہ اوسکے تئین یون کہ خبردار نہو وہ
مت بول درشتی سے کہ کیا جانئے کیا ہو
اس پھول کو یون رکھیو کہ مرجھا نہ اے دل

اے دوست یہ آفت بڑی آفت ہے خبردار
یہ راز ہوا افشا تو قیامت ہے خبردار
نازک بہت اپنی بھی طبیعت ہے خبردار
تجھہ پاس یہ داغ اوسکی امانت ہے خبردار

راسخ دم سربازی کہین پاؤن نہ چل جائے

یہ رہ رہِ تسلیم محبت ہے خبردار +

جائے بہرِ سیر گروہ رشک گلشن آب پر
بلبلوں کے جوش سے ہو طرفہ جوبن آب پر

دیکھا ہی کرتے تھے ہم چشم تر وہ پیش ازین
جائے باش اونکی نظر کی تھی معین آب پر

کچھ نہین اندیشۂ سیلِ حوادث انکے تئین
ہے حباب آسا سبکبار اونکا مسکن آب پر

دیدۂ پر آب سے وہ رو نہین ہوتا ہے محو
نقش بیٹھا حسن کا ہا وجہہ احسن آب پر

تو بھی ہو صاحب تصرف گر علائق سے ہو پاک
موج آسا ہین وہان ہر چیدہ دامن آب پر

سطح آب اک تختۂ آئینہ کا حیرانی سے ہو
تم اگر اس حسن سے ہو عکس افگن آب پر

ہے خیال اوس رو کا قلبِ آب گشتہ مین مرے
مجھ جگر بریان نے کی ہے شمع روشن آب پر

چشم تر راسخ کی ہوئی رنگین اداؤں کا مقام
صد نگارستان چین گویا گئے بن آب پر

تا خوابِ مرگ ذکر تھا اونکا زبان پر
نیند آگئی ہمین تو اسی داستان پر

نازان ہون اپنے قلبِ شکستہ کی شان پر
ہے عرش کو حسد اسی ٹوٹے مکان پر

کیا مصرفِ ملک ہے قدم گہ کی اوسکے خاک
نزدیک ہے کہ پہونچے زمین آسمان پر

حاصل تو اسکا لالہ ستان کی روش ہے داغ
مت کھول اپنی چشم تو اس گلستان پر

بازاریانِ عشق کی ہے طرفہ رسمِ راہ
وابستہ آہ سود ہے ان کا زیان پر

اپنا بھی ماجرائے دل اک مرثیہ سا ہے
بے اختیار روتے ہین لوگ اس بیان پر

یکبارہ دل ہوا کہ دو عالم سے اوٹھ گیا
بیٹھے ہم آن کر جو ترے آستان پر

شاید کبھو خیال مین جانان کے گذرین ہم
وابستہ زیست اپنی ہے اب اس گمان پر

جی مین ہنوز پھرتے ہین یارانِ رفتہ
چشم دل اپنی باز ہے اس کاروان پر

کیا ناقصان کار محبت کا تجربہ
آئی نہ طبع یار مرے امتحان پر

راسخ یہ کیا ہے عشق کو بدنام مت کرو
عاشق ہو اور مرتے ہو نام و نشان پر

ردیف زائے معجمہ

خط آچکا پہ وے ہین اوسی حسن پر ہنوز
روئے مخطط اونکا ہے مفت نظر ہنوز

سر دم کمان ہے گوشۂ ابرو ہی ناز خواہ
چشمک ہے اونکی چشم کی با دام پر ہنوز

برچھی کی اوس پلک کی لسے زور لاگی ہے
اس مین گتھا ہوا ہے ہمارا جگر ہنوز

دیکھ اوسکی خوبی جائے ہے سنبل کا بل نکل
ہے کاکل سیہ پہ سمان کس قدر ہنوز

غنچہ پہ اوس دہن کا کنایہ ہے اب تلک
ہے رو کش رگ گل تر وہ کمر ہنوز

عجز و نیاز پر مرے عرصہ ہوا ہے تنگ
ہے ناز اونکا بیشتر از بیشتر ہنوز

تیوری چڑھا کے بیٹھتے ہین پاس آ کبھو
انداز اس نشست کا ہے فتنہ گر ہنوز

پان و مسی ہین مصرف دندان و لب وہی
ہے میل سرمہ سامنے آنکھون پھر ہنوز

آئینہ پیش چشم ہی رہتا ہے دمبدم
تزئین رو و مو کی ہے شام و سحر ہنوز

ہاتھونکی مہندی ویسا ہی کرتی ہے دلکو خون
صندل جبین کا ہے سبب درد سر ہنوز

غمزے کی دلبری مین ہین چالاکیان وہی
لوٹے ہے جنس حسن کو وہ مفت بر ہنوز

گذرے ہی پار سینہ کے وہ شرمگین نگاہ
یہ تیر نیمکش ہے وہی کارگر ہنوز

پائے نگارین آنکھونکی جلنے کی ہین دوا
باقی ہے اونکی نازکی مین یہ اثر ہنوز

خط کی نمود گو رخ زیبا پر اونکے ہے
محبوب چشم شوق ہین ویسے ہی پر ہنوز

راسخ کچھ اور بھی پڑھو اشعار آبدار
خاطر سخن شناسون کی ہے تشنہ تر ہنوز

ہے سنگ تیرہ رو کش لعل و گہر ہنوز
کیا جنس ناروا ہے متاع ہنر ہنوز

ویسا ہی جوش پر ہے مرا دیدۂ پر آب
ہے یہ حباب مایۂ دہ ابر تر ہنوز

ہے دال مسخیت پہ بدی اپنے فعل کی
ہم کسطرح ہین داخل نوع بشر ہنوز

ناخن سے منہ پہ جدول خون ہمنے کی رو
تمکو نہین ہمارے ہنر پر نظر ہنوز

کا ہے نظر چڑھی نہ ترے منہ کے سامنے
اوترے ہوئے ہین جی سے یہ شمس و قمر ہنوز

مدت ہوئی کہ پشت بہ کونین ہم تو ہین
لیکن نہین ہی روئے دل یار ادھر ہنوز

اکثر عوام بھی ہوئے خاص حریم قرب
ہین ایک ہم ہی حلقۂ بیرون در ہنوز

ہی یان قریب تار نگہ کی شکستگی
وان ہی وہی نقاب رخ خوب پر ہنوز

قسمت ہوئے جہیم وجنان حشر ہو چکے
اوس رہ کے رفتگان کو نہین یہ خبر ہنوز

یان فکر زاد راہ بھی راسخ رہی کہ آہ
باقی ہی جی سے جانے کا تمکو سفر ہنوز

تھے اس آئینہ عالم کے نہ آثار ہنوز
تب سے ہون حیرتی حسن رخ یار ہنوز

ضبط گریہ تو ہی پر دل پہ جو اک چوٹ سی ہے
قطرے آنسو کے ٹپک پڑتے ہین دو چار ہنوز

ہی وہی رفتگی و بیخودی اپنی تم بن
آپ سے جاتے ہین ایکان مین سو بار ہنوز

آزماوے وہ ہمین رتبہ کہان یہ اپنا
امتحان کے نہین ہم آہ سزاوار ہنوز

ہمہ حیرت ہون کہ ہو سینۂ موراونکا ہین
ہون نہان قلب سلیمان مین جو اسرار ہنوز

شیخ اس بت شکنی پر نہو اتنا مغرور
تو نے توڑا نہین اپنا بت پندار ہنوز

ایک رقعہ بھی وہ نو خط نہین لکھتا اور آہ
یان سے جاتے ہین چلے سیکڑون طومار ہنوز

اب تو وے ڈھب ہین کہ جاتی رہین جی ہو وہی تم
کہ نہ تجھے دلبری کے ڈھب سے خبردار ہنوز

کیا قیامت ہی کہ کئے کئے ہوئے حشر موعود
نہوا ایک وفا وعدۂ دیدار ہنوز

اب تلک جاذب ناوک ہی تر ازخم سے زخم
ہکی ذوق ہی یعنی دل افگار ہنوز

آب و رنگ چمن عشق ہون پیری مین بھی
قطعہ
ہی مجھے گریۂ پیہم سے سر و کار ہنوز

لخت دل سے مژہ پھولونکی چھڑیے ہے اب تک
موتیون کی ہی لڑی آنسوونکا تار ہنوز

شور عشق اوس بت کافر کا سر مین ہے وہی
قطعہ
آہ تسبیحین بنا کرتی ہین زنار ہنوز

خرقے شیخون کے قبا ہوتے ہین اسکے ہاتھون
خانقہ والے ہین رسوا سر بازار ہنوز

ہجر مین راسخ ابھی جیتے ہو مرنے کی ہی جا
کیا گوارا ہی تمہین دوری دلدار ہنوز

کوچ ہی نزدیک ہم پابند غفلت ہین ہنوز
اس سرا مین آرزومند اقامت ہین ہنوز

پیری آئی پر جنون کا ہی وہی عہد شباب
ویسی ہی ہم موردِ سنگِ ملامت ہین ہنوز

ابتدائے عاشقی سے عاشق اوس بیرحم کے
مبتلائے ابتلا و رنج و کلفت ہین ہنوز

انکی سوزش مین کمی آئی نہ زیر خاک بھی
داغ دل محسود خورشید قیامت ہین ہنوز

محو ہین عشق مجازی ہی کے راسخ اب تلک
ہمنے سیر اونکو کیا دے بحقیقت ہین ہنوز

تو وہ ہی کہ تیرا چہرہ پرداز
کرتا ہے اپنی صنع پر ناز

مست کر خم بادہ کا دہن بند
ساقی در توبہ ہے ابھی باز

خاموش ہی اب مریض تیرا
سنتے نہین آج اوسکی آواز

حیران ہین زیادہ عام سے خاص
وے بھی نہین اوسکے محرم راز

ہون طائر باغ قدس راسخ
تا عرش ہی میری ایک پرواز

ردیف سین مہملہ

بولا جو متصل گئے ہم اپنے یار پاس
آتا ہی کس لئے تو مرے بار بار پاس

آرام سے وہی ہین دل آسودہ جو کہ ہین
رکھتے ہین ہائے ہم تو دل بیقرار پاس

جی سے غبار راہ اوٹھا دو کہانتک رہوگے دور
آبیٹھو ایک آن تو مجھ خاکسار پاس

نزدیک اپنے ہمکو بٹھاؤ وگرنہ ہم
بیٹھین گے جاکے اور کسو طرحدار پاس

ہرجائی ہی وہ راسخ اوٹھا دو دل اوس سے تم
گو رشک گل ہی بیٹھی ہی جاکر ہزار پاس

تم تو آئے نہ راہ پر افسوس
آہ نکلے کبھو ادھر افسوس

قدر اشکونکی میرے آہ نہ کی
مل گئے خاک مین گہر افسوس

تھا جگر داغ داغ پر نہ ہوئے
دے نمک پاش آن کر افسوس

آوے ہم پاس کب وہ غنچہ دہن
نہین اپنی گرہ مین زر افسوس

باب ذلت ہون عشق مین اونکے
یعنی پھرتا ہون دربدر افسوس

ہم تک آیا کبھو نہ وہ بے مہر
شب فرقت نہ ہوئی سحر افسوس

گم ہوئے راہ یار مین راسخ
آئی اونکی نہ کچھ خبر افسوس

لامکان تک آہ رکھتی ہے رسائی کی ہوس
پہنچے ہے کیا دور اس تیر ہوائی کی ہوس

چاؤ ہین چاہت کی کیا کیا ہائے گو جانون ہو نہین
دشمن جانی ہے میری آشنائی کی ہوس

در پر اپنے دیکھ میرا بسترا کہنے لگے
اس گدا کو ہے ابھی بخت آزمائی کی ہوس

دمبدم تسخیر ملک دل کے ہین یان بند و بست
وائے ہم پر گر کرین کشور کشائی کی ہوس

جرم فرضی پر لڑا کرتے تھے وے کس لطف سے
ہائے رے وے لطف پھر ہے اوس لڑائی کی ہوس

بوریا پوشی نے تہ کر رکھین دے سب جامہ شین
ورنہ کیا کیا تھی ہمین بھی میرزائی کی ہوس

تمکو یہ شوق نمایش عیب معشوقی نہین
لازمہ ہے حسن کی ہے خودنمائی کی ہوس

اس چمن مین ہون معطل بلبل تصویر سا
ہے پرافشانی کی دُھن نے خوشنوائی کی ہوس

منزلت پائی نہ قرب آستان یار کی
کتنے زیر خاک لیگئے جبہہ سائی کی ہوس

دردمندان محبت مین مداوا سے نفور
کب رکھین اس چوٹ والے مومیائی کی ہوس

راسخ اے بے شرم اے بیدرد اے ننگ وفا
ہے تجھے دل کی اسیری سے رہائی کی ہوس

کب ہے مجھ درویش کو شہر نشین شہرت کی ہوس
ہے کسو وادی کے گوشہ مین اقامت کی ہوس

دوستو یان مجلس آرائی کا ہے کسکو دماغ
صحبت اپنی ہے تمام اب کیا ہو صحبت کی ہوس

اپنے جی کی لاگ جنت آفرین کے ساتھ ہے
تجھکو اے زاہد مبارک باغ جنت کی ہوس

اے شکوہ فقر تیرا بندہ احسان ہوں — محو کردے دل سے میرے جاہ و حشمت کی ہوس

چاہو ان شیرین لبوں کو تا مزا معلوم ہو
رکھتے ہو راسخ بہت تم دل میں چاہنے کی ہوس

ردیف شین منقوطہ

اوس گل کی یاد میں ہے جو عیار کی روش — میں نالہ کش ہوں بلبل گلزار کی روش
اسکا تصور آپ سے لے جائیگا مجھے — پھرتی ہے جی میں یار کے رفتار کی روش
دیکھے ہے یوں کہ کام ہی ہو جائے ہے تمام — بہتوں کو مار رکھتی ہے یہ پیار کی روش
سیدھوں سے انحراف ہے اس کج روش کو آہ — بھائی نہ ہمکو چرخ جفا کار کی روش

جانے میں اوسکے جان کے جانے کے طور میں
راسخ بیان میں آوے کہاں یار کی روش

کیا یار ہے اب مجھ جگر افگار سے ناخوش — اے واے طبیب اب تو ہے بیمار سے ناخوش
تم بن مجھے غنچہ خوش آتا نہیں اپنا — کلفت کے سبب ہوں در و دیوار سے ناخوش
تصویر کے غنچہ کی روش بند ہے دل آہ — کیونکر نہ ہوں سیر گل و گلزار سے ناخوش
اوس چہرۂ زیبا کے تماشے سے ہے حیرت — کیوں ہوتے ہو وارفتۂ رفتار سے ناخوش

راسخ ہیں عجب عاشق معشوق طبیعت
تعظیم اگر بھولے تو ہوں یار سے ناخوش

بیمار عشق ہوں میں کب ہے شفا کی خواہش — افزوں ہو درد جس سے ہے اوس دوا کی خواہش
ہے عزم ترک ہستی وجہہ دوام ہستی — جیتے ہی جی فنا ہو گر ہو بقا کی خواہش
یاں شوق جستجو ہی کامل نہیں وگرنہ — سد رہ طلب ہے کب رہنما کی خواہش
شان کریمی اونکی ہے برسر عنایت — کیا رتبہ ورنہ میرا کیا مجھ گدا کی خواہش
کیوں کی بصیرتوں کو رغبت ہے سوے برہان — اندھوں کے جی میں ہے جیسے عصا کی خواہش

قطعہ

بوسہ تو ایک جانب دشنام کا بھی صرفہ
تس پر فقیر سے ہے تمکو دعا کی خواہش

ہے حسرتی اوسیکا اپنا تو دل رکھین ہم
جز دولت قناعت کس مدعا کی خواہش

ساعی ہے کیمیا گر تا خاک سے بنے زر
زر خاک ہے ہمین ہے اُس کیمیا کی خواہش

ہے ہاتھ کی تمنا دامن تک اونکے پہونچے
وہ کوچہ ہو لے قسمت ہیگی یہ پا کی خواہش

بیحس ہین لیک دونون جون دست و پائے تصویر
کیا شکل پکڑے مجھسے بے دست و پا کی خواہش

ہم شاہِ اولیا کے راسخ گدا لے در ہین
ہے ننگِ ہمت اپنا ظلِ ہما کی خواہش

مجھکو تو بھائی بہت باغ جنان کی روش
سیر کیا خوب اسے آب روان کی روش

ہے گل رعنا سے پر یہ چمن بے ثبات
دیکھی نہ اک رنگ پر ہمنے یہان کی روش

داغ کے پہلو مین داغ بیٹھے ہین کس رنگ سے
سینہ ہمارا ہوا لالہ ستان کی روش

رفتگی سے آگئی سنتے ہی راسخ کے تئین
چلنے کی اسکے جو بین مین [illegible] ان کی روش

ردیف صاد

تمھین ہے میر دل صاف سے کہاں اخلاص
رکھین ہین آئینہ سے گرچہ دلبران اخلاص

یہ عہد وہ ہے کہ پوچھے ہے آہ ایک سے ایک
کہین ہین پیار کسے کیا ہے مہربان اخلاص

نہین ہین مہر و محبت کے مشتری ورنہ
ہے اپنے پاس متاع جہان جہان اخلاص

گئے ہین بہتون کے کام آخر ان نے اول ربط
ستم غضب ہے تمھارا وہ جان ستان اخلاص

تصرفات ہین [illegible] عشق کے یہ سب
رکھے ہے اب جو طپش سے دل طپان اخلاص

[illegible] عشق سے پاک ہے صاحب
تم امتحان کرو خالص بہت ہے یہان اخلاص

[illegible] کاوش یار بے پروا
ہے اپنے پاس یہی ایک ارمغان اخلاص

[illegible] کا وہ نسبت نفس
رکھے ہے ماہ سے بالطبع جون کتان اخلاص

نہین ہی مہر اسسے راستی شعارون سے
اب اونکی یاد ہی جان عزیز کے درپئے

رکھے ہیں کچھ روشنون ہی سے آسمان خلاص
نہ رکھتے کاش مرے ساتھ [illegible] اخلاص

اگرچہ وحشی ہی راسخ یہ دوستی کی ہی کون
ہمین تو اب اوسی وحشی سے ہی بجان اخلاص

دیدہ و دل ہین ہی انکے جائے حرص
داغ محرومی سوایان کیا اوگے
ہاتھ دامان قناعت آچکا
باب ذلت اسکے باعث ہم توہین

اہل عالم کتنے ہین شیدائے حرص
طرفہ شورستان ہی صحرائے حرص
درمیان ہی جب تلک یہ پائے حرص
دربدر پھروائی ہی لے وائے حرص

کب تلک سرگشتہ پھرئے راسخ آہ
کاش جاوے سر سے یہ سودائے حرص

ردیف ضاد

مینے کہا کہ سنئے تک اس خستہ جان کی عرض
آخر اونھون نے مان لی مجھ کم سخن کی بات
مجھ نالہ کش کی بات پہ تم دھیان کیا رکھو
ہم ناکسون کو رہی کہان یہ کچھ نہین

بولے کہ عرض کہتے ہین کسکو کہانکی عرض
بارے قبول ہوگئی اس بے زبانکی عرض
کب گل سنے ہی بلبل آتش بیانکی عرض
رد کردہ قبول ہی وان این و آن کی عرض

اوس حرف ناشنو سے نہ دیوین سخن کو طول
راسخ سنے ہی کب نہ جگر خستگان کی عرض

عاشق کو تیرے مسکن و ماوا سے کیا غرض
دیوانہ تیرے جلوۂ حیرت فزا کا ہون
مقصود ذکر یار ہی اس پردیمین مجھے
دنیا ہی جسکا نام سو باطن ہی شیخ کا

خلد و بہشت و کوثر و طوبی سے کیا غرض
مجھکو پری کے جلوۂ زیبا سے کیا غرض
ورنہ حدیث لیلی و عذرا سے کیا غرض
ظاہر ہین گو کہین ہین کہ دنیا سے کیا غرض

کرتے نہین دورنگی کو راسخ پسند ہم

اس باغ کے ہمین گل رعنا سے کیا غرض

ردیف طا

گر ہو تمہین رقیب سراپا دغا سے ربط
ہمکو بھی ہو اب اور ہی کسی دلربا سے ربط

اے شیخ عجب بت شکنی سر مین ہی تیرے
اس بت کو توڑ تب تجھے ہوگا خدا سے ربط

ہو غنچہ چمن مین دہر کی تصویر کا نہال
کس رنگ ہائے مجھکو ہو نشو و نما سے ربط

مانوس آہ ہو دلِ پر داغ دیکھیے
بیطرح اس چراغ کو ہو اب ہوا سے ربط

بے نسبت آشنا نہ یہ ہوئین کسو کے ساتھ
آئینہ بن کہ ہو تجھے اہل صفا سے ربط

شاید ہو پیش یار یہی وجہہ آبرو
پیدا کیا ہے آنکھون نے اپنی بکا سے ربط

اغلب ہے ابتدا ہی مین کام اپنا ہو تمام
دل کو ہے یار کے غم بے انتہا سے ربط

اللہ رے شان فقر کہ پیدا نہ کر سکے
دارا و جم تمہاری گلی کے گدا سے ربط

بے رنج ہاتھ گنج کب آوے ہے اسلیے
رکھتے ہین لاگو آگے تمہاری بلا سے ربط

قطعہ
رکھتے ہو میرزائی پہ اپنی بہت غرور
کیونکر تمہین ہو عاشق عجز آشنا سے ربط

معشوقی عاشقی سے بدل ہو کہین شتاب
تمکو بھی کاش ہووے کسو میرزا سے ربط

راسخ جفائے یار کا شاکی ہے گاہ گاہ
ننگ وفا ہے وہ تو اوسے کیا وفا سے ربط

المکش کو ہی الفت کیش سے ربط
کہ ہے دلریش کو دلریش سے ربط

نہین آسودگان جنت سے مانوس
نہو نوش آشنا کو نیش سے ربط

آگاہ سے جو بے خبر ہے
اوسے کیا عاقبت اندیش سے ربط

ہے آشنا اوسکے اونہون کو
نہ بیگانون سے ہے نہ خویش سے ربط

شہون کا ربط کام آیا نہ راسخ
کرو پیدا کسو درویش سے ربط

ردیف ظا

غیر ہین وصل یار سے محظوظ — ہم فقط انتظار سے محظوظ

پلکین اوس گل کی جی مین پھرتی ہین — دل ہے اس خار خار سے محظوظ

بوالہوس ہین نہین ہین وے عاشق — ہین جو بوس و کنار سے محظوظ

جنکے دل رک رہے ہین وے ہین کب — سیر باغ و بہار سے محظوظ

نالہ دل کے رفتہ ہین راسخ
نہین صوت ہزار سے محظوظ

ردیف عین

سارے اوباش رہتے ہین وان جمع — کیا ہوا اپنا دل پریشان جمع

ہر شیاطین ہی سے ہے اب تو جہان — جہان دیکھو ہین کتنے شیطان جمع

اس سرا مین تو تفرقہ ہی رہا — خاطر اپنی کبھو نہوئی یان جمع

ہم کہین سے تھے طبیب اپنا کہین — نہوے حیف درد درمان جمع

مرجع شاعران ہین راسخ تو
رہتے ہین انکے یان سخندان جمع

ردیف غین

کثرت سے داغ کی نہین ہرچند جاے داغ — اسپر ہنوز دل کو ہے اپنے ہوائے داغ

سینہ تمام لالہ ستان ہو رہا ہے ہائے — اس آسمان نے ہمین کیا کیا دکھائے داغ

ہاتھو مین بوالہوس نے اگر کھائے گل تو کیا — ہمکو سراہیے کہ جگر پر جلائے داغ

دل اپنا اب تلک وہی بھوکا ہے داغ کا — افراط غم سے گرچہ ہزارون ہی کھائے داغ

راسخ لباس سوختہ عشق ہے یہی
زیبا ہے میری قامت دل پر قبائے داغ

کہتا ہے کیون عبث عبث اے نامہ بر دروغ — وہ اور ہم تلک آوے نکہہ اسقدر دروغ

اکثر ہے یہ کہ جھوٹھے ہی ہوتے ہین کامیاب — جاتا ہے پیش راستی سے بیشتر دروغ

بیت: دروغ مصلحت آمیز خوب ہے
آنے کی اوس کے دو مجھے یار و خبر دروغ

کیا عہد ہے کہ سچے کو احمق کہے ہے خلق
دانا وہی ہے اب جو کہے سربسر دروغ

ہو رفتہ فن شعر کے راسخ تم ایسے کیون
حسن اسمین اور کیہہ تو نہین ہے مگر دروغ

ردیف فا

اب تو ہین ہائے وے کرم موقوف
خط و پیغام یک قلم موقوف

لطف کیا قہر کا بھی صرفہ ہے
یہ ستم ہے کہ ہے ستم موقوف

بیت: مقیم دل اپنے حزن و ملال
نہوئی بود و باشِ غم موقوف

غیر سے اختلاط ہے ہر آن
نہین وے لطفِ دم بدم موقوف

ہے یہی وجہہ آبرو راسخ
کیون کرین شغل گریہ ہم موقوف

طبع مائل ہے جنون وحشت افزا کیطرف
جی کھنچا جاتا ہے اپنا اب تو صحرا کیطرف

میری چشم تر سے سیرابی کا سائل ہوا ابر
تو عبث دامن کو پھیلاتا ہے دریا کیطرف

محو آرایش رہوگے کب تک آئینہ مین آہ
دیکھو مجھ مشتاق سرتاپا تمنا کی طرف

حاصل اس بزم جہان کا اور کیا ہے اس سوا
رہے دل اپنا رہا ساقی و صہبا کیطرف

آخر آخر ہائے کیا صورت ہوئی راسخ تری
ہم نہ کہتے تھے نہ دیکھ اوس روے زیبا کیطرف

گو وہ سو رنگ کی ہے جور و جفا سے واقف
دل پرخون بھی ہے یان کار وفا سے واقف

ہون گدا جانتے ہین پر مجھے نا شاہ و وزیر
کون ہے جو نہین اس تیرے گدا سے واقف

تیرے بیمار کو ہر چیز سے ہے اب پرہیز
کب ہے جز خون جگر اور غذا سے واقف

ہر سو چلایا ہے در وا نہ پر اوسکے یہ فقیر
کسطرح ہوئے نہ وہ میری صدا سے واقف

ردیف قاف

ہو گا عزرائیلِ مرگ آزارِ عشق | زندہ جاوید ہے بیمارِ عشق
مُہر ہے اپنے لبِ اظہار پر | ہم جو ہین کچھ محرمِ اسرارِ عشق
پیش رو اپنا کیا سب نے اوسے | قیس ہی تھا قافلہ سالارِ عشق
اک نگہہ پر ہارے جی بکتے ہین وان | کچھ عجب بازار ہے بازارِ عشق

اس طریقہ پر قدم راسخ نہ رکھ
طے نہو تجھ سے رہِ دشوارِ عشق

عشق کا ہو رہ کہ دل سب سے اوٹھا دیتا ہے عشق | عقل کے اولجھاو سے دم مین چھڑا دیتا ہے عشق
عاشق و معشوق فرضی آنے لگتے ہین نظر | عاقبت پردۂ تعین کے اوٹھا دیتا ہے عشق
کر دیا اسنے تو ابراہیم ادہم کو فقیر | آن مین گھر پادشاہونکے لٹا دیتا ہے عشق
آسمان پر ہے غرور و عجب سے جنکا دماغ | دفعتاً اونکا زمین سے سر لگا دیتا ہے عشق

راسخ انکی آنکھ پڑتی ہے دو عالم پر کہان
عاشقونکو اور ہی عالم دکھا دیتا ہے عشق

اپنی ہستی سے گذرے گر عاشق | پاوے اوس دلربا کا گھر عاشق
در پر تیرے جان دے ہی دل | داغ پر تیرے ہے جگر عاشق
سامنے سے جب اوسکے گذر وہو | جاے ہے آپ سے گذر عاشق
عشق چاہے تو ہو شریفِ حرم | دخترِ بت پرست پر عاشق

متصل روتے رہتے ہین راسخ
پھر کسو پر ہووے گر عاشق

ردیف کاف تازی

نسبت نہین کچھ معرفتِ یار سے اب تک | محرم نہوے اوسکے ہم اسرار سے اب تک
خط آیا دلے باتون کا اب تک ہو وہی ننگ | ذر ریز ہین وے لعلِ گہربار سے اب تک

مدت ہوئی آمیزش بیجا نہین جاتی — اوس گل کو یہ صحبت رہی ہر خار سے ابتک
وہ مختصر بور [illegible] کی عیادت نہین کرتے — پرہیز ہے اپنے تمہین بیمار سے ابتک

جھگڑے مین منادی ہی کے راسخ رہے جم تو
غفلت نہوئی یہ کسو ہشیار سے اب تک

او نہین آگہی کب ہے الفت سے اب تک — عداوت ہی اہل محبت سے اب تک
کہان تازگی رخ نہین جاتی لیکن — وہ معشوقی اونکی طبیعت سے ابتک
گیا حسن تس پر بھی ہین ایک آفت — مجھے عشق ہے اونکی صورت سے ابتک
نہین تاب دست تخیل بھی اونکو — کہ ہوتے ہین میلے لطافت سے ابتک
پریشان کرے ہے او نہین بوے گل بھی — یہ ہے بے دماغی نزاکت سے اب تک
نظر نیچی محجوبیون سے وہی سے ہے — نہین دیکھتے مجھ کو مدت سے اب تک
رہے رفتۂ دلبران مجازی — نہ آگہہ ہوے ہم حقیقت سے اب تک

فصیحی بھی تھا پر تم افصح ہو راسخ
کہے کس نے شعر اس فصاحت سے ابتک

کوہکن نے کوہ مین نہ قیس تھا بن مین شریک — ہو سکا کوئی نہ میرا عشق کے فن مین شریک
کر دیا پتھر کو موم آہن کو آب اک آن مین — ہے اثر نالو نکا میرے سنگ و آہن مین شریک
روشنی پکڑے چراغ خانۂ معشوق کب — خون عاشق جبتلک ہووے نہ روغن مین شریک
کفر و دین کو ایک ہی سمجھو حقیقت مین کہ کر — رشتۂ تسبیح زنار برہمن مین شریک

دوست ہی تنہا نہ ماتم دار راسخ کے ہوئے
ہو گئے دشمن بھی آکر اوسکے شیون مین شریک

ردیف کاف فارسی

اس آہ آتشین کی کہان لائے تاب سنگ — یہ وہ ہوائے گرم ہے ہو جس سے آب سنگ

روشن ہوا دلون کا رنگ تصرف ہوید ہی | خورشید کی نظر سے ہوا لعل یان سنگ
تم بن خیال بستر و بالین نہین ہمین | ہی خاک راہ بستر و بالین خواب سنگ
خسرو جو سنگ سینہ تھا وہ تو نہ ٹل سکا | گو کوہکن نے ٹال دئے بیحساب سنگ
وان وے ہین محو آئینہ یان جنکے ہجر مین | ہم سر سے مارتے ہین بصد اضطراب سنگ
کیا عام ہی تجلی معشوق خود نما | موسی ہی اک نہین ہوئے ہین بہریاب سنگ

راسخ وہ سعی کر کہ یہ دل آئینہ سے بنے
کب تک بغل مین رکھے گا خانہ خراب سنگ

یون جگر نے لی دل پر داغ پر اڈر سے آگ | لاوے جون ہمسایہ ہمسائے کے جا کر گھر سے آگ
وہ سراپا سوختہ ہون عشق کی آتش کا مین | کرتی ہی دریوزہ گرمی جسکی خاکستر سے آگ
آہ سوزان نے مری کھینچا ہی سر تا آسمان | کیا عجب ہی گر زمین پر آسمان برسے آگ
گو نیا طاوس آتشبازی اس گلشن مین ہون | پر فشان ہون تو گرے گل پیر بال و پر سے آگ
کیون نہو قسمت اپنا مزرع آتش نصیب | جاے اب اس کشت پر برسے ہی ابر تر سے آگ
جسم سوزان کی تپ دوری سے حالت کیا کہون | ہی قریب اب یہ بھڑک اوٹھے مرے بستر سے آگ

ردیف لام

سنا یا اوسکو گر حال دل پر درد کیا حاصل | دکھایا گو یہ اشک سرخ و رنگ زرد کیا حاصل
وہ آئینہ مین محو اپنا نظر کیا ہوا دھر اوسکی | گئے گر پاس اوسکے مل کے منہ پر گرد کیا حاصل
نگاہ گرم سے کیا لطف گر دیکھا ادھر اوسنے | حضور اوسکے جو کھینچی ہمنے آہ سرد کیا حاصل
کہے ہی کوئی دنیا کہ ہون مین مرد کی طالب | اگر طالب ہوا میر اگر کوئی نامرد کیا حاصل

کہان تک شوق شعر و شاعری پیری مین سے راسخ
کہی تم نے غزل یا مثنوی یا فرد کیا حاصل

بر آوے کب ترے اب عہد و جفا سے دل | کہ آہ خون ہوا پابندی وفا سے دل

مجھے تو زندگی بھی تھی ہین اسکو کیا جانون / تمھین کچھ کہ لیا تم نے کس ادا سے دل
کلید ہے در دوزخ کی شیخ یہ طاعت / تو آشنا نہ کر اس طاعت ریا سے دل
نہ بیٹھا پاس کبھو آ وہ آشنا یا نہ / اوٹھایا جسکے لئے خویش و آشنا سے دل

مسافرانہ رہے ہم جہان مین راسخ
لگایا ہم نے تو قصد انہ اس سرا سے دل

گل وہ دیکھین جنہون کا داغ ہے دل / اپنا تو غنچہ ہو رہا ہے دل
ایک گوشہ ہے عرش اس گھر کا / دیکھ مت کھ کہ عرش بنا ہے دل
پھول اور ون کو دے ہے داغ ہمین / ہم نے ایسے کی تئین دیا ہے دل
سوز دل غیر کا سنے ہے وہ / آہ یان آگ ہو رہا ہے دل

آنکھ لگتی نہین تری راسخ +
پھر کہین اندلون لگا ہے دل +

سب حکم عندلیب کہ ہے مبتلائے گل / کاغذ کا گل بھی ہم تو نہ دیکھین جیہ جائے گل
اے باغبان یہ جنس گران قدر ہے بہت / جز جان عندلیب نہ کیجیو بہائے گل
حامل نہ عشق ہو تو دل نازک ہزار / ممکن نہین اوٹھا سکے بار جفائے گل
آوارہ چمن ہین ہنوز اد سکے مشت پر / بلبل کا جی گیا نہ گئی پر ہوائے گل

گل یادگار ہے ترے چہرہ کا اس لئے
راسخ ہزار جی سے رہے ہے فدائے گل

کسو وادی مین جاؤنگا جی سے صبا مین علاقہ پوشش تن سے نکل
مجھے دشت غریبی کی سیر و فضا ہی کہتی ہے اب کہ وطن سے نکل
ترا یار کی یاد مین نکلے جو جی تو خرابی تن کا الم نہین کچھ
غم بے کفنی تجھے کس لئے ہے کہین قید تلاش کفن سے نکل

نہو طولِ امل تو نہو یہ تعب یہی رنج و محن کا ہی یعنی سبب
اولجھ اس [illegible] پیچ مین یان تلک اب تو شکنجۂ رنج و محن سے نکل

مری طبع گرفتہ نے اسکے سوا کوئی قطعۂ زمین کا تو خوش نکیا
اسے جا ہے شگفتگی اسکے تئین کہان جائے زمین سخن سے نکل

خبر آنیکی اونکے ہی آج کے دن نہ شتابی کر اتنی تو جان حزین
تجھے عزم ہوا اب جو نکلنے ہی کا تو ٹک اک ابھی رہکے بدن سے نکل

لب یار کی سرخی کے آگے کبھو اسے سبز تو ہوتے نہ ہمنے سنا
جلا بسکہ جو آتش رشک سے وہ گئی آب عقیق یمن سے نکل

تجھے راہ جنون سے ہی راسخ اگر تو نہ رہ تو مقید سیر چمن
رہ چاک سے جیب دریدہ کی اب سوئے دشت جوار چمن سے نکل

ردیف میم

آہ کیا مستِ مےِ غفلت سرشار ہین ہم
ورنہ وہ دور نہین جسکے طلبگار ہین ہم

جان کیا مال ہی تسپر ہی ہمین اونکی چاہ
گو ہین بے مایہ پہ یوسف کے خریدار ہین ہم

آپ سے لیگیا انداز خرام اوس کا دل
واہ کیا چال ہی وارفتۂ رفتار ہین ہم

کاش ہمکو خبرِ بے خبری بھی نہ رہے
نقص یہ ہی کہ ابھی اپنے خبردار ہین ہم

عشق ہی حسن طلب حسن ہی مشتاق نظر
ہمکو درکار ہو اب تم تمہین درکار ہین ہم

ہمہ عصیان ہین پر اندیشہ نہین کچھ زاہد
کہ کرم پیشہ ہی وہ جسکے گنہگار ہین ہم

وہم کی سی ہی نمود اپنی جہان مین راسخ
فی الحقیقت نہین کچھ گرچہ نمودار ہین ہم

اونکا ردے دل کبھی یار بادھر دیکھینگے ہم
اپنی آہ و نالہ دل مین اثر دیکھین گے ہم

آرزو تو ہی نقاب اوٹھ جای وان منہ سی ولے
کیونکر اوس خورشید رو پر نظر دیکھینگے ہم

گجروش ہو کسقدر تم پر رونق اچھی نہین
وہ بھی دن ہو گا کہ تمکو راہ پر دیکھینگے ہم

قابل دیدن نہین وضع جہان بے بقا
دیکھین ہم نادیدنی کو کسقدر دیکھینگے ہم

چاہین گے راسخ کسو کو کم ہوتا [illegible] غرور
ہے یہی تدبیر باقی یہ بھی کر دیکھین گے ہم

آ دیکھی میرے حال سے کیون بیخبر ہو تم
بندے مین کچھ رہا نہین صاحب کدھر ہو تم

تمکو نہین ہے خاک بھرے چہرہ پہ نظر
مغرور حسن آئینون مین کسقدر ہو تم

صندل بھری جبین سے تمہاری مجھے ہے عشق
معشوق ہو ولے سبب درد سر ہو تم

تسکین کہان کہ آنکھین ہین دیدار کی حریص
ہرچند میرے دل کے تو پیش نظر ہو تم

راسخ ارادہ رکھتے ہو دوستی کے عشق کا
پتھر سے دل لگاتے ہو کیا بے جگر ہو تم

حسن خدا دادہی صاحب سراپا ہوئے تم
بندے کی حسب خواہش نام خدا ہوئے تم

نامہ مرا پڑھا تب چہرے پہ جب خط آیا
بارے نکال کر خط حرف آشنا ہوئے تم

بیگانگی کا شکوہ نافہمی سے ہے اپنی
کب آشنا تھے جواب ناآشنا ہوئے تم

ہم خاک مین ملون کا دیکھا نہ روئے پرگرد
کس درجہ اپنے رو کے محو صفا ہوئے تم

حسن اور عشق کا ہے یہ لازمہ عجب کیا
رسوا ہوئے اگر ہم گر خودنما ہوئے تم

خوف اجل سبب مجھے تھا سو ہجر نے تمہارے
بن موت مار رکھا یعنی جدا ہوئے تم

شائستہ جفا ہو اس مرتبہ جو راسخ
ہے جرم یہ کہ صاحب اہل وفا ہوئے تم

دل بیحضور ہے کہین جلوہ دکھاؤ تم
تاریک ہے گھر اسمین چراغ اب جلاؤ تم

مین تک رہا جو انکی طرف شب تو بولے ہن
بارے کہو تو رکھتے ہو کیا جی مین چاؤ تم

پہنچو بہت شتاب کہ یان لگ رہا ہے کوچ
دیر آئے تو یقین ہے کہ ہمکو نہ پاؤ تم

مجنون گر یہی ہے تو پاجائے گا کوئی
عمداً نہ مجھ سے ہر گھڑی آنکھین چراؤ تم

کیون غافلانہ بیٹھے ہو یان رنگ کیا ہے
جلد اس نگارخانہ سے دلکو اٹھاؤ تم

آخر یہ عاشقی ہی ہنسی کھیل تو نہین
بسیار کرتے ہو جو چھوئین لب
کیا ہی یہ نقد جان جو بہا ہو وصال کا

دلخواہ اپنے ہمکو رولاؤ کڑھاؤ تم
رکھتے ہو تھوڑی بات کا برسون جاؤ تم
اعلٰے بہت ہی جنس ابھی قیمت بڑھاؤ تم

مصرف اسیکی ہی یہ تمھاری ردائے فقر
راسخ اسے شراب کی صافی بناؤ تم

در دکا اب تو مزا خوب اوڑاتے ہین ہم
کسقدر بیخودی آور ہی تمھارا آنا
عوض اسکے کہ کرین بہر دعا ہاتھ بلند
یہ کہان دیکھ تمہین رہ گیا ہون صاحب
ہمرہان چھوڑ کے تنہا ہمین جاتی ہی یون
صفت اوس چشم کی اک پرچے پہ پائی تھی لکھی
نت نیا نام بجا سب نے ہمارا رکھا
اول ربط کا وہ پیار وہ اخلاص اونکو

پنبۂ داغ کو نشتر سے چھوڑاتے ہین ہم
جون ہی یان آتے ہو تم آپ سے جاتے ہین ہم
سر ندامت سے گناہونکی جھکاتے ہین ہم
بولے دیکھو تو سہی کیسا رجھاتے ہین ہم
کہ نشانِ قدم اونکا نہین پاتے ہین ہم
ہر دم اوس پرچے کو آنکھونسے لگاتے ہین ہم
بن نہین آتی ہی کچھہ باتین بناتے ہین ہم
کبھو خوش پاتے ہین تو یاد دلاتے ہین ہم

حال راسخ کا بیان کرتے ہین شبکو کچھ کچھ
یہ کہانی اونہین ہر رات سناتے ہین ہم

سر سے پا تک وفا ہوئے ہو تم
عذر خواہی کا اب دماغ نہین
خاک چھنوا کے ہاتھہ آتے ہو
آپ سے ہو گئے ہین بیگانے
گلرخان ہین تمھارے محو ادا
پھرتے ہو گھر گھر آئینہ کی مثال

کسو پر مبتلا ہوئے ہو تم
خوش رہو گر خفا ہوئے ہو تم
نسخۂ کیمیا ہوئے ہو تم
جن سے ٹک آشنا ہوئے ہو تم
ایسے رنگین ادا ہوئے ہو تم
کسقدر خودنما ہوئے ہو تم

دیکھ خوبان بھی تم کو جا سے گئے
رشک خوبان بجا ہوئے ہو تم

حسن والون مین کون ہے تم سا
آفت بلا ہوئے ہو تم

جانتے ہو ہمدم آپ سے راسخ +
کیا کسو سے جدا ہوئے ہو تم

اس بزم جہان مین رہے خاموش سدا ہم
کچھ کہتے جو پاتے کوئی گوش شنوا ہم

جون عضو بریدہ کہ نہ پیوند ہو پھر آہ
ہرگز نہ ملے ہو کے عزیزون سے جدا ہم

نقش قدم مور ضعیف سر رہ ہین
پامال نہ کر تو ہمین اے چرخ کہ کیا ہم

کوئی جائے کسو سمت ولے عاقبت کار
اونکی طرف آرہتے ہین جون قبلہ نما ہم

قسمت ہو ہمین کاش ترے در کی گدائی
گر شاہ ہون تو بھی یہی مانگینگے دعا ہم

آتا نہین لب تک سخن افراط بکا سے
جب چاہتے ہین یہ کہ کرین اونکا گلا ہم

بازار جہان مین کوئی خواہان نہین تیرا
لے جائین کہان اب تجھے اے جنس وفا ہم

سختی سے فلک کی ہمہ تن خون ہے دل اپنا
پتھر کے تلے پس گئے مانند حنا ہم

بن سر دئے ہووے نہ ادا حق محبت
جی مین ہے کہ راسخ کرین اب اسکو ادا ہم

آنے مین سدا دیر لگاتے ہی رہے تم
جاتے رہے ہم جان سے آتے ہی رہے تم

اسواسطے تا غیر کی چھاتی رہے ٹھنڈی
دل پر تو مرے داغ جلاتے ہی رہے تم

یان تیرہ ہوا آئینہ عمر ہمارا
وان آہ رخ و زلف بناتے ہی رہے تم

ہم کیون نہ گھٹین یہ تبہ دشمن نہ گھٹا حیف
جون کاغذ باد اوسکو بڑھاتے ہی رہے تم

محجوبی بیجد تو ادا مین نہین داخل
کیا وجہ جو منہ ہم سے چھپاتے ہی رہے تم

برباد ہوے ہم نہ فقط بوے گل آسا
گھر ہم سے ہزارون کے لٹاتے ہی رہے تم

خوش آتی ہین آنسو بھری آنکھین مگر اوسکی

راسخ کو جو ہر آن رلاتے ہی رہے ہے تم

بیوقری ہر گہ ہو بیٹھن شہ تخت نشین ہم
اوس کوچے کے شاہان گدائی ہون کہین ہم

ہر گام پہ سجدہ رہ جانان مین ہے واجب
ممکن ہو تو ہو دین ہمہ تن صرف جبین ہم

لگ کر گلے محرومی دیدار کے روئے
ہنگام وداع نفس باز پسین ہم

تام اپنا اسی مین ہے کہ لین سر پہ نہ یہ بوجھ
ایک چرخ نہین حسرت تاج و نگین ہم

پابند وفا نقش قدم کی سی روش مین
مست جائین نہ چھوڑین تری کوچہ کی زمین ہم

کیون تجھ سے دبین کاہیکو یون سر جھکی اپنا
ان پاؤن کی ٹھوکر کے بھی شرمندہ نہین ہم

پکھہ چوٹ سی ہے دلپہ جو یون روتے ہو راسخ
صاحب تمہین کس مرتبہ پاتے ہین حزین ہم

مین تو کہتا ہون کہ گل سا رکھتے ہو رخسار تم
کیون ہو اتنی بات پر میرے گلے کے ہار تم

صحبت ارباب نظر سے رکھتے ہین صاحب جمال
ہم تمہین درکار ہین ہمسے نہ رکھو عار تم

آہ اک طور یعین آزمانے کا نہین
گونہ گونہ امتحان سے دیتے ہو آزار تم

خوش ہین اس سے ہم کہ بار در مینا وعدہ توڑ
یہ جو محشر کا کرو ہو وعدۂ دیدار تم

پہلے دو ہم بے بسونکو تاب ضبط راز کی
گر کیا چاہو ہو اپنا محرم اسرار تم

دیکھ روتا مجھ کو ہنسکر بولے یون روتا ہے کیون
مین کہا مجبور ہون بولے کہ ہو مختار تم

راسخ اک ٹھوکر کی خواہش پر ذلیل اتنے نہو
کیون قدم پر اوسکے سر رکھتے ہو سو سو بار تم

رتبۂ افتادگی سے اب ہوے آگاہ ہم
عرش فرش رہ ہوئے جون ہی چلا اس راہ ہم

آگے تک دیکھو کہ اکثر زندگی رہتی ہے اب
یعنی کچھ باقی نہین ہین جا چکے ہین آہ ہم

آرزو یہ ہے کہ جا پہنچ پائین دل مین مور کے
نہ سلیمان رتبہ ہون یا رب نہ آصف جاہ ہم

تہ تک اس دریا کے غواصونکو جانا ہے محال
لے سکین بحر عمیق عشق کی کب تھاہ ہم

گریۂ ابر سیہ پر برق بہ چشمک زن رہی

روویں اے راسخ کبھو گر اپنے خاطر خواہ ہم

عموماً کاش محوِ جلوہ فرمائی نہوتے تم
جلھ دلمین مرے گرتے جو ہرجائی نہوتے تم

تمھاری التفاتِ خاص ہی وجہ جنون تہی
تماشا ہم نہ بنتے گر تماشائی نہوتے تم

نہ پہنچے حیف دل تک اے مقیمان درِ کعبہ
جو یان آتے تو وان محوِ جبین سائی نہوتے تم

گریبان ہم نہ کرتے چاک پردہ اپنا رہ جاتا
گر ایسے مائلِ ملبوسِ رعنائی نہوتے تم

جہان ہی قحبہ رعنا تمہین گر ہوتی بینائی
تو اے اہلِ جہان اسکے تمنائی نہوتے تم

یہ آرایش ہی رو و مو کی لائی پیچ مین ہمکو
نہ پھنستا دل اگر محوِ خود آرائی نہوتے تم

دلیل فہم و دانش ہی یہی دیوانگی راسخ
نہ عاقل ہم تمہین کہتے جو سودائی نہوتے تم

غفلت مین کٹی عمر نہ ہشیار ہوئے ہم
سوتے ہی رہے آہ نہ بیدار ہوئے ہم

صیاد ہی سے پوچھو کہ ہمکو نہین معلوم
کیا جانئے کس طرح گرفتار ہوئے ہم

تھی چشم کہ تو رحم کریگا کبھو سو ہائے
غصّے کے بھی تیرے نہ سزاوار ہوئے ہم

بسمل کی نگہ کی ہوئی غیرت نگہ اپنی
کس مرتبہ حیران رخِ یار ہوئے ہم

زخم کہن اپنا ہوا ناسور نہ راسخ
مرہم کے کسو سے نہ طلبگار ہوئے ہم

حسن کم ہو گیا پر ویسے ہی مغرور ہو تم
بر سرِ خشم وہی مجھ سے بدستور ہو تم

دربدر اسلئے مانند صبا ہون مین کہ آہ
نکہتِ گل کی روش پردے مین مستور ہو تم

مجھ سے وابستہ ہی جلوے کی تمھاری رونق
مین سیہ بخت بھی ظلمت ہون اگر نور ہو تم

عشق نے میرے بڑھائی ہی تمھاری شہرت
نہ فقط حسن سے اس مرتبہ مشہور ہو تم

اوس سرے پاتے ہین کونین کے تمکو راسخ
ہم تو نزدیک بہت سمجھے تھے پر دور ہو تم

ردیف نون

دل کچھ اونکار کر رہا ہی ہمسے اب ہم کیا کرین
وجہہ کچھ کھلتی نہین کیونکر یہ عقدہ وا کرین

اس کا ہر برگ آئینہ روے چمن آرا کا ہی
دید نی ہی یہ چمن گر ہم نظر پیدا کرین

غم تمہارے درپئے تخریب چشم و دل ہین آہ
ہی قریب اب یہ اسے دریا اوسے صحرا کرین

ہیگا مجمل قول خوبان انکے وعدو نپر نہ جا
حشر مقصود اوس سے ہی گر وعدہ فردا کرین

تیری ان بیمار آنکھون کے تو ہم وارفتہ ہین
ان سے کب پرہیز ہم سے والہ و شیدا کرین

طالب اسکے بے بصیرت ہین وگرنہ چاہئے
خواہش دنیا بقدر بود دنیا کرین

ہم بھی اب جاتے رہینگے درمیان سے ہمنشین
وے تو عمر رفتہ ہین راہ اونکی کیا دیکھا کرین

ہم قیامت شور در سر ہین عجب کیا ہی اگر
زیر خاک مطمئن بھی حشر ہی برپا کرین

باوجود دل نظر آؤ نہ تم حیرت ہے یہ
آئینہ پاس اور ہم دیدار کو ترسا کرین

کچھہ بھی کیفیت گران ہین ہو تو یہ سب خرقہ پوش
سبحہ و سجادہ رہن ساغر و صہبا کرین

ہم سر مقتول یان باقی ہین جانبدار تیغ
کیا بیان اعجوبہ میدان محبت کا کرین

قید نام و ننگ ہی راسخ گو اب تک عشق مین
چاہتے ہین وے محبت کے تئین رسوا کرین

طالبان یار کی منزل تو غیر از دل نہین
کعبہ کہتے ہین جسے سو راہ ہی منزل نہین

کامل اب اس عہد کے اعجوبہ رکھتے ہین کمال
کمتر ایسے ہین جو اپنے نقص مین کامل نہین

نقش پا سے ہین تمہاری رہ مین بیٹھے دو دن ہمین
خاکسارونکے مٹا دینے سے کچھ حاصل نہین

عقل والون ہی کو ہی جلوہ سے اوسکے رفتگی
اوسکا دیوانہ تھا ایسا کوئی عاقل نہین

کفر ہی علم وجود غیر پیش حق شناس
یہ نہوے اے شیخ تو پھر کفر بھی باطل نہین

مت خیال ایسے اون کو دل مین اپنے دے جگہہ
یہ تو خلوت خانہ معشوق ہی محفل نہین

ہاتھ نازک ہی تمہارا بار رکھنے کا ہمین
تیغ مت لو ہاتھ مین کیا نازنین قاتل نہین

نقش آئینہ ہی حسن صورت نقاش کا
حیف مجنون سے لیلے آشنا بن آ سکے محمل نہین

تنک رہون ہون اونکو تو کہتے ہین اک آفت ہی یہ
اس گدا کو خواہش کیا ہین جو سائل نہین

مر گئے ہین طالع خوابیدہ راسخ کے مگر
ورنہ اتنی دیر خوابی خواب مین داخل نہین

گریہ نے کی اشتعال لگ سوز نہانی کے تئین
ہم چھڑکتے ہی نہ کاش اس آگ پر پانی کے تئین

دلسے تیر اک عجب نسبت ہوئی پیدا اسے
جائے باش ایسی ملی تھی کب پریشانی کے تئین

اپنے سیل اشک کی چادر کا کیا پھیلاؤ ہے
ڈھانپ لیتی ہے تن صحرا کی عریانی کے تئین

خانہ ویران مین ہو مہتاب کس خوبی سے ہے
اسکا صرف جلوہ کر تو دل کی ویرانی کے تئین

مجھ پریشان کی گھٹین کیا آرزوہاے دراز
دیکھ تو تا صبح تک اوسکی زلف طولانی کے تئین

ارنکی سرخی کے موافق چاہتا ہے سبز ہو
لب ترے رسوا کرینگے لعل رمانی کے تئین

شمع کو درکار ہے ظلمت یہ چھپاتے کیون ہو تم
ہم سیہ بختون سے اپنے روے نورانی کے تئین

اونکے حسن حیرت افزا کے نتائج سے ہے یہ
دوست رکھتا ہون مین ان آنکھونکی حیرانی کے تئین

ہے بڑی آلودگی زاہد یہ تقوے کا غرور
لگ گیا داغ تیری پاکدامانی کے تئین

دشمنی جتنی کرے ہے دوستی بڑھتی ہے یان
یاد ہے کیا سحر آہ اوس دشمن جانی کے تئین

چاہ نے اوسکی ڈبویا تمکو راسخ عاقبت
رکھتے ہو کتنا عزیز اوس یوسف ثانی کے تئین

ہنسین غیر اور رونیکی بھی رخصت تک نپاؤن مین
کہو پھر کیا کرون جو ہائے رک کر مرنجاؤن مین

بھلا اے عشق زور آور ترا زور آزماؤن مین
یہ طاقت دے کہ دل سارعلاقونسے ڈھاؤن مین

دل اک عجوبہ جا ہے پر نہین صاحب بصیرت تو
تجھے اس تنگ گھر کی وسعتین کیونکر دکھاؤن مین

کدھر اسکندر و دارا کہان کے قیصر و کسرے
گدائے در تمھارا ہون کسے خاطر مین لاؤن مین

تماشے کے لئے شاید توجہ ہو ادھر اونکی
یہ جی مین ہے دوانہ آپکو عمداً بناؤن مین

ہوئے دفتر سیہ اون لنبے بالونکی صفت لکھتے
کہانتک طول دون اس بحث کو کتنا بڑھاؤن مین

وفا کا سیری پتھر تھا جگر سو ہو گیا پانی
اوس آتش خو کی افراط جفا سے کب برآؤن مین

ٹھہرنا اوسکے پیش جلوہ کار ہوشمندان ہے
مجھے ہے رفتگی سی ہائے کیونکر تاب لاؤن مین

نصیب بندہ ہووے کاش ایسی خود فراموشی
ہنر ڈالون ہی سے یہ کارگہ پر ہے مجھے لیکن
تمھارا راز عشق اے واے رسوائی یہ عاشق ہے
قدم گہ ہے اوسی محبوب کی سطح زمین بالکل
نظر اپنی خداوی پہ وے رکھتے ہین پر مجھکو
کہین ہو یہ کہ معشوقی کی غیرت ہو تمہین پیدا

تمھاری یاد مین اپنے تئین صاحب بھلاؤن مین
یہی دو کام آتے ہین کہ رو دون یار دلاؤن مین
کرون کسطرح ضبط اسکو کہو کیونکر چھپاؤن مین
بجا ہی یان اگر ہر گام پر سر کو جھکاؤن مین
یہ خجلت ہے کہ بندہ اونکا کس منہ سے کہاؤن مین
کسو محبوب نو سے چاہتا ہون جی لگاؤن مین

امام سے کسارا ن ہون تجھے جائز ہے اے راسخ
اگر سجادہ آب تاک پر اپنا بچھاؤن مین

ہوئی مدت کہ صرف رفتگی اے ہمنشین ہون مین
ملال و انقباض و حزن خاطر عالم ہین
نشاطِ طبع میری لیگئی وہ آہ ساتھ اپنے
عیوب مردمان پر ہو نظر جسکو وہ اندھا ہے
گرایا عجب نے افتادگی کے مجھکو رتبہ سے
رہا محو تناسب عنصری ترکیب کا برسون

جو مجھکو پیش از ین دیکھا تو نے وہ نہین ہون مین
نہین معلوم مقبوض اتنا کیون ہو گیا ہون مین
جدا اون سے ہمہ تن خاطر اندوہگین ہون مین
دے آنکھ ایسی مجھے یارب کہ اپنا عیب بین ہون مین
فتادہ ہون و لیکن آسمان سے عرش برین ہون مین
مکان کو دیکھون کتنا آرزو مند مکین ہون مین

جہان کے صفحہ پر ہے یہین میرا نام کیا راسخ
نگون طالع بسان نقش معکوس نگین ہون مین

چشم تر کا ہو سکے ہے رو کش اب جیحون کہان
گھر سے ٹھوکر در پہ اپنے بیٹھنے دیتے نہین
خلد تو ہے جائے بود و باش ارباب طرب
کہہ نہین سکتے ہین پر مین ہی رہ دل کہو
ابتدا ئے عاشقی تھا زرد یہ رو سفید

میرا [illegible] کہان ہے میدان [illegible]
تم جو کہتے ہو کہ جا بیاسنے مین اب جاؤن کہان
وان کہان عشق [illegible] کہان
سنتے ہین [illegible] داستان لیلیٰ [illegible]
[illegible]

طرفہ درجِ گوہر اشکون سے ہے میری چشم تر
کیسۂ دریا مین ہین ایسے درِ مکنون کہان

دست و پا گم کردہ راسخ ہم نہین پاتے ہین آہ
دل کہان کھو بیٹھے صاحب تم ہوئے مفتون کہان

کھینچین کیونکر دامن اوسکا ہم توانائی نہین
ہاتھ مین جون پنجۂ تصویر گیرائی نہین

آئینہ ہو نمین کہان ہین پر مگر جوہر شناس
بزمِ کوران ہے کوئی یان اہل بینائی نہین

خواب دشمن ہے مرا افسانۂ عبرت فزا
جسنے یہ قصہ سنا نیند اوسکو پھر آئی نہین

قافلے جاتے ہین کیا کیا شہرِ ہستی سے مدام
راہ بی خوفِ عدم مین خوفِ تنہائی نہین

دیکھتے ہی دیکھتے کام اونے اپنا کر لیا
ہمسے دل لینے کے وقت آنکھ اوسکی شرمائی نہین

پھیل کر بیٹھا ہے تیرا داغ سینے مین مرے
ایسی اپنی جائے باش [illegible] پائی نہین

تو ہے اک نقشِ اخیر نقش پرداز جہان
پہلی جو شکل اونے کھینچی وہ اسے بھائی نہین

قالبِ خاکی مین گویا کون ہے حیران ہون
وائے وہ اسکا جسے شوق شناسائی نہین

پہرون راسخ پھرتے ہین گرد در و دیوار یار
کام مین اپنے ہین وہ ہشیار سودائی نہین

جلتا ہون داغِ تفرقۂ رفتگان ہون مین
اس کاروانِ رفتہ کا یعنی نشان ہون مین

رشتہ ہوا ہے منفذِ سوزن کا تن مرا
یان تک غمِ قوی کے سبب ناتوان ہون مین

آ بیٹھے تیر اوسکا کبھو آرزو یہ ہے
آغوش اسلئے ہمہ تن جون کمان ہون مین

تہ کو مری گرفتگیِ دل کی تک پہونچ
اے بے شعور غنچہ نہین گلستان ہون مین

معکوس ہے نگین کی طرح میری سرنوشت
نادانی سے مقیدِ نام و نشان ہون مین

بازارِ حسن مین کوئی خواہان نہین مرا
بکتا ہون اک نگاہ پہ تسپر گران ہون مین

وابستہ ہے نمودِ سخن میری طبع سے
یعنی یہ آفتاب ہے اور آسمان ہون مین

کاہش سے دلکی صورتِ وہمی ہون اے ندیم
تجھکو عبث گمان ہے میرا کہان ہون مین

کوئی سمجھ سکا نہ جیسے اس جہان مین — اوس جانِ جان کا محرمِ سرِ نہان ہون مین
ق
کیسہ جواہری کا ہی راسخ یہ میری طبع — خامہ مرا کہے ہی کہ گوہر فشان ہون مین

کم وزن ہی بہت زرِ دعوئے مدعی
ہووے خفیف گر بسرِ امتحان ہون مین

زادِ آنسوونکے دانے ہی ہین عشق کی رہ مین — کچھ اور نہین اسکے سوا دلکی گرہ مین
پیوند رگِ جان سے مری جسکو نہ ہووے — ایسا نہین مو کوئی تری زلفِ سیہ مین
دل جسنے لیا اور تھا وہ دیکھنے کا ڈھب — وے ڈول نکلتے نہین اب تیری نگہ مین
آئینہ خورشید مین اوس رو کا ہی یون عکس — خورشید کا جون عکس ہی آئینہ مہ مین
بیقدر کیا کلفتِ ایام نے مجھکو — گوہر تو ہون لیکن ہون نہان گرد کی تہ مین
دل خانۂ صنعتِ معمارِ قضا ہے — کیا رکھی ہین وسعتین تھوڑی سی جگہ مین

بخشائینگی چشم اشکِ ندامت سے ہی راسخ
روتے ہین شب و روز ہم اب عذرِ گنہ مین

بے دماغی صد چمن ہی جاوِن ای ہمدم کہان — اب دماغِ سیرِ گل کسکو دلِ خرم کہان
تھا جگر مجنون ہی کا یہ جو طرف آکر ہوا — عشقِ زور آور کا روکش ہو سکے رستم کہان
اون جھکی بھوؤن کے آگے سر کیون اپنا جھکے — یان نہ گردن خم ہو عاشق کی تو ہووے خم کہان
بیٹھتے تھے پائے گل سر جوڑ کر اکثر لطف سے — اب کہان وہ لطف اونکا ہائے وہ موسم کہان
ڈوبتون کی سی نمایش ہی نمایش اپنی آہ — کوئی دم پیشِ نظر ہین دیکھ لو پھر ہم کہان
ضبطِ خواہش ہو فرشتے سے نہ جسکے سامنے — اوس پری کی دیکھ صورت رو سکے آدم کہان

عالم اے راسخ عجب اک صفحۂ تصویر ہے
سیر کر لے اسکی تو پھر ہائے یہ عالم کہان

اب اک شکلِ وہمی ہون وہ ناتوان ہون — غمون نے کھپایا مجھے مین کہان ہون
خموشی کے پردے مین ہے شور میرا — مجھے چپ نہ جانو سراپا فغان ہون

ہی ارفع بہت شان افتادگی کی
مجھے اوسکی شرمائی آنکھون نے مارا
فلک ہو نہ در پے مٹانے کے میرے
کیا خاکساری نے اکسیر مجھکو
مجھے چپ سی لگ جاتی ہی اوسکے آگے
کوئی دم کی مہمان ہی بیطاقتی بھی

زمین بن جو چاہے کہ مین آسمان ہون
حیا کشتۂ یار نا مہربان ہون
کہ جون نقشِ پا رفتگان کا نشان ہون
گدا ہون و لے جامہ بخش شہان ہون
زبان مُنہ مین گویا نہین بے زبان ہون
مین اب لائق کسب طاقت کہان ہون

وہی مجھکو غفلت ہی پیری مین راسخ
ہوئی صبح پر محوِ خواب گران ہون

جبسے اوس کیلے دش کی ہم بکھری زلف کے مفتون ہین
شعر بھی تب سے جتنے کہین ہین اونکے پریشان مضمون ہین
ایکدن اوکی آنکھونکی گردش اپنی نظر سے گذری تھی
رنگتی تب سے ایسی ہی گویا مستِ شرابِ گلگون ہین
دوشِ ہوا پر خاک ہماری اوسکی گلی مین پہونچا دی
بارے ٹھکانے ہمکو لگایا شکر گذارِ گردون ہین
دو باتین کین تم نے جبسے اون نے دل اپنا نذر کیا
ان باتون کا ہون دیوانہ باتین ہین یا افسون ہین
بل کھائے بالون مین اونکے پگڑی ہماری اولجھی ہے
جاتے ہین دن مین سو بار اون تک ہم تو ایسے مفتون ہین
کمھلانے لگتے ہین وے تو گرمی سے نظارہ کی
گل مین کب ہی ایسی نزاکت نازک گل سے افزون ہین
اور مجھے معلوم نہین کچھہ لیکن تنا جانون ہون
صدمہ کچھہ پہونچا ہے دل پر آنکھین جواب پر خون ہین

وصف مین اپنے مصرعۂ قد کے شعر مرے سن کہنے لگے
جس لئے یہ اشعار کہے ہین خوب کہے ہین موزون ہین

کیسا ہنسا بولنا کیسا چپکے روتی ہین پہرون اب
کیا ہی کوفت ہے دلبر انکے ایسے جو راسخ محزون ہین

جز داغ ہے کیا دلِ حزین مین
لالہ ہی اوگے ہے اس زمین مین

انکار ہے اون کا لذت آمیز
ہے زور مزا نہین نہین مین

وہ خالِ سیاہ لیگیا دل
بیٹھا ہے یہ چور تھا کمین مین

دل کیون نہ عزیز مجھکو ہوئے
ہے نام تمھارا اس نگین مین

گالی مین بھی اونکی جو مزا ہے
کب ہے وہ حلاوت انگبین مین

اشکون سے یہ چشم ہے کہ ہوئے
دریا ہے تارِ آستین مین

نالے محشر بدوش ہین اب
شور انکا ہے چرخ ہفتمین مین

وارفتۂ جلوہ اوس صنم کے
کب کر سکین فرق کفر و دین مین

راسخ کو تمنے مار رکھا
بس ایک نگاہ شرمگین مین

ہم جوگی ہو اب دل کے دروازے پر آئے ہین
اس در سے نہ جاینگے یان دھونی لگائی ہین

کیا خاک مین میرا ہی گھر عشق نے ملوایا
ایسے تو ہزارون گھر ظالم نے لٹائے ہین

حامل نہ ہوئے افلاک اس بار امانت کے
کیا جانئے ہم کیونکر یہ بوجھ اوٹھائے ہین

جسکے تئین دیکھون ہون وابستہ ہے وہ انکا
بالون پہ ترے سر کے سر سبنے مونڈائے ہین

یان راز نہان اپنا بازار تلک پہونچا
وان زیر نقاب اب تک وہ منہ کو چھپائے ہین

پر خوف ہے رہ کیا ہی صحرائے محبت کی
ہر گام پہ سر ہمنے اس راہ مین پائے ہین

کیا ہو جو تماشا تم ان پھولون کا آ دیکھو
بلبل نے بھی اب صاحب گل ہاتھ نہ کھائے ہین

اندازِ خرام اوسکا آفت ہی قیامت ہے
برپا کئے ہین فتنے سر اپنے کٹائے ہین
یہ طرفہ خجالت ہی مکاری تو ٹک دیکھو
سر کاٹ مرا گردن دے اپنی جھکائے ہین

اب گیروا پیراہن راسخ بھی پہن بیٹھے
جب کچھ نہ بن آئی تب یہ رنگ وہ لائے ہین

ولہ

شعلۂ تند اور خوے یار دونون ایک ہین
برقِ سوزان آہ آتشبار دونون ایک ہین
شیخ تیری فہم کی تارِ معقد کی گرہ
گر کہے تو سبحہ و زنار دونون ایک ہین
مل رہے ہین یون کہ تار بارش ابر سیاہ
اور میرے آنسونکا تار دونون ایک ہین
اونکی نظرون مین نہین آگہ جو دردِ عشق سے
چاک جیب و رخنۂ دیوار دونون ایک ہین
بسکہ ہین یکرنگیان راسخ کو اپنے یار سے
دو نہ سمجھو تم انہین زنہار دونون ایک ہین
راستی یہ ہی کہ آمر نہین مامور ہون مین
اسپہ مختار کہو مجھکو تو مجبور رہون مین
دل بہت سخت تھا میرا سو گداز سکو کیا
کیمیا سازِ محبت کا تو مشکور رہون مین
جستجو مین مری مت اتنی پریشان ہو آہ
تجھ سے صد بادیہ اے صوتِ جرس دور رہون مین
انتہا عشق کی یہ ہی کہ ہو عاشق معشوق
آخر اب اپنے ہی منظور کا منظور رہون مین
عجب افزون مرا شاہون سے ہی پر مون درویش
نہ سکندر رہون نہ دارا ہون نہ فغفور رہون مین
اس دلِ سوختہ کی یہ جو ہی اک چٹکی راکھ
زور شی ہی اسی اکسیر یہ مغرور رہون مین

نقطہ ہون دائرۂ چرخ کا گویا راسخ
کیونکر اس دائرہ سے نکلون کہ محصور ہون مین

شاد کر وصل سے مجھ والہ و شیدا کی تئین
یا مرے دلسے نکال اپنی تمنا کی تئین
آہ کس سے کہون جو یہ کہے اوس سے کہ دیا
طاقتِ پانے جواب اب تیرے جویا کی تئین
چمن دہر کی رنگینی کا عاشق مت ہو
عقل رکھتا ہی تو دل دے چمن آرا کی تئین
خون کا پوچھو مزا خون جگر خوارون سے
ہمسے کیا پوچھتے ہو لذت صہبا کی تئین

آج یہ فکر ہی درپیش کہ کل کیا ہوگا
کسطرح بھولئے راسخ غم فردا کی تئین

ردیف واو

مشکل گذر ہی راہِ محبت حذر کرو
اس رہ مین تب قدم رکھو جب ترک سر کرو

اے غافلو امل کی طوالت کہان تلک
اس قصۂ دراز کو اب مختصر کرو

آنکلو آفتاب کی مانند ایک صبح
تاریک شب ہماری کسو دن سحر کرو

باب تصرفات ریاضات ہی یہ جسم
اس کیمیا سے اپنی کفِ خاک زر کرو

حیرت ہی حالِ بد کی مرے اتنی تمکو کیون
ٹک آئینہ مین خوبی پہ اپنی نظر کرو

ق

بندے کا ہائے آپ سے جانا قریب ہی
صاحب کسو روش تو گذر اب ادھر کرو

شرکت کو اس سفر مین نہین گرچہ دخل ہی
راسخ نہو یہ کاش کہ تنہا سفر کرو

باہم جہان سے جانے کا وعدہ ہی درمیان
چلنے لگو تو ہمکو بھی صاحب خبر کرو

ہنر مستغنی اس سے ہی کہ قدر افزا میسّر ہو
شناسا گو نہو تیرا کوئی پر تو تو گوہر ہو

مزاج دل مین اک جذب قوی کا اب تصرف ہی
در مطلوب تک اغلب ہی یہ جذب اپنا رہبر ہو

جلاؤن مدتون مین شمع پروانے کی تربت پر
کسو شب گر مرا غمخانہ اوس مہ سے منور ہو

ہماری سرد آہون کا اگر سایہ پڑے اسپر
تو رشکِ قرص کافور آفتاب روزِ محشر ہو

وہی آئینہ مین دیکھین ہین جبین صندل بھری اپنی
ہمارے چہرۂ پرگرد پر آنکھ اونکی کیونکر ہو

گل آغوش ہو تم تو اونہون سے جو لباسی مین
کنار بوریا پوشان کہان تم سے معطر ہو

بنوع دیدنی ہی جلوہ ہائے نامکرر کا
ولے کیونکر کوئی دیکھے تمہین کیا تاب آور ہو

یہ قلب آب گشتہ ہی قبول عکس کے قابل
مقابل ہو اس آئینہ سے گر تمکو نہ باور ہو

ترقی خواہ ہر درجہ مین ہے دل درد کا تیرے
فزون جتنا ہو چاہے ہی کہ اس سے بھی فزون تر ہو

ہمین شورِ ایہ چشم تر ہی کا کافی ہے محشر مین
تجھے زاہد مبارک شربِ آبِ صاف کوثر ہو

کہین کیا تجھ سے ہم ناصح ٹپکتے ہین کیون آنسو
وہ سمجھے وجہ اسکی کچھ بھی جسکے چوٹ دل پر ہو

ہوا مصروف وہ آسایشِ جان کسکی تسکین کا
تمہارے راسخ سبب کیا ہے جو ایسے ہائے مضطر ہو

پوچھو مت عشق کے ذوقِ غمِ پنہانی کو
کیجے کسطرح بیان لذتِ روحانی کو

جانین کامل ہم اوسی عارفِ ربانی کو
واجبی سمجھے جو ماہیتِ انسانی کو

کاسۂ فقر ہمارے تو کچھ اعجوبہ نہین
انقلابِ فلکی افسرِ سلطانی کو

[illegible] رہ معرفت یار سے یہہ
بلد اس راہ مین کر کثرتِ حیرانی کو

اس سے پیدا ہے کہ دل بستہ زنار ہے شیخ
پاس رکھتا ہے وہ تسبیح سلیمانی کو

گذری کس لطف سے بے منت مخلوق اپنی
ہمنے سرمایہ کیا بے سر و سامانی کو

ہو نہ ساکن دلِ تفسیدہ کی اینٹ تو عطش
کیجے تبدیل نہ زہراب سے گریانی کو

دیکھ کر زخمِ جگر میرا سراہین ہین لوگ
مین سراہون ہون تمھاری نمک افشانی کو

تن لیلی ہی کی خوبی سے سبب اسکا پوچھ
ہم کہین قیس کی کیا باعثِ عریانی کو

قتل موعود کی حسرت مین موئے اہلِ نیاز
ہمنشین سیر تو کر ناز کی طغیانی کو

جانے کیا داغ بھرے سینونکی وہ قدر جو ہے
گلِ دستار کرے لالۂ بستانی کو

کاش یہ زلف دراز اپنی نہ کھولی ہوتی
تمنے کیون طول دیا میری پریشانی کو

ساجدانِ درِ جانان کی ہے تقلید بھی خوب
راسخ آلودہ رکھو گرد سے پیشانی کو

منہ چھپائے پاس مجھ حیران کے مت آیا کرو
مجھکو سکتا ہے مجھے آئینہ دکھلایا کرو

دل سے ہے کیا تکلف اے غم و دردِ اضطراب
یہ تمھارا گھر ہے یان جب چاہو آجایا کرو

حسرتِ دیدارِ جانان مین موئے ہم دوستان
پھول نرگس کے ہماری خاک پر لایا کرو

فرطِ شادی سے نہ ہرگز پیرہن مین ہم سمائین | اپنے گر بندِ قبا تم ہم سے کھلوایا کرو
اون بتون کا دل کہ جسکے شوق مین ہم گھل گئے | اب تو ٹک اے نالہ ہاے گرم پگھلایا کرو
گریہ کب تک آب پاشِ دامنِ صحرا رہے | خاک اب کوچہ کی اپنے ہمسے چھنوایا کرو
وقت رفتہ کی نہ سمجھے قدر تم اے غافلو | حاصل اب افسوس سے کیا بیٹھے پچھتایا کرو
کافی ہوا اے ابر ملنے تیرہ میری چشمِ تر | دامن آگے تم سمندر کے نہ پھیلایا کرو

یہ غمِ معشوق راسخ ایک دولت ہے عظیم
تم دو عالم مین اسی کو اپنا سرمایا کرو

جنت و حور سے محظوظ نہ پایا ہمکو | اون نے داغ اپنا دیا اور جلایا ہمکو
گو گرہ مین نہین یان کچھ غمِ معشوق تو ہے | دونون عالم مین یہی کافی ہے پایا ہمکو
خرمی بھی ہمین قسمت جو ہوئی تو یہ کچھ | چرخ نے زخم کے مانند ہنسایا ہمکو
جاے خاصان ہے فقط بزمِ خیالِ معشوق | پہونچین وان ہم بھی یہ حاصل نہین پایا ہمکو
تم کسو شب تو گلے لگ کے نہ سوئے لیکن | اس تمنا نے تہِ خاک سلایا ہمکو
آسمان اپنے تئین سمجھے ہوئے جیسے زمین | عجب نے رتبہ کے سے گرایا ہمکو
تیری شورش نے نہ ہونے دیا منسوب بہ عقل | اے جنون تو نے اک آفت سے بچایا ہمکو
ہم بھی کیا شہری غزالون کے تھے پابند ہوس | کو بکو انکی ہوا نے [illegible] پھرایا ہمکو
[illegible] یہ کب تھا کہ کرین ہائے سوال بوسہ | جان کر اون نے گدا منہ نہ لگایا ہمکو
ننگ تھی مرتبۂ کفر کے ہم سبحہ بکف | اور راہب نے نہ زنار بندھایا ہمکو
ہمکی عجز ہوے گرچہ ہم اوسکی خاطر | وہ غیور آہ پہ خاطر مین نہ لایا ہمکو
چوٹ یہ ہے دل دشمن پہ رکھا تھا اون نے | طپشِ دل نے نہین ایسا ستایا ہمکو
جانیو سہل نہ اس رونے رولانے کے تئین | قلب پانی ہوا تب یہ ہنر آیا ہمکو

طرفہ غواص ہے تو بحر سخن کا راسخ
شعر تر کا ترے انداز تو بھایا ہمکو

فردوس چاہین ہم دلِ پر داغ اگر نہو
کرشر کی تب ہوا ہو کہ جب چشم تر نہو

تو کامل العیار تو اپنے تئین بنا
اندھون کو گو پرکھنے کی تیری نظر نہو

مشکل گذار کتنی ہی اونکی رہ وصال
سر پر قدم نہ رکھئے تو یہ راہ سر نہو

شب وصل کی ہی تجھ سے فلک اور چاہون کیا
اتنا ہی چاہتا ہون کہ یہ شب سحر نہ ہو

ظلمت سرای دہر کے ہین جو فروغ بخش
اغلب ہی یہ کہ شب کو چراغ اونکے گھر نہو

دیوانہ اونکے خاک کو کر صندلِ جبین
تا فکرِ این و آن سببِ دردِ سر نہ ہو

روغن ہی پھر آتشِ خشمِ خدا یہ آب
وارفتہ آب تاک کا تو اسقدر نہو

میرے دلِ کشادہ مین دخل خیال غیر
ممکن ہی تب جب اسمین تمھارا گذر نہو

راسخ خودی کو دخل نہین بزمِ یار مین
یون جاؤ وان کہ اپنے تئین بھی خبر نہو

آرایش زلف اپنی کیا تمکو دکھاتے ہو
کیون ہائے دوانے کی زنجیر ہلاتے ہو

اس باغ مین زیباتر سب سے نظر آتے ہو
گل پھول بہت ہین پر ہمکو تمہین بھاتے ہو

ترجیح دو اون لٹکے بالون پہ نہ سنبل کو
خاموش رہو یارو کیون بات بڑھاتے ہو

انصاف ہے دو عالم پر آنکھ اونکی نہین پڑتی
کیا دیکھنے والون کو تم اپنے دکھاتے ہو

مشتاقون کے جینے کی صورت ہی نہین کوئی
آنکھین تو چھپائین تھین اب مونھ بھی چھپاتے ہو

کب داغ جدائی کے شایان ہی مری چھاتی
ٹھنڈی جسے رکھتے تھے اب اوسکو جلاتے ہو

محرم جسے کرتے ہو اسرار کا اپنے تم
حیران ہون کہ دیوانہ کیون اوسکو بناتے ہو

کیا چاہنے والون کی مٹی ہی خراب آخر
مرجاوین تو تربت بھی تم اونکی مٹاتے ہو

جس پر کہ بٹھاتے ہو نقش اپنی تمنا کا
اوس دلکو دو عالم کی خواہش سے اوٹھاتے ہو

اوستاد اسی سن مین ہو پیر فلک کے تم
لڑکے ہو یہ ہم ہی اسکو بھی سکھاتے ہو

یہ راہ و روش دیکھو اچھی نہین جانے دو
گمراہون کے کہنے سے کیون راہ سے جاتے ہو

ہوتے ہونگا اگلن غیر و نیہ مرے ہوتے
بھولے ہو نشان کیسا تم تیر لگاتے ہو

ہمسے نہین ہو سکتے ضبط آنسو تو اے راسخ ق جب قصہ درد اپنا رو رو کے سناتے ہو

ہر حرف جگر پر ہی الماس فشان گویا
تم آپ بھی روتے ہو ہمکو بھی رولاتے ہو

کہان بینا ہی تیغ ایسا کہ محو روئے زیبا ہو
وہ کس صورت رہے مشتاق آئینہ جو اندھا ہو

دل ناصاف کیونکر جلوۂ معشوق کی جا ہو
تمنا ہی کسی صورت یہ آئینہ مصفا ہو

کم از یک چشمک ساغر ہی مقدار اقامت یان
دل اس عشرت سرا مین کیا کسو دلگیر کا وا ہو

نہ چشم کم سے دیکھ اے ابر اشک چشم کو میرے
یہ قطرہ قابلیت اسکی رکھتا ہی کہ دریا ہو

دوا سے کرتے ہین پرہیز وہ طالب جو اسکے ہین
تو اے بیدرد درد عشق کا ہرگز نہ جویا ہو

ہمارے شیوے کی تقلید مجنون ہی سے بن آئی
مقلد بھی کسیکا کر کوئی ہوے تو ایسا ہو

کوئی باقی ہی بیشک محفل زیبائے عالم کا
نہو یون منتظم مجلس نہ جبتک مجلس آرا ہو

تجلی دوست ہی توسعی کرتا دل ہو ویران تر
کہ وسعت پر تو مہ کی بقدر طول صحرا ہو

فقط ہی ظلمت تن ہی صفائے روح کی مانع
یہ گرد اوڑ جائے تو کیا آب اس گوہر مین پیدا ہو

اگر ہی شور کچھ سر مین تو رکھ کوئی جنون یان پا
قبا کر جیب مونہہ پر خاک مل بدنام رسوا ہو

ہجوم آہ نے سوز جگر کو اور بھڑکایا
ہوائے تند کی تحریک سے آتش دوبالا ہو

نہین ہی وجہ بے صبری ہماری دیکھکر تمکو
جو دیکھے یہ رخ زیبا وہ کس صورت شکیبا ہو

سراسر نقش یہ صفحہ عبارت ہی جہان جس سے
ہر آئینہ رخ نقاش کا گر چشم بینا ہو

محبت کا تصرف یون ہی میرے قلب محزون پر
کہ زخمی عضو مین جسطرح نشتر دردافزا ہو

لیا چاہے ہی جو مول اوسپہ راسخ جان دو ہو تم
تمھاری جنس دل ہی قیمتی قدر اسکی پر کیا ہو

دوری سے عجب حال ہی اب دیکھنے آؤ
نزدیک ہی ڈھونڈھو ہمین اور راہ نہ پاؤ

پاؤن سے نکالو نہ رہ عشق مین کانٹا
ہر گام مزا اسکے کھٹکنے کا اوڑاؤ

یار دیہ سرا رہنے کی جاگہ نہین ہرگز
کیا بیٹھے ہو دل یان کے علاقونسے اوٹھاؤ
کہتے ہین جسے گرد عجب شئی ہی عسر زمان
قسمت ہو جو ملک بھی تو بہت اسکو بڑھاؤ

اس دامِ تعلق سے رہا ہونے کی راسخ
تدبیر یہی ہی کہ کہین دل کو پھنساؤ تو

سبب کیا ہی جو کچھ کھوئے گئے سے پائے جاتے ہو
سرِ حرف و حکایت وا کرو ٹک کیون چھپاتے ہو
تحیر ہی مجھے اسکا کہ کیون حیران ہو ایسے
نہین اک رفتگی سی ہی نظر بیخود سے آتے ہو
بہت کچھ صورتِ احوال بگڑی سی تمہاری ہے
نہ آئینہ کبھو دیکھو ہو نہ زلفین بناتے ہو
توجہ حال پر میرے کبھو آگے نہ تھی ایسی
جو دور اب دیکھتے ہو پاس اشارے سے بلاتے ہو
بہت سا فرق ہی بے اعتنائی بے نیازی مین
کسو طناز کے کیا اندنون تم ناز اوٹھاتے ہو

علاقہ ہو کہین دلکا تو راسخ سے کہو صاحب
وہ نامحرم نہین کیون اوس سے یون شرمائے جاتے ہو

کیا ہو دل ناشاد کو گر شاد کرے تو
کیا ہو جو یہ ویرانہ پھر آباد کرے تو
مین رویا تو ہنسکر یہی بولے دمِ رخصت
بھولون تجھے ایسا کہ بہت یاد کرے تو
جینے کا یہ باعث ہی کہ ہین قید مین تیری
مرجائین ابھی گر ہمین آزاد کرے تو
آدے چمن آرا بھی نظر گر بہ تامل
سیرِ چمنِ عالمِ ایجاد کرے تو

گر درد کا طالب ہی تو بے درد بھی راسخ
لازم ہی کہ نالان سے فریاد کرے تو

کھینچون دمِ سحر تہِ دل سے جو آہ کو
کردون مکدر آئینۂ مہر و ماہ کو
پا رکھ سمجھکے اسمین کہ مشکل گذار ہے
تو سرسری نہ جان محبت کی راہ کو
بے روئے یار صورتِ تصویر کی طرح
آنکھون سے میری ربط نہین ہی نگاہ کو
تاریک اسقدر تو نہین گور کی بھی رات
نسبت دون کس سے ہجر کے روزِ سیاہ کو

راسخ وہ سنتا ہی نہین اے وائے اسکے تئین

کیونکر سناؤن اپنے مین حال تباہ کو

راسخ چلو اب دلکو علاقون سے اوٹھادو ہی خاک یہ جسم اسکی محبت بھی اوڑادو

اے ناصحو یہ مت کہو یاد اوسکو نکر تو گر تم مین تصرف ہی مرے دلسے بھلادو

سلگاتے ہو رہ رہ کے عبث دلکی تئین آہ اس گھر کو جلانا ہی تو اکبار جلادو

تا چند رہے نزع مین یان دم کی کشاکش تم آنکے اک مرتبہ قضیا ہی چکادو

دلکی کرو سیر آنکھون کو تم موندکے راسخ
اس گھر مین پھر اچاہو تو دروازہ لگادو

نہ کرو مرزائی خاک کوئی رسوائی بنو عشق مین راسخ جو عاقل ہو تو سودائی بنو

جامۂ رعنائی معشوق اپنے مین بناؤ یان تلک بگڑو کہ اوسکے حسن و زیبائی بنو

اس قلمرو سے خرد کے نکلو سیاحی کرو کب تلک شہری رہوگے جاؤ صحرائی بنو

شرط الفت ہی یہی رکھو اوسیکی دلمین چاہ گو وہ ہرجائی ہی لیکن تم نہ ہرجائی بنو

دوست سے گر چاہتے ہو راہ پیدا ہو تمھین دشمنون کے جا کو منت کش ہو مجرائی بنو

عاشقی مشکل ہی راسخ تم سے نبھنے کی نہین
دیکھو مت چاہو کسیکو تم نہ شیدائی بنو

وسعت شہر تھی اک گوشۂ زندان مجھکو لیگئی وحشت دل سوے بیابان مجھکو

میرے در پے نہو کیا جانون کہان ہی چمن آہ تفرقہ یار و نگار رکھتا ہی پریشان مجھکو

ہون تصور مین کسو دست نگارین کے مین آہ بھاوے کس رنگ بھلا پنجۂ مرجان مجھکو

رہتے ہین میرے لب زخم ہمیشہ خندان چرخ نے طرفہ دئے ہین لب خندان مجھکو

پیش ازین وے جو مرے رونے پہ چشمک زن تھے آنسو بھر لاتے ہین اب دیکھکے گریان مجھکو

راہ دشوار سخن کا ہون بلد اے راسخ
رہنما جانتے ہین اپنا سخندان مجھکو

مجھے کمند مین عشق اپنی گر پھنسا دے تو
غم جہان کے اس اولجھاؤ سے بچا دے تو

بنا کیا پس دیوار کعبہ گھر تو کیا
یہ سعی کر کہ کسو دل مین گھر بنا دے تو

جلانا غیر کو تجھا کر کے ہم سے دل گرمی
نہ یہ کہ آہ ہمارے تئین جلا دے تو

ہجوم گریہ مرا دیکھ یون لگے کہنے
کہ سیل اشک مین کاش اپنے ڈوب جاوے تو

شتاب آتری دوری مین اب قریب ہے آہ
کہ ڈھونڈھے ہمکو بہت پر کہین نہ پاوے تو

خرد سے تنگ ہون اے عشق مجھپہ احسان ہے
جو چندروز دوانا مجھے بنا دے تو

نگاہ لطف کا جویائی چشم تجھ سے رکھے
ستم ہے انکھ بھی اوس سے نہ ٹک ملا دے تو

بہت ذرد دن ہون مین تجھسے تو اے زبان دراز
مبادا شمع صفت سر مرا کٹا دے تو

ہمین ہے پیرہن یار رشک تجھ پہ کہ ہم
تن اوسکا کر نہ سکے مس مزا اوڑا دے تو

فلک یہ کیا ہے دل سخت اونکے نرم نہون
ہمین جنہون کے لئے ہائے یون گھلا دے تو

وہ سنگدل تو نہین چاہنے کی گون راسخ
ضرور کیا ہے کہ پتھر سے دل لگا دے تو

حسرت ہے کہ دل چوٹ سا کچھ کھا کے حزین ہے
اس شیشہ کو پتھر سے سروکار کہین ہے

کب سرد کن آتش دل آہ حزین ہو
ڈرتا ہون ہوا وجہ ترقی نہ کہین ہو

مست مے پندار ہین سب اہل مساجد
گر ہوش تجھے ہے تو خرابات نشین ہو

کچھ زور جگہ ہے یہ طلسم تن خاکی
اغلب ہے کہ وہ گوہر نایاب یہین ہو

خالق ہی کا مصروف اطاعت جو رہے تو
اقلیم دل خلق ترے زیر نگین ہو

حیران ہون کہ دابی دل پروانہ مین وہ آگ
جس آگ سے پر خوف دل روح الامین ہو

لیوے جو مزا مرگ کی لذت کا تو پھر تو
نہ رفتۂ شیرین ہو نہ محو نمکین ہو

ہے رفتن جان آہ یہ جانا تو تمھارا
پھر آؤگے تم آہ یہ کسطرح یقین ہو

دزدیدہ نگاہون کے ہے انداز سے پیدا
دل جسنے چورایا ہے ہمارا وہ تمہین ہو

چہرہ کا نقاب اپنے بنایا اسے تم نے
نازاں ہی تجلی یہ نہ کیون مہ کے تئین ہو

شایان گل داغ کرا سکے تئین یارب
ان پھولون کی کیاری مرے سینے کی زمین ہو

ٹک وقت اخیر آئیو بالین پہ مری تم
تا سہل وداع نفس باز پسین ہو

مشکل ہے ترا سجدۂ درہو اوسے قسمت
خورشید صفت گو ہمہ تن کوئی جبین ہو

ق

گو رحم نہ کیجے تو ستم ہی سہی صاحب
اندوہ سے تا خاطر عاشق نہ قرین ہو

بے لطف حیات اوسکی ہے عشاق مین جو آہ
نہ مہر کے شایان ہو نہ شایستہ کین ہو

راسخ ہمہ تن ذوق ہین وہ جنکے پھنسے دل
لذت سے اسیری کی تم آگاہ نہین ہو

ولہ

کہان تم چاہنے والونسے اپنے پیار رکھتے ہو
تمھین جو چاہے اوسکو آخر آخر مار رکھتے ہو

بہت چیکا بنایا ہمکو اس بیماری دل نے
ولے تمنے نہ پوچھا یون کہ کیا آزار رکھتے ہو

بقدر دعوے عشق ابتلائے عشق باز آئے ہے
اسی سے تم ہمین ایسا خراب و خوار رکھتے ہو

کوئی بدکار اگر گھورے تو ننگ آتا نہین تمکو
ہماری بھی نگاہ پاک سے تم عار رکھتے ہو

بھلا ہم شوق کشتن کا مدل حاصل کرین کیونکر
بہم سوتے ہو لیکن درمیان تلوار رکھتے ہو

اوٹھائین کیون نہ ہاتھ اپنے دل بیتاب سے اب ہم
دل اغیار پر تم ہاتھ سو سو بار رکھتے ہو

سبک تر سمجھے ہے مزدور خوشدل کار سنگین کو
دو اک بوسہ جو دوش دل پہ غم کا بار رکھتے ہو

ہمین آئینہ کے عاشق اچھی صورت والے جتنے ہین
ہمارے دل سے کیون تم نفرت بسیار رکھتے ہو

کسو کا دام کاکل ہم دکھاوینگے تمہین راسخ
تم اس آزادی کا اپنی بہت پندار رکھتے ہو

ولہ

محو حسن اوسکا ہوئے دل جو ادا رکھتا ہو
چشم مست و نگہ ہوش ربا رکھتا ہو

تن لاغر مین تپ عشق چھپا کمن مین کبھی
خس مین آتش کو اگر کوئی چھپا رکھتا ہو

کیون نہ اک لغزش پا مین وہ خودی ترک کرے
مے سرجوش کا زاہد نشا رکھتا ہو

بے بقا ہے یہ گل سست وفا اے بلبل
دل وسے دیجے جو رنگ وفا رکھتا ہو

قادر اس پر ہو کہ جاذب دل معشوق کرے
عشق عاشق اثر اتنا تو بھلا رکھتا ہو

سینہ چاکون سے محبت کے اوسے کیا نسبت
گو یہ تقلید کوئی جیب قبا رکھتا ہو

مرد رہ وہ ہے کہ پھوٹا نہ پڑے آبلہ سان
طاقت ضبط غم عشق سدا رکھتا ہو

لو نہ تم ایک نگہ پر اوسے جو شیشۂ دل
کارگاہ دو جہان اپنی بہار رکھتا ہو

راہ پر لائی ندامت مجھے گمراہی کی
بھٹکے وہ کاہیکو جو راہ نمار رکھتا ہو

کیون نہ اک حلقۂ تنگ اوسکی نظر مین ہو جہان
جو گرفتاری صد دام بلا رکھتا ہو

لذتین غم کی ترے ہو چیو راسخ پہ حرام
دلمین کچھ اور اگر غم کے سوا رکھتا ہو

جھلک اس بدر سے چہرے کی جسکو ٹک دکھاتا ہو
اوسے تم کاہش غم سے ہلال آخر بناتے ہو

تصور بھی تمھارا منہ چھپائے دلمین آتا ہو
تم ایسا آپکو بیوجہ ہم سے کیون چھپاتے ہو

کہان تک امتحان اس امتحان کا مین دیوانا ہون
برہنہ پا مجھے گلیونمین برسون سے پھراتے ہو

مری گرمی نظارہ سے پگھلے جاتے ہو صاحب
فشار سخت کی غیرونکے کیونکر تاب لاتے ہو

درازی شب ہجر اوس سے اے یار فزون تر ہو
عبث تم مجھکو طول روز محشر سے ڈراتے ہو

تمھاری بات اب راسخ سمجھ مین کسطرح آئے
گلا بھی یار کا کرتے ہو اور روتے بھی جاتے ہو

دل نے بازیچۂ اطفال بنایا ہمکو
چشم پر آب نے دانستہ ڈبایا ہمکو

خاک منہ پر ملی جوگی بنے حیران رہے
تم نے کیون آرسی سا چہرہ دکھایا ہمکو

آہ لب پر رہی پیری مین بھی غفلت نہ گئی
صبح کی یاد نے بھی ٹک نہ جگایا ہمکو

وادی عشق کے گم گشتہ کسے ملتے ہین
خضر جو یا تھا ہمارا پہ نہ پایا ہمکو

اونکو بھی یاد سے جانا تھا ہماری سو ہائے
آپ تو جی مین رہے اور بھلایا ہمکو

جون لب زخم ملے بھی تو لہو رو رو کر
دوری ہی نے نہ عزیزونکی کڑھایا ہمکو

قابل آتش ہجران ہی تھے ہم سوختنی
تمنے اس آگ مین دانستہ جلایا ہمکو

چشم پوشی ہی جو منظور تھی تم اول ربط
کیون فریبندہ نگاہون سے لبھایا ہمکو

بیقراری سے ہم آتش تہ پا تھے تم بن
ایک جا دل کی طپش نے نہ بٹھایا ہمکو

نقش پا سے سر رہ اونکے تھے سو ہاے فلک — یہ بھی دیکھا نگیا تجھ سے مٹا یا ہمکو
دل ٹھکانے نرہا اونکے جدا ہونے سے — اس روش نے تو ٹھکانے ہی لگایا ہمکو

دیر شب روئے ہم افسانۂ راسخ سنکر
اس کہانی نے بہت ہاے رولایا ہمکو

یون صاف عکس یار سے وہ ہمکنار ہو — کس صورت آرسی سے نہ ہمکو غبار ہو
معذور ہے جو عاشق بیچارہ خوار ہو — دل اختیار مین ہو تو کیون بیوقار ہو
بے تہ نہو وین واقف سر نہان دوست — محرم اوسیکو کرتے ہین جو رازدار ہو
مین جو کہا کہ جبر ہے اب خواہشونکا ضبط — وے بولے کیا کرو جو تمہین اختیار ہو
یہ دل کہ سنگ تیرہ کو اس پر شرف ہے اب — گر صاف ہو تو آئینۂ روئے یار ہو
یان لاگ جس سے جی کی ہے وہ برق جلوہ ہے — بے نسبتی ہے دل نہ اگر بیقرار ہو
یہ جانیو کہ ہے یہ کسو نازنین کا ہاتھ — جب شاخ تازہ گل مین کوئی آشکار ہو
لیلے کو کیسی قیس سے دل گرمیان تھین ہاے — تمکو بھی کاش مجھ سے کچھ اخلاص پیار ہو
آنا تو اوس گل چمنستان حسن کا — ایسا ہے جیسے آمد فصل بہار ہو
ق اوس مہ کے عشق نے تمہین راسخ کیا ہلال — کیا ناتوان ہو کتنا ضعیف و نزار ہو

کاہیدگی سے صورت وہمی بنے ہو تم
تسپر بھی اوسکی خاطر نازک پہ بار ہو

کیون بڑھاتے ہو تم اسباب خود آرائی کو — طول مت دو مری بدنامی و رسوائی کو
ذوق دیدار سے محروم رکھا تمنے ہاے — ایسا حیران رکھا اپنے تماشائی کو
عقل والون کی اعانت تو نہ آئی کچھ کام — اب مشیر اپنا کرین گے کسو سودائی کو
آؤ جانے دو مناسب نہین کب تک صاحب — آزماؤگے مری صبر و شکیبائی کو
ہون خریدار دل و جان اوس جنس کو تہ جسنے کیا — یوسف مصر کے پیراہن رعنائی کو
مانع دید ہے افراط تجلی اون کی — وے نظر آوین اگر تاب ہو بینائی کو

دخل دعوے کو نہین معرفت یار مین کچھ — بلد اس راہ کا کر عجز شناسائی کو
روزِ محشر کی درازی تو ہی کوتاہ بہت — کس سے نسبت دو دن مین طولِ شب تنہائی کو

دیکھو پچھتاؤگے راسخ جگہہ آنکھون مین نہ دو
حسن والون کی خوش اسلوبی و زیبائی کو

راسخ دل اپنا درد سے مت آشنا کرو — یہ درد ہی برا مرض اسکی دوا کرو
ہی کارگاہِ دلکشِ عالم عجب جگہ — بیکاریان رہا نکرو کچھ کیا کرو
آغوش کے ہمارے بھی جائین کہین نصیب — کیا ہو کبھو جو لگ کے گلے سو رہا کرو
گر قیصر و سکندر و دارا ہوئے تو کیا — تم اپنے آستانے کا ہمسکو گدا کرو
خواہانِ روے خوب تمہاری ہی میری چشم — اس آئینہ کو سامنے اکثر رکھا کرو
دنبالہ گرد اوسکے رہو رہروانِ عشق — گر عقل ہی جنون کے تئین رہنما کرو
ملتا ہون اونکی حسرت پابوس مین جو ہاتھ — کہتے ہین بیٹھے ہاتھ تم اپنے ملا کرو
ان ٹھیس کھائے شیشون کی کچھ اب بھی سمجھو قدر — پاسِ دلِ شکستۂ اہلِ وفا کرو

راسخ علاقہ دلکا نہو دلبرون کے ساتھ
تم اہل دل ہو حق مین مرے یہ دعا کرو

دیکھین ہی نہ اونکو تو ہوس جینے کی کیا ہو — موند جائین اگر آنکھین اب اپنی تو بھلا ہو
کھلواتے نہین بند قبا مجھ سے تم اپنے — کیا اسکا سبب کاش یہ عقدہ کہین وا ہو
جیتا نہین کوئی جان گئے پر مگر اک ہم — کیا جانئے کسطرح جئے اونسے جدا ہو
پھرتی ہی مری خاک بھی گرد اونکی گلی کے — مرنے سے کہان خاتمۂ کار وفا ہو
فیضِ نفسِ اہلِ صفا صیقلِ دل ہے — بن اسکے یہ آئینہ نہ دیدار نما ہو
کچھ لازمۂ عشق نہین رغبت معشوق — ہم جی سے تمہین چاہین ہین تم چاہو نچاہو

سپر پیشکشِ خنجرِ قاتل کرو راسخ

حق تم سے محبت کا بھلا کچھ تو ادا ہو

مکان کی اپنے آرایش جو ہو منظور جانان کو
اسی رستے سے پہونچے او سکے گھر تک او سکو دیکھے
مہیا ئے قبولِ عکسِ روئے یار زیبا ہے
طبیبِ عشق کی تشخیص قابل ہو ستایش کے
کبھی رہتی ہو زلف یار ہی دلسے ہمارے کچھ
دبی آگ اس دلِ افسردہ کی پھر اسنے بھڑکائی

کرے نصب آئینہ کی جا ہماری چشم حیران کو
جو طالب ہو غلط مت کر رہ چاک گریبان کو
صفا سے آشنا کر تو تنک اس آئینہ جان کو
لکھا ز ے ہین بیدردون کے مشتاقان درمان کو
وگرنہ ربط رہتا ہو پریشان سے پریشان کو
جھپک کس نے سکھائی یہ تر دامان مژگان کو

چراغِ راہِ تاریک عدم ہیجو اسے راسخ
فروزان رکھو دل ہین داغ عشق گلعذار انکو

ردیف ہاے ہوز

شرکت سحر ہو طرز نگہ یار کے ساتھ
ہو سبب طولِ امل کا یہی اک تار نفس
کفر و اسلام سے رکھتا ہو معیشت یہ عشق
ہائے بھرتے ہین دم سردِ خریدار او سکے
قابلیت کی ہو تشخیص قیامت یہ ہے
خوب و زشتِ چمنِ دہر کا صانع ہو ایک
کسقدر بو قلمون جلوہ ہو اپنا محبوب

مار رکھا اوسے دیکھا جسے ٹک پیار کے ساتھ
سارے اولجھاؤ ہین وابستہ اسی تار کے ساتھ
رشتہ ہی اسکے تئین سبحہ و زنار کے ساتھ
جنسِ حسن اونکی ہو کس گرمی بازار کے ساتھ
حشر منسوب تو ہو وعدۂ دیدار کے ساتھ
اُنس یان ہمکو مساوی ہو گل و خار کے ساتھ
کوئی بھی اسکی تجلی نہین تکرار کے ساتھ

وہ تو پابند وفا ہو نہ لڑو راسخ سے
ہردم اولجھا نہ کرو اپنے گرفتار کے ساتھ

پوچھو مت عشق کو کہ کیا ہو یہ
پار ہوتی ہو جی کے تیری نگاہ

بڑی آفت ہو بد بلا ہے یہ
گویا ناوک قضا ہے یہ

ابتدا عشق کی ہی جانبازی — یہ سمجھ مت کہ انتہا ہے یہ
کوئی گاہک نہین وفا کا ہائے — تو کہے جنس ناروا ہے یہ

رقت آور بہت ہی لے راسخ
ہی غزل یہ کہ مرثیا ہے یہ

ردیف یائے تحتانی

ہمین تحریک آہ سرد نے اکثر رولایا ہے — چلی ہی جب یہ ٹھنڈی باؤ تب مینہ خوب آیا ہی
نہ ہے وہ قطع پیوند اہل جسکو خوش آیا ہی — اسی رشتے تے سر رشتہ علاقونکا بڑھایا ہی
ہوئے ہین محو اوس نوخط کے کیا گل اب کھلے دیکھیں — عجب اک باغ سبز اس چشم نے ہمکو دکھایا ہی
ہوئے برسون کہ میخانے مین پگڑی اٹکی ہی اپنی — سر عریان کو وان کا سایۂ دیوار بھایا ہی
بڑا طوفان اب یہ ہی کہ آنسو ہی نہین تھمتے — اس افراط بکا نے ہائے ہمکو تو ڈوبایا ہے
بنائے صبر کئی بیٹھ اس گمان پر تو نیاز دن کے — کہ کس امید پر غیر دن نے ناز اونکا اوٹھایا ہی
خنک ہی زاہد بیدرد تو چھاتی سراہ اونکی — جنھون نے داغ عشق دلبران دل پر جلایا ہی
دل تنگ اپنا وسعت کتنی رکھتا ہی کیا جانون — یہ اتنا جانتا ہون مین کہ تو اس مین سمایا ہی
موئے ہم پر نہ کار امتحان اونکا ہوا آخر — ہماری خاک کو بازیچۂ باد آب بنایا ہی
درآئے دلمین بندے کے تم آنکھون کے ملاتے ہی — یہ اعجوبہ ہنر صاحب تمہین کسنے سکھایا ہی
خوشامد کی تو نوبت اپنی اونسے یان تلک پہونچی — کہ اک ٹھوکر کی خاطر پاؤن پر سون ہی دبایا ہی
پڑی ہی چشم سوزن بھی نہ زخم تیغ پر اوسکے — اسے نامحرمونکی آنکھ سے ہمنے چھپایا ہی

مبارک ہو تمہین چاہت بہت ارمان تھا اسکا
سنا ہی ہمنے راسخ جی کہین تمنے لگایا ہے

تجلی نام کر اونکی جو ہی سیر کی جا ہے — خوشا اہل بصیرت دہی جنھونکی چشم دل وا ہی
خرد کو جانین علت معرفت کی ہم یہ بیجا ہی — کہ کشف ایسی حقیقت کا درآئے عقل دانا ہی
لگا مین وصف رو کرنے تو بولے منہ تو دیکھ اپنا — صفت کی زلف کی کہنے لگے تجھکو تو سودا ہی

نہ گئی شرم اونکی گو وے ساتھ سوئے مدتون میرے / نظر نیچی ہی یعنی اب تلک آنکھونکا پردا ہی

ہم اونکے ننگ عشق اونکا ہمارا باعثِ عزت / ہماری اونکی نسبت نسبتِ خورشید و حربا ہے

تنِ کاہیدہ سے میرے جنون ہی بر سر کاوش / گلے کا طوق گز زنجیر پا ہوئے عجب کیا ہی

تمھارا حسن خواہش آفرین ہی دلمین عاشق کے / تم ایسے کیون بنے جویان ہجوم صد تمنا ہی

اک اعجوبہ مکان ہی یہ دلِ تنگ اتنا جانون ہون / جو آنکھین ہون تو عالم عالم اس گھر مین تماشا ہی

کوئی غواص اسکی تہ تلک پہونچا نہین اب تک / یہ دریائے محبت بھی عجب تہ دار دریا ہی

کسو شب باز کا ان پتلیونمین تعبیہ ہی کچھ / اوسی کے نطق سے یہ قالبِ خاک ایسا گویا ہی

قیامت مین تجلّی عام ہوگی کیا کرینگے ہم / ادھر غیرت ہی مانع شوق ادھر گرم تقاضا ہے

دل اک لوٹا ہوا شیشہ تو ہی اپنا پرائے راسخ
جواہر خانۂ ہر دو جہان پیمانہ اسکا ہے

طرز نگہ تمھاری جون سحر کارگر ہے / ٹک اسطرف تو دیکھو صاحب یہ کیا نظر ہی

ہی صد جفا کار و کش دل کا بھی کیا جگر ہی / یہ آبگینہ اپنا خارا سے سخت تر ہے

مغلوب عقل کب ہون مجنون عشق تیرے / جو لٹ گئے اونھون کو رہزن کا کیا خطر ہی

کتنا ہی سر مین اسکے اے عشق شور تیرا / یہ عندلیبِ نالان گو ایک مشت پر ہے

وہ سعی کر کہ تجھکو حاصل ہو دولتِ دین / منعم متاعِ دنیا کتنی ہی کسقدر ہے

جاوے کہان تمھاری زلفون کے حلقے سے دل / رہنے کی گون ہی یہ جا ہر چند مختصر ہی

لے میرا شیشۂ دل پھر اور مانگتے ہو / پہلوئے بیدلان کیا دوکان شیشہ گر ہی

مجھ بدرہ و روش سے لی عبرت اکثرون نے / گمراہی اب تو میری یارون کی راہبر ہی

اے غافل اس سرا کی کیا فرصتِ اقامت / ہشیار رہ جو ہر دم آمادۂ سفر ہی

کس صورت اوسکے تن سے آئینہ منعکس ہو / وہ مایۂ لطافت جان سے لطیف تر ہی

تودیع یکدگر مین مصروف ہین تن و جان / حرف وداع جب سے اونکی زبان پر ہی

قطعہ

کرتا ہون قدر اپنی مین داغدار دل کی — مہر اس پہ ہی تمھاری یہ نسخہ معتبر ہی
دیر و حرم کہان کا عرش برین ہی کیسا — مطلوب کسطرف ہی غفلت سے تو کدھر ہی
جو یا اگر ہی اونکا جاتا دل شکستہ ہے — وے ہین اسی مین یہ جو ٹوٹا ہوا سا گھر ہی

ہین یہ جو صندلی رنگ ان دلبرون کی چاہت
کب جاوے دل سے راسخ گو وجہ درد سر ہی

یاقوت ہین بعینہ ٹکڑے مرے جگر کے — نکلے ہین کیا جواہر کیسہ سے چشم تر کے
آوے بیان مین کب ڈھب اونکے دیکھنے کا — جاتے ہین جی چلا اس انداز پر نظر کے
کچھ وہم سے رہے ہین کامیدہ ہوئے ہوتے — جاوینگے درمیان سے وارفتہ اوس کمر کے
مقدار کم بہت تھا رہنے کا اس سرا مین — آمادہ ہی رہے ہم ہر آن یان سفر کے
منظور ہین ہمارے اونکے لب اور دندان — خواہان نہ لعل کے ہم نی حسرتی گہر کے
دل تک رسا نہین وہ ہی کعبہ ہی جنکا مسکن — منزل تلک نہ پہونچے باشندہ رہگذر کے
مشعل سے روز کے بھی سہ بیفروغ تر ہو — اوس چہرے سے کسو شب گر تنگ نقاب سرکے
جو بے ہنر ہین اونکی از بس ہوا سلئے ہم — کرتے رہے توقف اظہار مین ہنر کے
صفرا یہ وہ ہی جسکا سودا ہی ہی نتیجہ — کیونکر سیہ نہو وین دل طالبان زر کے
ہی جملہ شور بلبل اے عشق آہ تجھکو — کیا کیا مجادلے ہین ساتھ ایک مشت پر کے
جوگی کوئی ہی ایمن کوئی برو گی ان ہین — دیکھے ہین لاگ والے ہم نے تمہارے در کے

اللہ ری شیخت خرقہ گلے بندھا ہے
راسخ ہوے لباسی ترک لباس کرکے

گردون نے طرفہ قلب درد آشنا دیا ہی — یعنی ہمین یہ شیشہ ٹوٹا ہوا دیا ہے
شہ اکطرف گدا کی چڑھتے نہین نظر ہم — آنکھون سے تم نے ایسا ہمکو گرا دیا ہی
ہم مشت خاک گویا بازیچہ یار کے ہین — اکثر ہمین بنایا اکثر مٹا دیا ہے
اپنے گلے بندھی ہی تعظیم تیغ قاتل — جب ذکر اوسکا آیا تب سر جھکا دیا ہی

ہشیار ہو تو مت سن افسانہ عاشقی کا
اے وائے اکثروں کو ان نے سلا دیا ہے

تھے غافلانہ آگے مانوس جسم خاکی
پر اب کہاں لیے بھی ہم نے اوٹھا دیا ہے

جوں نقش پا میں گو لیکن نہ اوٹھیں یاں سے
ہمکو وفا نے در پر تیرے بٹھا دیا ہے

ہے یہ علاقہ دل کا کیا صاحب تصرف
ہر شے سے دل ہمارا ان نے اوٹھا دیا ہے

دشنام دی اونہوں نے وصف جمال سنکر
کیا اپنی مدح کا یہ ہمکو صلا دیا ہے

کتنی گران بہا ہے پاؤں کی اونکے ٹھوکر
قیمت میں اسکی سر کو ہمنے جھکا دیا ہے

کب تک غبار ہم سے جی میں رکھو گے صاحب
ان نے تو خاک ہی میں ہمکو ملا دیا ہے

وقت وداع کہہ گئے وصل اب نہیں مقدر
اس بات نے تو جی ہی اپنا کھپا دیا ہے

سنتے تھے ہوش افزا جلوے کو ہم تمہارے
سو ہمکو تو دوانا ان نے بنا دیا ہے

ہم شوق کشتگان کا کیوں ہو نہ قصہ کوتہ
آرائشوں کو بیحد تم نے بڑھا دیا ہے

کوئی وجہ درمیان ہے جو محو دل میں راسخ
اس آئینہ نے کچھ تو انکو دکھا دیا ہے

اوس دل کو نزاکت میں جو شیشہ سے ادھر ہے
پتھر سے لگایا یہ ہمارا ہی جگر ہے

محسود شب اوس لطف سے عاشق کی سحر ہے
رخ دیکھ کے خود رفتگی اہل نظر ہے

کس طرح ہوا صاف ہو صحرا کی کہ ہمکو
واں خاک اوڑانے ہی کا شغل آٹھ پہر ہے

محتاج سیاحت کا نہیں عارف کامل
دریا کے تئیں آب ہی میں سیر و سفر ہے

اس مرگ طبعی کا تو اندیشہ نہیں کچھ
مر کر جئیں گے یہ بڑا خوف و خطر ہے

رحمت سے خداوند کی مایوس نہیں ہیں
گو فرط جرائم کا بہت حشر میں ڈر ہے

تو اشک ندامت مرے چہرے سے پہ رواں رکھ
یہ چشم مجھے تجھ سے اب اے دیدۂ تر ہے

بے لذت و بے ذوق ہے داغی نہو جب تک
اس باغ میں دلکا بھی ثمر طرفہ ثمر ہے

عادی کرو فرقت کا مجھے اپنی بتدریج
اے وائے جدا ہونا ہی منظور اگر ہے

سادے ہو نہ ساتھ انکے پیو بادۂ سرجوش
پرکاری اغیار سے کیا تمکو خبر ہے

وا دیدار م وحور کا زاہد کو مبارک
لاگ اپنی نگہ کی ہے ادھر یار جدھر ہے

دشمن نے بھرے ہین بہت اب کان تمھارے
گنجایش سخن کو مرے کب گرچہ گہر ہے

معشوقون کے اعضا کا تناسب تمہین بھایا ق
گہ مدح دہن گاہ سر وصف کمر ہے

نقاش کی خوبی کو نہین دیکھتے راسخ
اس نقش ہی کے محو ہو تم دھیان کدھر ہے

شاداب چمن عشق کا زنہار نہ ہووے
یہ گریہ اگر آب رخ کار نہووے

دل وا نہو گر آہون کی تکرار نہووے
وہ خانہ قفس ہے جو ہوا دار نہووے

ہان معترف جرم ہی رہ پیش خداوند
ہے شرط ادب گو تو گنہگار نہ ہووے

اُس جان مجسم کی بیان کیا ہو لطافت
عکس آئینہ مین جسکا نمودار نہووے

باعث ہے ہمارا ہی دم سرد وگرنہ
ہر گریہ تری گرمی بازار نہ ہووے

اس باغ مین جون نکہت گل رہ تو سبکسار
تا یان سے جو چلنا ہے تو دشوار نہووے

ہے بیخودی اور دل پر خون کی گلابی
مست اسکا نظا ہر کبھو ہشیار نہووے

نا فہمی سے کہہ بیٹھے کہ سنبل سے ہین وہ بال
ہے خوف کہ اسکا کہین بیمار نہ ہووے

گو رانہ نہ طے کیجو تو راہ طلب یار
ہان دیکھیو پامال کوئی خار نہووے

ہے قیمت زنار رگ جان برہمن
اے شیخ ترے سبحہ کا یہ تار نہووے

ہر آن کہان ہم سے سہی جائے یہ دشنام
عیاری سے چتون مین جو ٹک پیار نہووے

دشوار ہے جانون کا اعادہ سوئے اجساد
گر حشر کے دن مژدہ دیدار نہووے

تو سرسری مت دیکھ ہمارا دل پر داغ
بیدردیہ سیر گل و گلزار نہووے

ارزش نہین اس عہد مین ارباب وفا کی
اب کون ہے ایسا جو جفا کار نہووے

بندہ ہون پہ ہے عیب وفا مجھ مین بھی راسخ
اغلب ہے مرا کوئی خریدار نہ ہووے

سیمیا ساز عشق ایسا ہے
جس سے دل وحشت دیدہ دریا ہے

کوئی در پردہ کارفرما ہے
ڈھب سے اس کارگہ کے پیدا ہے

کسکے چہرے کا حیرتی ہے ماہ
جملہ تن ایک دیدۂ وا ہے

ہم غبار آئینہ سے کیا رکھیں
درمیان اونکا روئے زیبا ہے

دہر ہے وہ کہن خرابہ کہ یان
کل جو تھا شہر آج صحرا ہے

ہمہ تن ذوق ہے دل اسکے سبب
غم تمھارا نشاط افزا ہے

عشق آتش مزاج ہے لیکن
سانس ٹھنڈی نتیجہ اسکا ہے

جسکو اس بزم میں ہے کچھ بھی ہوش
رفتۂ حسنِ بزم آرا ہے

خون بہا میرا ہے یہی کہ کہو
یہ مرا کشتۂ تمنا ہے

بے سر و پا ہوئے ہم اوسکو دیکھ
وہ سراپا بھی کیا سراپا ہے

کچھ نہ سمجھے گئے کسو سے تم
بارے اتنا تو ہم نے سمجھا ہے

حسن میں ہے کہاں عدیل اونکا
عشق میں کون میرا ہمتا ہے

دل سے غافل ہوں لیک جانوں ہوں
کہ اسی گھر میں کچھ تماشا ہے

وے گئے تم نہ مر گئے راسخ
جیتے ہو اب تلک آہ یہ کیا ہے

دلکش ہے وضع کتنی اس طرفہ گلستان کی
ہیں رفتہ ہم تو اسکے کیا ہی روش ہے بانکی

آغاز عاشقی ہی ہے جی کا ڈوب جانا
پہلی ہی موج ہے یہ اس بحرِ بیکران کی

صد گونہ دردِ سر سے چھوٹے پھسا کے دل ہم
صندل ہوئی جبین کا خاک اوسکے آستان کی

اک کیسۂ تہی ہے عمّان بھی اسکے آگے
اللہ رے مایہ داری چشمِ گہر فشان کی

حالِ دلِ شکستہ تم بن یہ ہے کہ جیسے
ہیئت بگڑ گئی ہو ٹوٹے ہوئے مکان کی

یوں گئے کہ نقشِ پا بھی پیدا نہیں ہے اونکا
بھائی نہ ہائے مجھکو یہ چال ہمرہان کی

نزدیک ہے کہ ہو وے بیطاقتی بھی رخصت
طاقت ہے ایسی زائل اب تیرے ناتوان کی

ہین بال و پر پریشان بلبل کو پائے گلبن
ہی مرگ رشک کی جا اس مشتِ استخوانکی

غوّاصی اور بھی کر اس بحر مین تو راسخ
کھینچے ہی دامنِ دل خوبی ترے بیان کی

شمعِ سحر ہین ہم تم کیا بود و باش یان کی
روشن ہی بے بقائی اس مجلسِ جہان کی

جتنی ہو تیغ پُر خم اوتنی ہی کارگر ہو
وہ ابروئے خمیدہ مجروح کن ہی جان کی

غم سے گذشتگان کے دل بجھ رہا ہی میرا
ہون آتشِ فسردہ اس رفتہ کاروان کی

وے شوقِ و آرزو کا سنتے ہی حرف مجھسے
بولے کہ شوق کیسا اور آرزو کہان کی

کیا ہم سے ناقصون پر تیغِ جفا وہ کھینچے
ہی کاملون کی جانب تخصیص امتحان کی

اندوہِ فرقتِ وصل اے وائے بدلا ہی
نے نالہ کش رہے ہی دوری سے نیستان کی

رہ پیر دِنکو یان اے قربِ حق کے طالب
ذی قدر ہو طفیلی خاطر سے میہمان کی

دوری مین آہ اونکی اب تو قریب تر ہے
جان سے وداع تن کی تن سے وداع جان کی

باہر بیان سے ہی یہ اضطراب بیحد
ٹھہرے تو کچھ بیان ہو حالت دلِ طپانکی

صحنِ چمن بنا ہی دامانِ کوہ و صحرا
دیکھو تو خونفشانی اس چشمِ خون فشان کی

جان ہی عزیز مجھکو اسواسطے کہ ہے یہ
تحویل دار اونکی غمہائے جاودان کی

ہی اسکا سونپ دینا گردن پہ اپنی راسخ
یہ سر جو ہی امانت جانان کے آستان کی

دل کو نہ کہو کہ غنچہ سا ہے
غنچہ نہین باغ دلکشا ہے

کیفیتین اسکی کیا کہین ہم
ہشیاری بھی کچھ عجب نشا ہی

بیہودہ بہت ہنسا کئے ہین
رونا بھی اب ہمین سدا ہے

ایک اونکی نگاہِ آشنا نے
سب سے بیگانہ کر دیا ہے

بینائی ہمین نہین وگر نہ
وہ جلوہ فروشِ خودنما ہے

دی عاشق مدعا ہیں جن کو
معشوق سے وصل مدعا ہے

تم جی میں ہو اور کچھ نہیں یاں
پوچھو ہو کہ جی میں تیرے کیا ہے

غافل مت رہ کہ زندگانی
وابستہ ہے جس سے وہ ہوا ہے

راسخ کو کہاں ہے صبر تم بن
کہتے ہو کہ ہے یہ افترا ہے

آہ مر کر بھی فراغ اس سے بدشواری ہے
دل کا اولجھاؤ بھی اک سخت گرفتاری ہے

کشتہ ہوں معرکۂ عشق کی رسموں کا کہ واں
پائے مقتول کو قاتل کی طرفداری ہے

لطفِ معشوق تو مخصوص کسو کا نہیں پر
ہر کوئی وہم کا پابندِ غلط کاری ہے

جنس اعلیٰ ہے دل اور اوسکا خریدار افسوس
طفل ہے مرتبہ نافہم ہے بازاری ہے

بندہ ہوں منزلتِ قدر کا خواہاں کیا ہوں
میرے صاحب کو پسندیدہ مری خواری ہے

آفریں دیدۂ خونبار یہی تجھ سے تھی چشم
پاٹ دامن کا مرے پھولوں کی اک کیاری ہے

ننگ ہے خواب کی بیداریٔ غافل بھی آہ
خوابِ آگاہ دلاں مایۂ بیداری ہے

ہے وہ بیمہر تو پھر اوسے چاہو ہو واہ
راسخ ایسا تمہیں یہ شیشۂ دل بھاری ہے

یہ رنجِ غریبی سببِ خستہ تنی ہے
جوں نقشِ قدم اپنا وطن بیوطنی ہے

اے اہلِ طرب بزم میں ہم ماتمیوں کی
مت آئیو یاں نوحہ گری سینہ زنی ہے

بن سر دیے طے ہو نہ رہِ پر خطرِ عشق
یہ راہ دمِ تیغ ہے برچھی کی انی ہے

معمور ضیا ہے دلِ ویران شدہ اپنا
اس دشت میں کیا چادرِ مہتاب تنی ہے

جلنے پہ مرے دلکے نہ تم آنسو بہا لو
مت آب فشاں ہو یہ بنا سوختنی ہے

فرصت یہ ہمیں کب ہے کہ ہوں بت شکن اے شیخ
در پیش ابھی اپنی رعونت شکنی ہے

محتاج کسو شے کے نہیں اہلِ قناعت
جس پاس یہ دولت ہے وہ بالطبع غنی ہے

کم ظرفی پہ غنچے کی ہنسی آتی ہے مجھکو
لو گل سے مرے مدعی خوش دہنی ہے

بیصبرے یہان ہم ہمہ تن ہو گئے فریاد
پروان وہی تمکین ہے وہی کم سخنی ہے

ہم سائل دنیا فلک دون سے نہ ہو دین
اس سفلہ سے کیا مانگئے یہ ایک دنی ہے

نسبت دل پر داغ کو ہے سینے سے میرے
یہ لالہ نہ دشتی نہ عزیزان چمنی ہے

کیا ردنے سے مانوس ہین درویشی مین راسخ
آبی ہے گلے مین جواب انکی کفنی ہے

جمال یار کسو [illegible] پھر نہان نہ رہے
اس اپنی ہستی کا پردہ جو درمیان نہ رہے

قدم کو مرد کے عشق مین سمجھ کر رکھے
کہ رستمون کے بھی سر تن پہ آہ وان نہ رہے

[illegible] رنگ ایک عاشقی مین ہا
لب اشک سرخ رخ زرد پر روان نہ رہے

ہوا ہون شکل مثالی کا رشک ہم بن کاش
تن نزار مین اب جان ناتوان نہ رہے

ہو اس چمن مین تو جون گل شگفتگی بدبین
ہوئی شتاب ہوا جو گرفتہ یان نہ رہے

سبب ہو رنج کا آرام اب تو آخر عشق
اک اضطراب ہو جی کو جو دل طپان نہ رہے

بھلا کہو کہین ایسے سے اپنا کیونکر حال
کہ جب وہ سامنے ہو طاقت بیان نہ رہے

ہمین تو وسوسہ عقل راہ سے لیجاے
یہ جذب عشق گر اپنی طرف کشان نہ رہے

نہ تک چلے ترے دیوانے اہل عالم سے
لٹے ہوئے کبھو جو پائے کاروان نہ رہے

جھکرتے برسر کاوش ہین ہائے اونکی پلک
پھر اسپہ حکم ہے یہ دیدہ خون فشان نہ رہے

تو کوہکن ہے نہ قیس اب معاشرت کس سے
وہ صحبتین گئین اپنے مزاج دان نہ رہے

نمود کو نہین راسخ طریق عشق مین دخل
مٹا اپنے تئین یون کہ کچھ نشان نہ رہے

کب تلک غافل رکھے پندار ہشیاری مجھے
اے جنون درکار ہے تیری مددگاری مجھے

ہر دل پر داغ اپنا انتخاب باغ دہر
بھائی اس گلشن کے پھولونکی یہی کیاری مجھے

ہائے یون دیکھا کہ میرا کام ہی آخر ہوا
لگ گیا زخم اوس نگہ کے تیر کا کاری مجھے

کچھ بھی سیری اسیری مین نہ تھی صیاد کی
لیگیا صیاد تک شوق گرفتاری مجھے

آہ رو کون کسطرح اس جدول جاری کو مین
دیکھون کیا دکھلاے دان آنکھونکی خونباری مجھے

عشق مین اوس شوخ بازاری کی ہے میرا یہ حال
ہم گر ہنستے ہین روتا دیکھ بازاری مجھے

اشک خونی کا نشان دیکھا جو دامن پر مرے
ہنسکے بولے خوش نہین آتی یہ گلکاری مجھے

چشم تر مژگان پرنم آسمان نے کی عطا
تھی ہوائے سبزہ زار و چشمۂ جاری مجھے

کب تلک اس طبع خشن کی دلکشی بندے سے ہو
اب نہین صاحب دماغ نازبرداری مجھے

آہ اب مہلت کم کو جسے کہتے ہین عمر
کاٹنا تم بن پڑا ہے کیا ہی دشواری مجھے

کوئی رند اس میکدہ مین مجھسا اے راسخ نہین
اور یہان کیا کام جز رندی و میخواری مجھے

معشوق کی جفا سے جنکو گلا رہا ہے
کیا ناتمام اونکا کار وفا رہا ہے

منظور ہمکو صرفہ کب جان کا رہا ہے
اس راہ عاشقی مین سر زیر پا رہا ہے

تیغ اوسکی دیکھین کسکو کرتی ہے سرفراز اب
مدت تلک اک عالم گردن جھکا رہا ہے

اے برق جلوہ تجھ بن کیون ہون نہ اشک جاری
دل پر غم جدائی جون ابر چھا رہا ہے

چلنے ہی کے رہین ہین آمادہ اس سرا مین
خطرہ ہمین سفر کا یعنے سدا رہا ہے

زاہد بھی بادہ کش ہے دیکھ اوسکی مست آنکھین
اس شہر مین کہان اب کوئی پارسا رہا ہے

تلخ اپنا کام جان ہے شیرین لبونکے غم مین
اے وائے زندگی کا کیا اب مزا رہا ہے

مجلس مین رات میرے اشعار سنکے بولے
یہ بت بنا ہے باتین کیا کیا بنا رہا ہے

وہ جانے درد فرقت ہم ہجر دیدگان کا
اے وائے وصل سے جو اپنی جدا رہا ہے

تھا صبر کا بھروسا سو بے تہی کی ان نے
اب رحم ہی کا تیرے اک آسرا رہا ہے

پابوسی کا تو اونکی رتبہ کہان پر اکثر
سر اونکے نقش پا سے میرا لگا رہا ہے

ق
اس گوشت پارہ ہی کو دل جانتے رہے ہم
کتنا یہ سر پنہان ہم سے چھپا رہا ہے

جو اسمین تعبیہ تھا ہو وے پتا وسکی تہ تک
کیا ہائے فہم اپنا یان نارسا رہا ہے

آتے رہے ادھر تم جاتے رہے اودھر وے
راسخ تمہین تلک تھے اب او نہین کیا رہا ہے

اے وائے حزن و غم کی اس باغ کی بنا ہے
سرو چمن کو دیکھا اک آہ بے صدا ہے

عشق و جنون مین نسبت مجنون کو ہمسے کیا ہے
جو اوسکی انتہا تھی وہ اپنی ابتدا ہے

شایان آشنائی کوئی نہین جز اسکے
بیگانگی ہی اپنی اب ایک آشنا ہے

ہے سایۂ مژہ مین وان وہ نگاہ بانکی
یان پار ہے جگر کے کیا جانئے یہ کیا ہے

ہو بہشت پا ہماری دنیا کی کیون نہ روش
کوتاہ دست تو ہین ہمت ولے رسا ہے

وارفتہ اس مزے کے جی دیتے ہمنے دیکھے
یہ دردِ عشق کیا ہے اسکا بھی کیا مزا ہے

تھے محو بھلی اونکی ہم دلربا اداکے
پامالِ ناز ہین اب یہ آہ جان ربا ہے

ن

دیتا ہے مزد خدمت کی نقص پہ بھی
مولائے بندہ پرور کیا کامل العطا ہے

گر نقد جان بھی ٹھہرے قیمت تو مفت جانو
تو اے متاع خوبی کتنا گران بہا ہے

خوفِ گریز پائی تمکو عبث ہے صاحب
بندے کو مول لو تم ضامن مری وفا ہے

یہ محفل جہان ہے گو عیش گاہِ غافل
عبرت سے دیکھئے تو اک مجلسِ عزا ہے

اسباب عیش یانکے اسبابِ تعزیت ہین
اونکی نظر مین جنکی کچھ چشمِ ہوش وا ہے

چشم پر آب سا ہے جام شراب و مینا ہو
خون گشتہ دل سے مانا لے سر تا پا ہے

بازیچہ یار کے ہین راسخ باین تقدس
کچھ کھیل تو نہین ہے چاہت بری بلا ہے

آہ عالم کی ہم اس وضع سے حیران ہوئے
دشت یان شہر ہوئے شہر بیابان ہوئے

دل ہی تنہا نہ بنا اسکے لئے مقناطیس
اپنے سب عضو ترے جاذب پیکان ہوئے

اس خرابہ مین بنا خاک رکھے کوئی کہ آہ
مسکن زاغ و زغن شاہونکے ایوان ہوئے

جس زمین مین کہ رکھا ناکسونکو تیرے
اوسکے اطراف جہانتک تھے نیستان ہوئے

کیون نہ وے مدعیٔ معرفت حق ہو دین
جو شناسندۂ ماہیت انسان ہوئے

جی سے جانیکا سفر ہجر مین آیا درپیش
وے گئے اپنے بھی اب کوچ کے سامان ہوئے

سیر کی جا ہی مری آنکھونکی خون افشانی
تختۂ لالہ بیابانون کے دامان ہوئے

اب شب تار جدائی محک اسکی ہی ہائے
ہو کے ہم مدعیٔ صبر پشیمان ہوئے

دم مین آزاد کیا قید سے ہستی کی ہمین
تیغ قاتل کے تو ہم بندۂ احسان ہوئے

اہل معنی سے یہ صورتکدہ خالی ہی اب
اس مرقع کے ورق اچھے پریشان ہوئے

میر کے بعد مین اوستاد فن ریختہ ہم
اپنے شاگرد سب ہی صاحب دیوان ہوئے

ق
نہ حمائل رہے گردن مین کبھی اونکی ہاتھ
ہم سزاوار نہ اس قرب کے اک آن ہوئے

اوس کف پائے نگارین سے یہ آنکھین ملین
دل ہی مین خون ہمارے یہ سب ارمان ہوئے

اونکے مخصوص جفا ٹھہرے ہو اب تم راسخ
شکر کی جا ہی کہ اس لطف کے شایان ہوئے

اس حدیقہ مین تو ہم آکے سبکبار رہے
بوئے گل کی سی روش چلنے کو طیار رہے

شوق چاہے ہی کہ بے پردہ رخ یار رہے
گو نہ موسیٰ کی طرح طاقت دیدار رہے

مصرف خندۂ بیجا ہوئی اوقات عزیز
اب ہمین رونے سے کیونکر نہ سروکار رہے

گنہ اک جنس ہی ردکردۂ بازار قبول
کرم اونکا ہی کہ وے اسکے خریدار رہے

ایک رقعہ بھی نہ آیا کبھی اوس نوخط کا
ہم اُدھر سیکڑون ہی بھیجتے طومار رہے

ہی اسیران محبت کی رہائی دشوار
ہائے یہ لوگ تو مر کر بھی گرفتار رہے

خار یا ہو کے نہ رہ اس چمن عالم مین
چاہیے یون کہ تو سب کا گل دستار رہے

زندگی آگئی شب دیکھ وہ چہرہ ہمکو
دیر تصویر صفت پشت بہ دیوار رہے

عشق اک حاکم جابر ہی اگر حکم کرے
دیر مین شیخ حرم باندھ کے زنار رہے

نہ رہے نقش کے وارفتہ و شیدا راسخ

نقش پر دازہی کے وے تو طلبگار رہے

ہم بھی اوس غیرت یوسف کے طلبگار ہوئے
بیچکر جان عزیز اپنی خریدار ہوئے

وے ہنسے دیکھ کے منھ پر مرے آنسو کی ڈھلک
بارے یہ دیدۂ تر آب رخ کار ہوئے

دیر آزردہ رہے طول کو پہونچی رنجش
کیون چھوے ہمنے وہ کاکل جو یہ بستار ہوئے

نہین منظور خداوند کرم کی تعطیل
عمداً اتنے ہی لئے ہم تو گنہگار ہوئے

عشق اوس چشم پر افسونکا چھپے اب کیونکر
ہم تو افسانۂ ہر کوچہ و بازار ہوئے

حسن والے تو نہین توڑتے آئینہ کو
تم مرے دلکے عبث درپئے آزار ہوئے

انکی نامحرمی پر دال ہے انکا یہ قول
وے جو کہتے ہین کہ ہم محرم اسرار ہوئے

ہیں اپنی آنکھون مین اوس گل کی کھٹکتے تھے ہم
غیرون ہی کے یہ شگوفے ہین کہ ہم خار ہوئے

منعکس اوس سے ہے آئینۂ عالم سارا
وے اسی آئینہ مین آکے نمودار ہوئے

شوق کی باتون کی تحریر درازی کو کھنچی
رقعے نامے ہوئے نامے جو تھے طومار ہوئے

بیطرح حال ہے ہم شوق کے مارونکا اب
ایسے تم کیون بنے کیون ایسے طرحدار ہوئے

کہو اس بحر مین راسخ غزل ایک اور بھی تم
دلپذیر اپنے تمھارے تو یہ اشعار ہوئے

شکر ہم مورد جور و ستم یار ہوئے
امتحان کے تو بھلا اوسکے سزاوار ہوئے

دلکے ٹکڑون سے گندھے ہین عجب اک حسن سے تہ
ہار پھولون کے مرے آنسوؤنکے تار ہوئے

بے حقیقت نہین گر گبر ہے گر ترسا ہے
وے اودے جانتے ہین جو محرم اسرار ہوئے

کسکو تاراج کیا ایسا اونہون نے ہم تو
اونکے لوٹے ہوؤنکے قافلہ سالار ہوئے

لیگیا آپ سے یہ تو نکو یہ انداز خرام
وے کہان ہین جو ترے رفتۂ رفتار ہوئے

وہ اہلیت ہی نتھی کفر کے رتبہ کی ہمین
سعی کی لیک نہ شائستۂ زنار ہوئے

جا بھی اب ہستی موہوم کہ تیرے ہی سبب
خاطر نازک معشوق پہ ہم بار ہوئے

محو کیا نقشِ محبت ہو کہ اربابِ وفا
جتنے مٹتے گئے اُتنے ہی نمودار ہوئے

عشق مین اپنی یہ بیوقری ہی عبرت کی جا
ننگ کے ننگ ہوئے عار کے ہم عار ہوئے

دے کبھو در سے ہمارے نہ در آئے اور آہ
اپنے یہ دیدۂ تر رخنۂ دیوار ہوئے

رونا آتا ہی مجھے تازہ مصیبت ہی یہ
کہ اب اغیار ہنسی سے مری غمخوار ہوئے

ق

ہو وہی تم کہ نہ تھے طرزِ نگہ سے واقف
دیکھتے دیکھتے اس کام مین پرکار ہوئے

لاگ اس جی کی مبارک ہو تمہین اے راسخ
چاہتے ہو کسو کو ہم بھی خبردار ہوئے

کیا پریشان تھے تم دلکی اسیری کے لئے
کہو خاطر ہوئی اب جمع گرفتار ہوئے

کرون مین وحشی کیونکر قطع پیوند اب بیابان سے
مرا دامن جنون نے سی دیا ہی اسکے دامان سے

نہ کوئی ٹوٹے کانٹا زیر پا ہر گام ڈر یہ ہی
گذرنا سہل کب ہی راہِ جنت کوئے جانان سے

نہین ہی دلمین اپنے جز گلِ داغ اور گل کوئی
عجب قطعہ ہی یہ لالہ ہی اوگتا ہی فقط یان سے

نہین یہ حسن و خوبی لازمِ ترکیبِ انسانی
پری ہو تم ولے ظاہر ہوئے ہو نوعِ انسان سے

حقیقت قلبِ تنگِ مور کی گر کشف ہو تجھپر
تو پاوے تو کشادہ تر اسے ملکِ سلیمان سے

گلون کا اسکے رنگِ بے ثباتی داغ کرتا ہے
لگایا دل عبث ہمنے تو اس رنگین گلستان سے

نہین شایستۂ دردِ محبت قلبِ بیدردان
اوسے یہ درد دیتے ہین جو ہی بیزار درمان سے

وہ کوشش کر کہ جس سے گور رشکِ قصرِ جنت ہو
نہ رکھ وارفتگی اس خاکدان کے قصر و ایوان سے

ملا دی خاک مین ان نے سمندر کی توتہ داری
یہ لپٹے تہ کیون ہوا روکش ہماری چشمِ گریان سے

ہوئی منزل رسان شورِ جنونکی رہبری آخر
پہونچ گئے تا درِ دل ہم رہِ چاکِ گریبان سے

نہ ٹھہرے رستمون کے پاؤن میدانِ محبت مین
گیا ثابت قدم مجنون ہی اس پا لغزِ میدان سے

جدائی اونکی دکھلاتی ہی کیا روزِ سیہ دیکھین
خطر یہ ہی کہ ہم خوگر نہین ہین ٹک بھی ہجران سے

فشارِ دلمین کیا پرزور ہین وہ اونگلیان نازک
نگارین تر ہوئے ہین پنجۂ رنگینِ مرجان سے

کسو کے رو دمو کا دھیان ہے شاید تمہین راسخ

کبھو حیران سے ہو تم کبھو خاطر پریشان سے

جز درِ کعبۂ دل سر نہ جھکایا ہم نے
بابِ سجدہ اسی دروازے کو پایا ہمنے

سیمیا سازی او ہام سراسر ہے یہان
اعتبارات سے دلکو نہ لگایا ہم نے

پوچھی کس شخص نے مجھسے ترے کوچے کی راہ
کہ نہ رستہ اوسے کعبہ کا بتایا ہم نے

دل کا جو زخم ہے صندوقِ پر از نشتر ہے
کسقدر درد کا سامان بڑھایا ہمنے

کھپ گئے شمع صفت عشقمین اوسکے رو رو
عبث اپنے تئین یون ہائے گھلایا ہمنے

ناتوان ہین پہ قیامت ہے یہ شورش اپنی
بارہا عرش برین سر پہ اوٹھایا ہمنے

اپنے اسرار کا ہمسا نہ امین پاؤ گے
جو کہا تمنے وہ دل سے بھی چھپایا ہمنے

تھا غبارِ رہ جانان ہمین یانتک تو عزیز
کہ اسے آنکھون ہی پر اپنی بٹھایا ہم نے

نہ چڑھی ٹک بھی نظر قحبۂ رعنائے جہان
مبتذل تھی اسے آنکھونسے گرایا ہمنے

وقت چلنے کے علاقونکی خلش تازہ ہے
ن
اسلئے جی کو ہر اک شی سے اوٹھایا ہمنے

خواہشین جمع تھین دلمین سو کیا اونکو وداع
کوچ سے آگے ہی اسباب لٹایا ہم نے

اپنے ہی فیضِ سخن سے ہوئے اکثر شاعر
راسخ ان ذرّون کو خورشید بنایا ہمنے

پیچ مین عقلِ مزوّر کے نہ آیا چاہیے
آپ کو عمداً ابھی دیوانہ بنایا چاہیے

دردمندی کا طریقہ طرفہ راہِ راست ہے
تا حریمِ یار اسی رستے سے جایا چاہیے

سجدہ ہی کی جائے ہے اوس شوخ کی محرابِ تیغ
جب نظر آجائے تب سر کو جھکایا چاہیے

طولِ سودائے کا مشتاقونکی پروا کچھ نہین
تمکو اسبابِ خود آرائی بڑھایا چاہیے

اس روش شاید نشان اوس بے نشانکا پا دین ہم
پہلے یہ نام و نشان اپنا مٹایا چاہیے

غیر کی جانب سے دل پھر جائے اوس بیمہر کا
انقلاب ایچرخ ایسا کوئی لایا چاہیے

آنسوؤن سے پیرہن آبی ہوا چاہت مین ہائے
دل نہ یون ان جامہ زیبون سے لگایا چاہیے

باعثِ طغیانِ ناز اونکا ہے اپنا ہی نیاز
دے جو ٹک روٹھین تو پہرون تک منایا چاہیے

وصل کی شب ہی فلک پھرنے مین وقفہ کچھ تو کر ‌ سرعتِ گردش کو اپنی ٹک گھٹایا چاہیے
کیا کرو تم مقتضا ہی شانِ معشوقی کا یہ ‌ چاہنے والونکو یہ موجب ستایا چاہیے
شوق چاہے ہے بنے افسانہ رازِ عاشقی ‌ حکمِ غیرت ہے کہ دل سے بھی چھپایا چاہیے

آپ کو کھو بیٹھے راسخ جستجوئے یار مین
وے گئے گذرے اب اوسنے ہاتھ اوٹھایا چاہیے

روسے تمہارے منعکس آئینہ اعیان ہی ‌ اسمین تمہین ہو جلوہ گر اتنی ہمین پہچان ہے
افعالِ ناسنجیدہ کیون سرزد ہون گر حاصل ہو یہ ‌ فہم درست ای ہمنشین اکثر وہی میزان ہے
معمور گلہاے طرب تھی آگے سینے کی زمین ‌ اب اور ہی کچھ رنگ ہی یہ قطعہ داغستان ہے
اس درجِ خاکی تیرہ وحادث مین کیون رکھا ہے ‌ یہ گوہر بحر قدم جس سے عبارت جان ہے
ہان درمیان ستر رہ کوئی پھر مانع رفتن نہیں ‌ بابِ حریمِ قرب کا تو ہی فقط دربان ہے
وجہِ زوال عقل ہی اک جام مے زاہد تجھے ‌ تو علتِ عرفانِ حق سمجھا ہی کیا نادان ہے
کرسی و عرش و لامکان طائف ہین دل کے ہر زمان ‌ اوسکی زیارت گہ ہی ٹوٹا ہوا ایوان ہے
بخشے ہی ہر موجود کو رزق کریم ایسا ہے وہ ‌ خوانِ وسیعِ آسمان اوسکے کرم کا خوان ہے
مشکل گذارا ہی بوالہوس ہی یہ طریقِ عاشقی ‌ جاتے ہین سریان ہر قدم پا لغزیہ میدان ہے
ناآشنائے معرفت تنہا نہین ہین حیرتی ‌ اسکا شناسا جو ہوا وہ اور بھی حیران ہے
ہی اسمین فوتِ مدعا وجہِ حصولِ مدعا ‌ یہ کارِ عشق و عاشقی مت جانیو آسان ہے
تہذیب ظاہر ہے کہ اس پندار نے کھویا ہمین ‌ حاصل حضورِ دل نہین باطن بہت ویران ہے
حسنِ سراپا بھی ترا ہر چند دلکش ہی بہت ‌ پر جی کی جس سے لاگ ہی وہ اور ہی کچھ آن ہے

راسخ غزل اک اور بھی ایسی ہی کہہ اس بحر مین
گو یہ غزل بھی خوب ہی جو بیت ہی دیوان ہے

دلمین غمونکا جوش ہی کیا خزان کا طغیان ہے ‌ دریا چڑھا آتا ہی کچھ تم بن تو اک طوفان ہے

نا واقفِ مہر و وفا مجھکو کہو ہان ہی بجا
جا ہے کہ رتبہ ہو بلند افتادگی سے ساز کر
تصویر سا اپنا یہ موںہہ دیکھو ہو آئینہ مین تم
اے دیدۂ خونبار ہو کس رنگ تیر اشکر ادا
یان صبر کی یہ کوتہی وان طولِ استغنا وہ کچھ
اس نسخہ دلکی مرے مت ابتری پر جائیو
دیکھا تو سر تا سر جہان تصویر کا سا ہی ورق
ہوگا مبدل چشم سے ہر عضو اپنا حشر مین
کیا حلقہ حلقہ زلف کے مصروفِ آرائش ہو تم
صرفہ نگہ کا مت کرو دل مول لینے مین مرے
لوثِ تنِ خاکی نے کیا جان کو مکدر کر دیا
تو عجز کو کر پیشکش یہ جنس شاید رد نہو
ہر رات بازو وا دسکا تم بالش کرو ہو خواب کا
نام دوا راسخ نہ لو گر چاہتے ہو دردِ عشق
دور فلک سے مرکز نکلین گے یہ گمان ہے
اب ہم ہین اور ہر دم یادِ گذشتگان ہے
عالم مین عاشقی کے کس سے معاشرت ہو
وابستہ ہی اسی پر اجراے کارِ الفت
تحصیل معرفت کی جا گہ کہان پھر ایسی
کیا ہم کہ ہون خریدار اوس جنس بے بہا کا
تسکین دہ دل اپنا ہم اونکا یہ تصنع
ہر چند دیدنی ہی اپنا نیاز بھی یان

مین عاشق جور و جفا تمکو کہون بہتان ہے
بالا تر اس سے کچھ نہین کیا اسکی رفعِ شان ہے
پھر مجھ سے پوچھو ہو کہ تو کیا وجہ جو حیران ہے
لالہ کا تختہ جیب ہی صحنِ چمن داماں ہے
فکر اب یہی ہر لحظہ ہی سوچ اب یہی ہر آن ہے
ہر چند برہم ہی بہت پر سیر کے شایان ہے
کس رنگ تجھ محو اسکے ہون کیا یہ نگارستان ہے
دیدار کا اونکے ہمین ارمان سا ارمان ہے
کسکی گرفتاری کا یہ بارے کہو سامان ہے
ٹک اسطرف دیکھو تو کیا اس عضو مین نقصان ہے
اس آب گل آلودہ کی صافی کہان آسان ہے
طبعِ غیورِ یار کا کچھ اسطرف میلان ہے
غیر اس قدر دبتا جو ہے شرمندۂ احسان ہے
یہ درد اوسے دیتے نہین جو طالبِ درمان ہے
زیر زمین گئے گو وان بھی تو آسمان ہے
وہ کاروان رفتہ کیا جانئے کہان ہے
غم ہی فقط تمھارا اپنا مزاجدان ہے
اشک اپنی چشمِ تر سے کیا متصل روان ہے
ہان تن کو مغتنم جان اسکا یہی مکان ہے
اپنی بساط مین تو یان ایک نقدِ جان ہے
گو وے نہ آوین لیکن وعدہ تو درمیان ہے
پرجاے سیر ہی جو طغیانِ نازدان ہے

ادس کام جان دلکو باوین سعی کس وش ہم
تا مراوسکے ہین ہزارون پر نہ اے نشان ہے

تم بن ہی کیا بنائے ہستی مین یان تزلزل
ہر آن مضطرب دل ہر دم جگر طپان ہے

اے حرف شوق خون ہو اب دلمین تو کہ مجھکو
نے تاب ضبط تیری نے طاقت بیان ہے

ق

پتھر کا دل کھین ہین سختی کش محبت
اک صدمہ انکو سنگین درپیش ہر زمان ہے

ہر آن کوئی زخمی ہی تیغ ابتلا کا
ہر دم کوئی نشان صد تیر امتحان ہے

کیا ربط خورمی سے ان غم کشیدگان کا
لب پر انھون کے راسخ نالہ ہی یا فغان ہے

تم خوش رہو ہمین ہی کب قابلیت اسکی
آسودہ خاطرون پر بار الم گران ہے

کیا تماشا ہی جنھین تم سے شناسائی ہے
کوئی غافل ہی انہون مین کوئی سودائی ہے

ساتھ پوشش کے برہنہ ہی برنگ تصویر
ورنہ عریانی فقط جامۂ رعنائی ہے

مجھ دوانے کی ہی قبر اونکی قدم گہ سے لگی
سر شوریدہ نے کیا خوب جگہ پائی ہے

سر نیرنگ محبت ہی بلا شور انگیز
ہمنے جب کچھ کہا بلبل سے تو چلائی ہے

کیون ہجوم آہ کا ہی آج یہ کیا جانون ہون
اتنا جانون ہون کہ اک آندھی پڑی آئی ہے

کچھ کمی سوزش دلمین تھی سو گریے سے بڑھی
آگ بجھتی ہوئی اس پانی نے سلگائی ہے

جرم کیونکر نہوون سرزد بشر آخر ہین ہم
یہ خطا تو ہی وہ میراث کہ آبائی ہے

اپنی رسوائی کے آئینہ مین دیکھون ہون تجھے
کہ عیان اسمین تری خوبی و زیبائی ہے

کیون نہو دفتر عشاق سے نام اوسکا محو
جو نہ وارفتۂ بدنامی و رسوائی ہے

اور بھی عضو ہین پر دل ہی ہی مغلوب عشق
آہ یہ آگ اسی گھر پہ بہت چھائی ہے

قدرتن کر ہی اسی گردین وہ برقع پوش
وہ جہان جسکے لئے والہ و شیدائی ہے

داغ محبوب کو چھاتی سے لگا وان لے جا
کہتے ہین گور مین تاریکی و تنہائی ہے

آدمی رہ سکے کس شکل فرشتہ تو نہین
حسن ترکیب یہ ہی قس پہ خود آرائی ہے

راسخ اربابِ تقدس سے ہین سو یہ ان سے بھی
خاک گلیون کی ترے شوق نے چھنوائی ہے

اشکِ سفید اس مژہِ اشکبار کے
رو کش ہوئے ہین اب گہر آبدار کے

یان اور وان تجلّی ادسی کی ہر بے خبر
دونون جہان آئینے ہین روئے یار کے

کیا عشق تازہ کار کی ہر جانئے ہی طرز
حیران کار ہم تو ہین اس تازہ کار کے

پایان کار دیکھئے پاوے ہی کیا قرار
اچھے نہین ہین ڈھنگ دلِ بیقرار کے

سر وابستہ راز عشق مہندس سے کیا کھلے
درپے عبث ہی اس کرہ استوار کے

یہ جنس عاریت نہین دلبستگی کی گون
ہم رفتہ کیون ہین زندگی مستعار کے

وے دن گئے کہ جبر تھا ہم پر ہنسی کا ضبط
مغلوب اب ہین گریہ بے اختیار کے

ہی یار قلبِ صاف کا طالب جو ہر و
خواہان بہت ہین آئینۂ بے غبار کے

پیری مین وہ نشاطِ جوانی کہان ہی اب
آئی خزان کی فصل گئے دن بہار کے

اپنا جو مایہ ہی سو یہی دل جلا ہوا
اک چٹکی راکھ پاس ہی اس خاکسار کے

نازک بہت ہین گرچہ وہ تارِ نگہ و لے
چھوٹے بندھے ہوئے نہ کبھو ایسے تار کے

یہ آبِ صاف کوثر و تسنیم مین کہان
ہون تشنہ آبِ تیغ کا اوس دل شکار کے

بیخود ہین یون کہ اب ہمین اپنا ہی انتظار
کیا صدمہ کش ہے ہین ترے انتظار کے

اللہ رے جذبِ عشق کہ اوڑکر ہماری خاک
بیمنتِ صبا گئی کوچے مین یار کے

مصروفِ نالہ پاتے ہین راسخ تمھین بہت
عاشق مگر ہوئے ہو کسو سوگوار کے

مژہ اشکون سے پرنم دیدہ صرفِ اشکباری ہے
جو آ دیکھو تو یان بھی سبزہ تر آب جاری ہے

نہین ہین آپ مین ہم بیخودی اب کے طاری ہے
غمِ یارانِ رفتہ سے عجب حالت ہماری ہے

نشانِ تیرِ جفا کا اپنے دشمن کو کیا غم نے
اسی کی چوٹ ہی ہمکو یہی زخم آہ کاری ہے

حریم کوئے جانان دو قدم ہی یان سے کہتے ہین
قدم اس راہ مین رکھ یہ جو راہِ خاکساری ہے

تمہارے غم مین بندے کو ہین کیا کیا شغلے صاحب
فغان ہی نالہ ہی فریاد ہی گریہ ہی زاری ہے

کیا ہی ہمکو اوس تو گل کے حسن و خط نے دیوانہ
خزان مین بھی جنون ای صبحو اپنا بہاری ہے

اوٹھا سکتے نہین بیطاقتی کا بار بھی اب ہم
ہوئے ہین ناتوان ایسے کہ جینا تک بھی بھاری ہے

مین حیران صنائع عشق صنعت آفرین کا ہون
جریدے پر جھانکے اسکی کیا کیا تازہ کاری ہے

کرون ہون وصف نقد دل تو کہتے ہین ظرافت سے
تجھے اس قلب کا کیون دعوے کامل عیاری ہے

وہ طاعت جرم ہی شرکت ہو جسمین عجب کی زاہد
خطر اوس جرم کا کیا ساتھ جسکے شرمساری ہے

ہوئے مغلوب شوق کارفرما آخر آخر ہم
ہمین تھا اختیار آگے پر اب بے اختیاری ہے

زہے شان کریمی ہی یہ وسعت اوسکی رحمت مین
کہ مایوسان رحمت کو بھی اک امیدواری ہے

امید وصل یار اسکا نتیجہ حاصل اوسکا ہجر
جدائی مین ہی تسکین وصل مین یان بیقراری ہے

نمود وہم ہی بیشک سراسر عالم وہمی
دل اس سے مت لگا یہ کارخانہ اعتباری ہے

بہت داغ دل پر داغ پہ مغرور ہی راسخ
گدا تو ہی ولیکن اسکو عجب مایہ داری ہے

ہی آرزو کہ چاہت سرگرم کار ہووے
ہون لب پہ سرد آہین چشم اشکبار ہووے

اندھیر ہی اگر ہم اوس مہر کو نہ دیکھین
ہر ذرہ جسکے رو کا آئینہ دار ہووے

اوس گل کے ہجر مین تو ہم غنچہ ہو رہے ہین
کیا ہو شگفتہ جسکو یہ خار خار ہووے

اک نقد جان ہی سو بھی جانان کی ہی عنایت
یان اور کیا جو اوسکی تاب نثار ہووے

کرتا ہی گرم چھاتی دشمن کی داغ تیرا
اے دوست کیون نہ مجھپر یہ ناگوار ہووے

دلکا ثمر بھی ہی کیا یانہ قابلیت
ہان تربیت کر اسکو تا داغدار ہووے

ق دیدار کی تو رخصت دی ایک دل کامل
تب ہی کہ دیکھنے پر جب اختیار ہووے

شائستہ کرم جان کب ہی عطائے ناقص
تاب نظر بھی دے تو احسان یار ہووے

گلہائے داغ جانان لے جاؤ ساتھ راسخ
تا گور بھی تمہاری باغ و بہار ہووے

یا بند بہار اپنی کب آشفتہ سری ہے — یان فصل خزان مین بھی سدا جیب دری ہے

ہون مین وہ گہر گرد کی تہ بیٹھی ہو جس پر — آلودۂ کلفت مری روشن گہری ہے

افسوس شناسا نہ ہے علم و ہنر کے — اب جہل ہی علم اور ہنر بے ہنری ہے

دیوانہ اب ایسی ہی پری چہرہ کا ہون مین — جسکی کف پا چہرۂ زیبائے پری ہے

ہر نالہ شرر ریز ہے اسکا نہین معلوم — کیا آگ دل بلبل نالان مین بھری ہے

قرب ابرو کا اوس چشم سے مین دیکھ ڈرون ہون — پاس ایسے سیہ مست کے تلوار دھری ہے

ہشیار کہان محرم اسرار ہین اوسکے — رکھتے ہین خبر وہ ہی جنہین بیخبری ہے

ق

اس باغ کی گلگشت سے ہے داغ ہی حاصل — جو گل ہے سو یان سست وفا ہے سفری ہے

راسخ کو کوئی حسرت عشقی نہین صاحب — آلائش خواہش سے دل اوسکا تو بری ہے

اب تمسے ہے خواہندۂ یک جنبش دامن
وہ مضطرب الحال چراغ سحری ہے

شب جو وہ آئے تو آنکھین نیچی شرمائے ہوئے — بات کیسی اسکی تو گویا قسم کھائے ہوئے

اوس گل تازہ کے آگے گلرخان شہر کا — رنگ یہ ہے پھول ہو وین جیسے مرجھائے ہوئے

دلکی بیتابی کے آگے عرصہ بس تنگ ہے — مضطرب سے پھرتے ہین ہم اور گھبرائے ہوئے

رشک کی جا گہ ہے راحت خفتگان خاک کی — سوتے ہین آرام سے کیا پاؤن پھیلائے ہوئے

صبح تک رات اک قیامت کا سا ہنگامہ رہا — میرے نالون سے بہت رنجیدہ ہمسائے ہوئے

خوف ہے افشائے راز عشق کا ہمکو زبس — آنسو پی جاتے ہین ہم پلکون تلک آئے ہوئے

شعر تر کس پاس راسخ میر صاحب کے نہین
ابر کے مانند وے عالم مین ہین چھائے ہوئے

ہمین افتادگی نے گھر کی راہ اونکو بتا دی ہے — روش اپنی یہی ہے یہ طریقہ اپنا ہادی ہے

نہوتا کاش جسم عنصری کے بیچ دل داخل — حرارت نے تو اسکی آگ سی تنمین لگا دی ہے

خیال خواب ہے چاہت کی باتوں میں کہاں ہمکو
سماعت نے ان افسانوں کے نیند اپنی اڑا دی ہے

نہیں بے ہیچ ہر دم دل کی جانب اپنی محویت
ہمیں اس آرسی نے اک عجب جھمکی دکھا دی ہے

حقیقت دیدہ و دل کی مرے پوچھیں جو وے قاصد
تو رو رو کر یہ کہیو ایک صحرا ایک وادی ہے

مت اسباب خود آرائی بڑھا اذا استقدر رضا
کہ طاقت ضبط خواہش کی بہت اپنی گھٹا دی ہے

ہم گردوں کو تک جسکا نہ یارائے تحمل تھا
وہی صہبائے تند خم شکن ہمکو پلا دی ہے

مری چھاتی کو تھی کچھ قابلیت داغ کی تیرے
اسی کیاری میں ہمنے اس گل نازک کو جا دی ہے

تمہارا دل ادھر پھیریں یہ طاقت کاش ہو ہمکو
بنائے عرش تو اکثر ان آہوں نے ہلا دی ہے

در میخانہ باب سجدہ ہے ہم بادہ نوشوں کا
بسان شیشہ گردن اپنی یاں ہمنے جھکا دی ہے

جسے دیکھو ہوا وسکو آپ سے بیگانہ کرتے ہو
یہ کیا آنکھیں ہیں کسنے یہ نگاہ آشنا دی ہے

رہا کرتے ہیں محو روئے خوب دلبران راسخ
ان آئینوں نے انکی کچھ عجب صورت بنا دی ہے

چاہنے والوں سے اپنے یوں خفا تم کیوں ہوئے
دشمن جانی ارباب وفا تم کیوں ہوئے

دل دیا گر اوسکو ہمنے مت ملامت کر ہمیں
اوسنے کہہ ناصح کہ ایسے دلربا تم کیوں ہوئے

سارے خط شوق میں میں نے یہی ورد لکھا
ہائے صاحب کیا کیا تمنے جدا تم کیوں ہوئے

سرد مہری نے تمہاری یہ ستم تازہ کیا
میرے ہوتے غیر پر گرم جفا تم کیوں ہوئے

میری ہی مخصوص ہوتی کاش یہ بے پردگی
خاص بنا تھا عموماً خود نما تم کیوں ہوئے

مورد رحمت تو اے راسخ خراباتی ہی ہیں
مے سے توبہ تم نے کیوں کی پارسا تم کیوں ہوئے

سوزندہ جو تھا طور کا وہ نور جلالی
اب دل میں ہمارے ہے تجلی جمالی

اب تو بھی کچھ دامن دل اپنا کشاں ہے
کیا کیجے بیان خوبی معشوق خیالی

پہونچی ہے بہت دور ترے غم کی اذیت
کاہیدہ ہوا آہ مرا جسم مثالی

لے ایک کف خاک کو کر دیجو پریشان
گر پوچھے مرا حال وہ اے باد شمالی

لبریز مے عشق ہوا ٹوٹ گیا جب
تھا ورنہ بغل مین مری دل شیشہ خالی

محسود ہین وے عرش کے باشندونکے راسخ
ہر خاک نشینون کا بھی کیا مرتبۂ عالی +

کیون نہ جی جسم سے جانیکا مہیا ہووے
دے جدا ہوتے ہین اب دیکھئے یان کیا ہووے

تربیت وجہ ترقی ہے جو ہو استعداد
قابلیت ہو تو پھر قطرہ بھی دریا ہووے

داغ دل کے کہ گل تازہ سے مانا ہین سبب
خون ہو جائین تو رنگ اور ہی پیدا ہووے

نگہ شوق سے مین انکے سراپا کے تئین
دیکھ رہتا ہون تو کہتے ہین تو اندھا ہووے

ہر گل عشق کے بو کرنے مین تاثیر عجب
روح بالیدہ ہو تن سوکھ کے کانٹا ہووے

رو بہ ویرانی ہو کسطرح نہ اب دلکا شہر
اسکے مالک کو ہے منظور کہ صحرا ہووے

در ہمی حال کی راسخ کے یہی جانے ہے
آہ محبوب سے اپنے کبھو بچھڑا ہووے

ہوئے ہین پیر ہم اب دیدنی رونا ہمارا ہے
پلک پر اپنی آنسو صبح پیری کا ستارا ہے

خدا جانے نہان اس آشکارا مین ہے کیا کچھ
خوشا وے اہل دل جن پر نہان بھی آشکارا ہے

فلک ایسا ہمارے درپئے ایذا نہ تھا آگے
یہ سب مہری تمھاری ہے تمھارا ہی اشارا ہے

یہی کہہ کہہ کے مارا اپنے بیمار محبت کو
کہ تو مرنے سے ڈرتا ہے بہت جی تجھکو پیارا ہے

شروع عشق راسخ کہتے ہو جاتا ہے جی ڈوبا
کنارے ہی پہ اس دریا کے حال ایسا تمھارا ہے

نہ ارباب وفا پر مائل جور و جفا ہوتے
جو دل پھنستا کہین تو تم بھی پابند وفا ہوتے

شکوہ شاہی اسکندر و دارا کا کیا تب
تب انپر رشک تھا جب وے ترے در کے گدا ہوتے

نمک پاش دل مجروح بیدردی کے باعث ہین
مزا تب تھا کہ وے کچھ درد سے بھی آشنا ہوتے

خزان ہوتی بہار عمر اپنی کاش اوسی ساعت
جدا ہوتی ہی اوس رشک گل نو سے ہوا ہوتے

کبھی ہو ایک دن بھی تم نہ سوئے خانقہ گذرے اگر باب اجابت تک رسا ہوتی دعا اپنی	وگرنہ پیرہن عزلت نشینوں کے قبا ہوتے تو جی مین تھا کہ خواہان دل بمدعا ہوتے

پھنسے ہو بیطرح دام محبت مین تم اے راسخ
اسیر اسکے تو مر کر بھی نہین ہرگز رہا ہوتے

نگران کبھو نہ یہ جانب رخِ دلفریب پری رہی
مری چشم تا نگہہ پسین تری محوِ جلوہ گری رہی
پسِ مرگ جسم نزار کا لہو خشک ہو گیا سب ولے
وہی خون رہا دل خونشدہ وہی چشم ترکی تری رہی
تمھین گل کی جس نے بنایا بو کہا اوسنے مجھکو صبا ہو تو
رہے تم تو پردہ نشین سدا مجھے آہ دربدری رہی
مرے پاس جنس ہنر تو تھی ولے بود و باش تھی اپنی وان
کہ متاعِ بیش بہا سدا جہان جنس بے ہنری رہی
نہین ہوش والون پہ کچھ حسد مجھے رشک ہے تو اونھون پہ ہے
جنھین تیرے جلوے کے سامنے مری طرح بیخبری رہی
جگر اور دل سب ہی کھتے تھے ولے ہو سکا نہ کوئی طرف
ہدف اوسکے ناوکِ ظلم کی مری طرح بیخبری رہی
یہ جواب ہے آخر عاشقی کبھو ہوش ہے کبھو رفتگی
نہ وہ گریۂ دل شب رہا نہ وہ زاریِ سحری رہی
مجھے سونپ داغ فراق وے میرے یون جدا کہ نہ پھر ملے
مرے دلمین تا دمِ واپسین وہ امانت اونکی دھری رہی
نہ تھی چشم راسخ خستہ دل کبھو خالی اشک سے دوستان
شب و روز جام پرآب کی روش آنسوؤن سے بھری رہی

مجھے سن فسردہ مزاج ساوے بہار کی روش آگئے
دبی آگ کر گئے مشتعل گھٹی شور شون کو بڑھا گئے

اونہین آرزو تھی کہ صدمہ کش رہون پائمالی خلق کا
مجھے نقش پا کی سی طرح وے سر راہ اپنی بٹھا گئے

کوئی عضو اس سے لذیذ تر نتھا میرے جسم نزار مین
یہی ہی سبب کہ تمھارے غم دل دردمند کو کھا گئے

نہ کلہ ہے اپنی گدا گیا نہ شہ اپنے افسر زر کے تیئن
یہ ہوا وہ جگہہ کہ برہنہ سر چلے پاسنے شاہ و گدا گئے

گل و لالہ چمن جہان ہوئے تنگ دامن دل کشان
تری آنکھ داغون سے سینے کے یہی پھول ہمکو تو بھا گئے

مے بیخودی کا نشا ہوا لبلد آستانۂ یار کا
بہت آپ سے گئے دور ہم دلے شکر ہے کہ بچا گئے

پچھپے ایک جھمکی سی کچھہ دکھا ہنسنے اس طرح کہ رولا دیا
نظر آئے کیون مجھے برق سان نمط ابر کی جو رولا گئے

عبث اس سے بیٹھے ہو دل لگا چلو راسخ اب کہین پانسے تم
روش اون عزیزونکی خوب تھی جو دل اس چمن سے اوٹھا گئے

قطع مالوفات ہی جب تک نفس دشوار ہے
سیکڑون اولجھاؤ کا باعث یہی اکتار ہے

قصۂ غمہائے عالم کی نہین ہے یہ کتاب
دل ہمارا دردِ داغ عشق کا طومار ہے

لخت دل اشکون مین گتھے ہین عجب ہی لطف ہے
تار آنسو کا مرے پھولونکا گویا ہار ہے

خوبرو ہو میرے ملنے سے عبث رکتے ہو عار
حسن والون کے تئین اہل نظر درکار ہے

اسکے وقت امتحان رونے لگو گے راسخ آہ

صبر پر اپنے تمھین صاحب عبث اصرار ہے

دوری مین اونکی رفتہ ہی سے ہزمان رہے
وے جو گئے تو ہم بھی گئے ہم کہان رہے

کیا جانین دیکھکر اونھین کیا ہوتی اپنی شکل
کچھ مصلحت ہی تھی جو وے ہمسے نہان رہے

ہوا گ جیسے قافلۂ رفتہ کا نشان
یون دلمین میرے داغ غم رفتگان رہے

جز خامشی ملانہ مخاطب کوئی صحیح
ہمکو اسی سے حرف وسخن درمیان رہے

بیمہری فلک کا سبب ہے یہی کہ تم
صاحب ہمیشہ بندے پہ نامہربان رہے

سودائی زلف ورخ نے پریشان ہی رکھا
دن یان رہے تو رات ہم آشفتہ وان رہے

پایا نشان یار کے گھر کا نہ ہمنے سہل
اس جستجو مین مدتون بے خانمان رہے

اس کاروان سرا مین تو ہے کوچ ہی کا شور
عبرت کا یہ مقام ہے کیا کوئی یان رہے

دلکی طپش تو جان ہے بیتاب عشق کی
مرجائے وہ اگر نہ دل اوسکا طپان رہے

کیا چوٹ دل پہ تھی کہ موئے پر بھی دیر تک
راسخ کی آہ آنکھون سے آنسو روان رہے

اوس شرمگین نگہ سے جگر سب فگار ہے
وان تیر نیمکش ہے یہ یان دلکے پار ہے

اس راہ عاشقی مین کہ مشکل گذار ہے
جو سر بکف ہے اوسکا قدم استوار ہے

ہے میرے خاک اوڑانے سے وحشت پہ عار
جس دشت مین کہ مین ہون ہوا پر غبار ہے

دلپر جو چوٹ ہے اوسے کیونکر دکھاؤن مین
آنکھین تو اشکبار ہین یہ آشکار ہے

منعم ہمارے فقر کو مت چشم کم سے دیکھ
بے مائیگی یہ اپنی بہت مایہ دار ہے

لے جا تو آن کر مجھے پیش از وداع یار
اے بیخودی پہونچ کہ ترا انتظار ہے

دم ہی فقط رہا ہے رتن ناتوان مین آہ
جامے مین اپنے اب تو یہی ایک تار ہے

وے دن گئے کہ ضبط بکا پر تھا اختیار
اب ہم ہین اور گریہ بے اختیار ہے

راسخ تو آہ مرثیہ گو اپنے دلکے ہین
رونا رولانا بس یہی انکا شعار ہے

یہ عشق کارفرما کام لے تنہا نہ مجنون سے
اگر چاہے تو برسون خاک چھنوائے فلاطون سے

معین ہے عشق جوش دیدۂ پرآب کا میری
یہ وہ چشمہ ہے جسکی جا ملی ہے سوت جیحون سے

نہ فکر جمع زر مین اے دنی ایسا پریشان ہو
مآل اسکا سمجھ لے نسخۂ احوال قارون سے

کیا ناخواندہ خط کو چاک قسمت کا لکھا دیکھو
ہوا آگہ نہ وہ افسوس میرے خط کے مضمون سے

قدم رکھو سمجھ کر کوہ و ہامون مین تم اے راسخ
ابھی آگہ نہین پست و بلندِ کوہ و ہامون سے

سب ترے طالبِ دیدار پریشان پائے
جنکو دیدار میسر تھا وے حیران پائے

کچھ قراری نہین آبادیِ معمورۂ دہر
جس جگہہ شہر تھے وان ہمنے بیابان پائے

منزل اس راہ سے نزدیک بہت ہے لیکن
کم شناسائے رہ چاکِ گریبان پائے

تھے بہت مختلف الحال ترے دیوانے
کئی خندان نظر آئے کئی گریان پائے

اثر عشق نے حاکم کو کیا ہے محکوم
عہدِ ناچیز کے شہ تابع فرمان پائے

لاگ کس شعلۂ سرکش سے ہے تجھکو راسخ
تیرے سینے مین تو آتشکدے پنہان پائے

کہان عزلت نشین کو شوق شاہی و زیری ہے
جہان گیری سے نزدیک اپنے بہتر گوشہ گیری ہے

گدا اس عہد کے کیا جانین لذت ترک لذت کی
فقیر اب جو ہے وہ پابندِ لذات امیری ہے

جوانی ہو چکی ہشیار ہو تک ترک غفلت کر
یہ رات آخر ہوئی غافل قریب اب صبح پیری ہے

کسو کے سلجھے بالون سے رہے اولجھاؤ خاطر کو
کہ آزادی کا باعث بس یہی دل کی اسیری ہے

امیران جہان سے قطع آمیزش کرو راسخ
فقیرون سے ملو صاحب اگر شوق فقیری ہے

مرے اس ناتوان دل مین تصور رفتگان کا ہے
یہ پس ماندہ مسافر حسرتی اوس کاروان کا ہے

ذرا [illegible] نالہ سے
کہ تیر سحر سے بھی بیشتر تیر اس کمان کا ہے

نہ رسم مہر سے واقف نہ آئین وفا جانے | تبا اے بیمروت رہنے والا تو کہان کا ہے
زبان یان رہگئی چلنے سے لیکن وے نہ بولے کچھ | اونہین وان ابتلک صرفہ وہی اپنی زبان کا ہے

بہت رونے سے راسخ میرزا ہو گئے فقیرون مین
تن لاغر پہ انکے پیرہن آب روان کا ہے

نہ تنہا دود اٹھوایا تھا دکوہ و صحرا سے | حرارت نے مرے دل کی اوڑائی گرد دریا سے
ہنسی سے تاک جو چھپتے تھے تو پہرون تک رولاتے تھے | سوگند رین بدترین وے ہین جدا مجھ ناشکیبا سے
کہان ہے رتبہ یہ میرا کہ پہچانون تجھے یارب | تعارف کاش ہو مجھکو کسو تیرے شناسا سے
وہ میکش ہون نہین اے زاہد کہ گھر میرا چمن سا ہے | گل ساغر کی کثرت سے ہجوم سرو مینا سے
ادا تو دیکھ زلفون مین چھپا یا روئے زیبا کو | اوٹھایا سامنے میرے جو پردہ روئے زیبا سے
تو ہی تھا بسکہ پنجہ عشق شور انگیز یوسف کا | ہوا ظاہر یہ چاک معجز شرم زلیخا سے
فلاطون وارسطو بھی نہ یان جانبر ہوئے آکر | موے ہی نکلے آخر اس طلسم حیرت افزا سے
بٹھا کر مجھکو اپنی رہگذر مین پھر نہ وے آئے | ولیکن کہہ گئے مجھ سے کہ تو اوٹھیو نہ اس جا سے
بہم پیوند ہون عضو بریدہ ہے یہ ممکن پر | علاقہ قطع ہو دل کا مرے کب اوسکے اعضا سے

خرد ہی سد راہ خانۂ زنجیر ہے راسخ
کرو غل خوب یا امداد دیا ہو شور سودا سے

گئے تم جب سے تب سے دل پہ ویرانی برستی ہے | وہ آبادی تو اب اوجڑی ہوئی سی ایک بستی ہے
بلندی جاہ دنیا کی ہے کیا جسکو کوئی چاہے | طلب مین اسکی مت رہ تو کہ یہ ہمت کی پستی ہے
دل پرخون کے شیشے سے ہون نہین مخمور کیفیت | کہان وابستہ صہبا کشی یہ میری مستی ہے
وفا ہم نرخ جان ہے زر و بازار ہسکا گر ہووے | تم ایسی جنس اعلے کو سمجھیو مت کہ سستی ہے
نظر تک آبھی جاؤ تم کہ دم آنکھون مین ہے میرا | نگاہ واپسین دیدار کو کیا کیا ترستی ہے
نہو مغرور تو اس ایکدم کی زندگانی پر | ہوا کی سطح پر نادان بنائے قصر ہستی ہے

بتِ پندار کو تو اپنے پہلے توڑ لے زاہد
جو راسخ کیطرح تجھکو بھی شوقِ حق پرستی ہے

ہم ترے عاشق یگانہ ہوئے
والہ حسنِ جاودانہ ہوئے

اونہون نے پایا رتبۂ اکسیر
جو تری خاک آستانہ ہوئے

بحر ہستی مین گوہر آسا ہم
آہ پابندِ آب و دانہ ہوئے

نہ فسانہ ہمارا اون نے سنا
اسی حسرت مین ہم فسانہ ہوئے

شرف میکدہ بیان کیا ہو
یان کے رند افضلِ زمانہ ہوئے

غم شریفِ حرم کو یہ ہے کہ حیف
نہ گدائے شراب خانہ ہوئے

سخت ہے وہ بہانہ جو راسخ
اوسکے ہم کشتۂ بہانہ ہوئے

لازم ہے جستجو مین سدا اوسکی تو رہے
گو وہ ملے نہ تجھ سے تجھے جستجو رہے

بھر عمر دشمنانہ کیے آپ سے سلوک
اے دوست غم مین تیرے ہم اپنے عدو رہے

کار وفا نہ مر کے بھی اپنا ہوا تمام
جب خاک ہو گئے تو تری خاک کو رہے

اے کاش تجھ سوا نہ کسو سے ہوا سکو لاگ
دشمن مرے ہی جی کی تری آرزو رہے

پردے مین بوئے گل کی روش تم رہے نہاں
آوارہ ہم برنگ صبا کو بکو رہے

اولجھاؤ سے نہ نکلے تری رو و مو کے ہم
حیران رو رہے تو پریشان مو رہے

خشکیٔ دامن مژہ ذلت ہے عشق مین
راسخ تم اسکو تر رکھو تا آبرو رہے

جو بہونچون بتر شاہی کو طالع کی رسائی سے
تو بدلون بادشاہی تیرے کوچے کی گدائی سے

مرے اوس چھپنے والے کی دکھادے مجھکو اک جھلکی
نہین کچھ دور اے خالق تری قدرت نمائی سے

علاج آخر یہی ٹھہرا مری آنکھوں کے جلنے کا
کہ ملئے خوب انکو اوس کفِ پائے حنائی سے

گرفتاری کی لذت سے اگر آگاہ ہووے تو
تو اوٹھ جاے علاقہ تیری خاطر کا رہائی سے

نہین انداز جنگ خوبرویان حسن سے خالی
تراوش کرتی ہی کیا کیا ادا انکی لڑائی سے

بڑی آفت ہی یہ بیگانگی ہی اس سے بہتر تھی
نہوتی آشنائی کاش ہمکو آشنائی سے

تو ہی وہ مایۂ خوبی کہ دور حسن مین تیرے
عداوت باپ کو بیٹے سے ہی بھائی کو بھائی سے

پھر دہو خاک اڑاتے شہر کی گلیون مین تم راسخ
بہت یہ دور ہی صاحب تمھاری میرزائی سے

عشق مین ہی آبرو اس دیدۂ تر سے مجھے
ہی عزیز آنسو کا اک اک قطرہ گوہر سے مجھے

لینے بالون کا ترے سودا درازی کو کھینچ
سر برہنہ لیگیا بازار تک گھر سے مجھے

حشر کا دن شام ہو ساقی نہ آئے تب بھی ہوش
مست کر تو اوس مئے بیہوشی آور سے مجھے

عاشقی کی بات پر مرتا ہون جی کھو ہو نہین
عشق ہی افسانۂ بیہوشی آور سے مجھے

قبر مین خاک اوس قدم کی رکھین میرے سر پاس
چشم یاری اتنی ہی یاران یاور سے مجھے

ہاے بے صبری تو دیکھو ہین جو دوری کے سبب
ادن سے کہتا ہون ملا دو میرے دلبر سے مجھے

دل کسو کے ساتھ راسخ پھر لگا بیٹھے ہو کیا
آج آتے ہو نظر کچھ سخت مضطر سے مجھے

پیرہن تن کا ہمارے پنبۂ مینا سے ہے
کسقدر ہمکو محبت ساقی و صہبا سے ہے

کیون نہ وہ مغرور جاوے بطلب غیرون کے گھر
صبر انکا کچھ زیادہ اوسکی استغنا سے ہے

میرے ہی چشم ترکو چشم کم سے مت دیکھ اے سحاب
جوش اس چشمے کا افزون جوش صد دریا سے ہے

رحم آتا ہی مجھے احوال پر دل کے کہ آہ
الفت پیدا سے اک سخت بے پروا سے ہے

نقش سے چسپیدگی چندان و نہین ہوتی نہین
اس نگارستان مین جنکو لاگ نقش آرا سے ہے

ڈھونڈھ مت اے یار یار باوفا اس عہد مین
یار لاکھون پر وفا نایاب تر عنقا سے ہے

آئینہ کے ساتھ نسبت ہی نہین اندھیکو کچھ
کام کیا زاہد کے تئین تیرے رخ زیبا سے ہے

سبحہ گردانی سے کیا ربط اسکو خو گر اپنا ہاتھ
گردن ساقی سے ہی یا گردن مینا سے ہے

کب تلک رسوائیان راسخ اوٹھاوے کوئی آہ
عرصہ جی پر تنگ اپنی شوق کا رافزا سے ہے

اک پری چہرہ نے دیوانہ بنایا ہی مجھے
کچھ عجب ہوش ربا جلوہ دکھایا ہی مجھے

سر بازار وجود آپ سے آیا نہین مین
جلوہ دکھلانے کو اپنا کوئی لایا ہی مجھے

شکر صد شکر کہ بازیچۂ معشوق ہوا
کہ بگاڑا ہی مجھے گاہ بنایا ہے مجھے

عشق مین اوس رخ خندان کا ہنسی سمجھا تھا
سو اسی واسطے یون اون نے رولایا ہی مجھے

اوج دولت سے سوے پستی فقر آیا ہون
چرخ نے آہ بلندی سے گرایا ہے مجھے

ق

ورق آب زدہ سا ہی مرا نسخۂ عمر
صفحۂ ہستی سے جون حرف مٹایا ہی مجھے

محو ایسا ہون کہ سمجھا نہین جاتا کیا ہون
کثرت حادثہ نے بسکہ مٹایا ہی مجھے

گرچہ ظاہر مین سلامت ہون پہ ہون راکھ کا ڈھیر
آتش عشق نے پردہ مین جلایا ہی مجھے

خوبی فرش سمور اور تری ہی جی سے راسخ
خاک پر بیٹھنا جب سے کہ خوش آیا ہے مجھے

ناتوان ہین اب کہان چلنے کی طاقت آہ ہے
دو قدم کی راہ ہمکو سو برس کی راہ ہے

بیٹھکر بسمل کی آنکھو نہین تماشا سکا دیکھ
یہ گلستان جہان طرفہ شہادت گاہ ہے

تیرا اے دامان وصل یار سین کیا قصور
ہاتھ بخت نارسا کا لینے ہی کوتاہ ہے

چھوڑ دی کیا جلد طاقت نے رفاقت میری آہ
ضعف سے خوش ہون کہ مرنے تک مرے ہمراہ ہے

ہوش والے محرم راز اوسکے اے راسخ نہین
کہتے ہین جو بیخبر ہے کچھ وہی آگاہ ہے

اے شہ کشور حسن آہ ترے جانے سے
شہر دل کا مرے بدتر ہوا ویرانے سے

آگہی راز محبت سے فلاطون کو نہین
پوچھ اس بات کو جاکر کسو دیوانے سے

میری کاہیدگی اس مرتبہ کو پہونچی کہ آہ
رنگیا آئینہ مین عکس نظر آنے سے

فرض ہی عشق کے ناموس کا پاس اے راسخ

شمع کو دیکھیو تم پوچھ کے پروانے سے

جو بندہ کہ رحمت کا سزاوار نہین ہے — اوسکا یہ گنہ ہے کہ گنہگار نہین ہے
مت ہمکو ڈرا اوس سے گذر جائے گا زاہد — دن حشر کا فرقت کی شب تار نہین ہے
کسطرح یقین آوے مجھے آنیکا تیرے — اک بار اگر ہان ہی تو سو بار نہین ہے
ہون شعلۂ تصویر و چراغ شب مہتاب — جلنے سے مرے کوئی خبردار نہین ہے
اے شیخ حرم خرقۂ پندار مین تیرے — وہ کونسا ہی تار کہ زنار نہین ہے
تھی دید کی رخصت تو نہ تھی طاقت دیدار — طاقت ہی تو اب رخصت دیدار نہین ہے

ہین پست و بلند اسمین بہت دیکھیو راسخ
رہ عشق کے ویرانے کی ہموار نہین ہے

ناصاف مے سے رہتے ہین مغیر ایاغ سے — ہم غنچہ ہوکے پھرتے ہین تجھ بن تو باغ سے
آنکھون مین نور آگیا یون دیکھ اوسکا نور — روشن چراغ جیسے کہ ہووے چراغ سے
جاتی کسو روش نہین دل کی گرفتگی — واشد نہ باغ سے ہی لہے اب نہ راغ سے
خورشید مین کہان یہ حرارت کریگا گرم — ہنگامہ حشر کا مرے سینے کے داغ سے

راسخ گدا ہے یا یہ کوئی بادشاہ ہے
بیٹھا ہی خاک گو یہ تری کس دماغ سے

صبح سے بیتابی ہی دلکو آہ نہین کچھ بھاتا ہے — دیکھئے کیا ہو شام تلک جی آج بہت گھبراتا ہے
چشم تر کی وسعت داماں ہم دکھلا دین جیمین ہے — ابر بہت پھیلا اب اپنے دامن کا دکھلاتا ہے
سبزہ صفت سر پان اوٹھانو دیکھ روش خوب نہین — ہوتا ہی پامال وہ آخر سر جو کوئی اوٹھاتا ہے
عشق ہی کیا زور آور حاکم بندہ اسکے حکم کا ہون — جن نے شرف اسلام کو ہی زنار اد نہین بندھواتا ہے

ہونٹھ ہین سوکھے تر ہین آنکھین زرد ہی چہرہ راسخ آہ
بندے سے صاحب حال تمھارا اب نہین دیکھا جاتا ہے

مقیم کعبہ کب ہون جانیوالے کعبۂ دل کے
اقامت راہ مین کرتے نہین مشتاق منزل کے

کسو محمل نشین کو کب ہے رتبہ ساتھ چلنے کا
ہر اک لیلی کا ناقہ سو بھی پیچھے تیری محمل کے

پری کا جلوہ دے سکتا نہین ہرگز فریب انکو
بہت عاقل ہین دیوانے تری شکل و شمائل کے

رکھا سر پاے قاتل پر ہوا قتل اس گنہ پر ہم
ولیکن کٹ گئے سر پھر پڑا پاؤن پہ قاتل کے

کیا مہ کو خجل ناحق اوٹھا کر پردہ چہرے سے
مقابل تجھکو ہونا تھا کسو اپنے مقابل کے

کرون کیا شرح محرومی کو اپنی آہ مین وہ ہون
کہ ڈوبی ہو مری کشتی پہونچکر پاس ساحل کے

علی مرتضی مشکل کشا کا بندہ ہون راسخ
وہی صاحب مرا کھولیگا عقدے میری مشکل کے

دامان دل اس باغ کا اسلوب نشان ہے
یان پردہ ہر رنگ مین اک دام نہان ہے

گم نام ہو کھو آپ کو جویا ہے گر اوسکا
ستر رہ معشوق یہی نام و نشان ہے

صیاد کے جو رشتۂ الفت کا ہے پابند
کنج قفس اوس صید کو گلزار جنان ہے

دشنام کے دینے کی بھی اک حد ہے کہانتک
بس چپ رہو اب منہ مین ہمارے بھی زبان ہے

بیدرد ہو تم یعنی دل آسودہ ہو راسخ
جو صدمہ کش عشق ہین دل اونکا طپان ہے

چھپے دکھلا کے جھمکی ہاے رے ڈھب خود نمائی کے
لیا دل کس ادا کے ساتھ صدقے خوش ادائی کے

نگاہ آشنا وہ کیا تھی یہ بیگانگی کیا ہے
ادھر تو دیکھ ٹک اے آشنا نا آشنائی کے

پسند آوے اوسے ایکاش یہ عجز و نیاز اپنا
در معشوق پر مصروف ہین ہم جبہہ سائی کے

پرے سوئے گئے شب مجھ سے وہ جب ایک بستر پر
تب ہی ہین ہاے سمجھا تھا کہ آے دن جدائی کے

عجب وارستگی ہے اس گرفتاری ہے اے ناصح
اسیر کاکل خوبان نہین خواہان رہائی کے

تمناؤن کے خون سے کفنی افشان کرتے ہین راسخ
فقیری مین ہین اب یہ رنگ انکی میرزائی کے

دل نے تو اوٹھائے شعلے جان سے
چنگاری یہ آپڑی کہاں سے

کوتہ کر یہ زبان دراز ی
کہہ بیٹھین گے ہم بھی کچھ زبان سے

نزدیک ہی کاروان تو یکسو
ہین دور ہون گرد کاروان سے

اس فرق نیاز کو ہمارے
ہی لاگ سی اوسکے آستان سے

اے بیخودی تو اوٹھا دے آکر
پردہ یہ خودی کا درمیان سے

واشد اس دل کی کس روش ہو
جو غنچہ ہو سیر بوستان سے

چاہت ہو کہین زمین کی پیوند
گذرے مرا نالہ آسمان سے

ددن رشک سے جان ہی یہ منظور
اوسکو غیر دن کے امتحان سے

گھر یار کا پا رہو گے راسخ
گر گزرو گے اپنے خانمان سے

دہ مایہ دار اے ابر تر اپنی چشم گریان ہے
کہ ہی جو اشک کا قطرہ گرہ مین اوسکی طوفان ہے

نہ تنہا دیدۂ تر ہی ہمارا رشک عمان ہے
لب خشک اپنا محو لب خشک بیابان ہے

تک آکر اے مری وحشت قدم تیز اسقدر مت کر
کہ پیچھے اب بہت تجھ سے رم وحشی غزالان ہے

زہے پیراہن سیل سر اشک چشم تر اپنا
کہ وجہہ زینت و زیب تن عور بیابان ہے

اوٹھا دین کس روش اس باغ دلکش سے دل اپنا ہم
کہ ہر کانٹے سے یان اولجھا ہوا اپنا تو دامان ہے

تو کیا شی ہے کہ حیرت ہی دلیل معرفت تیری
جسے کچھ بھی شناسائی ہوئی تجھسے وہ حیران ہے

سمندر کو جہ یک موج مین جسکی سما جاے
ہمارا سیل اشک چشم تر وہ بحر جوشان ہے

تجرد آشنا آزاد ہین قید علائق سے
لباس ظاہر تصویر پر مت جادہ عریان ہے

کسو سے تجھکو فن شعر مین دعوے نہین راسخ
کسو کو مجھ سے گر ہووے تو یہ گو ہی یہ میدان ہے

مکتوب شوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شب لگ کے گلے قمر بلا فصل — روئی تا صبح حسرتِ وصل

دشمن ہوئی میرے جی کی ہیہات — افزدنی خواہش ملاقات

گھٹنے لگی ہائے طاقت صبر — پہونچی نزدیک رخصتِ صبر

اشکون نے کہ دل تھا اونکا مسکن — پھیلائے پاؤن تا بدامن

دریا بہا آنکھ سے لہو کا — ٹپکا خون ہو دل آرزو کا

بیتابی نے بسکہ سر اوٹھایا — سینے سے جگر لبون تک آیا

نالے کرتا تھا مضطرب ہو — آہون کے ہجوم سے نہ پوچھو

تھا یہہ دلِ داغ داغ کا حال — ہو باد مین جون چراغ کا حال

قطعہ

ہر لحظہ وصال کی تمنا — کہتی تھی ہو کے ناشکیبا

اب حال اپنا بہت ہی تغیر — نامے مین کرا اوسکو جلد تحریر
مین نے بھی جو خوب سا کیا غور — تدبیر نہ سوجھی اس سوا اور
اوس سمت وفا کو اپنے نامہ — لیکر ہاتھون مین اپنے خامہ
یون ہاے لکھا کہ جانِ عاشق — روحِ تنِ ناتوانِ عاشق
کردی زمن آنچنان فراموش — کز قالبِ مردہ جان فراموش
مین یاد کبھی پھر تمھین نہ آیا — یون ہو کے جدا مجھے بھلایا
مجھ سے بندیکو آہ صاحب — کیا بھول گئے ہو واہ صاحب

قطعہ

بھولے تو ہو لیک یہ رہے یاد — جاتا رہا جی سے گر یہہ ناشاد
تو یاد بہت کیا کروگے — ہاتھ اپنے سدا ملا کروگے
ایذا دے ہے بہت جدائی — آفت یہہ جان ہی پہ آئی
تھی پیش ازین بدن مین طاقت — سو ہو گئی کب کی آہ رخصت
ہے زور پر اب تو ناتوانی — مہمان ہے ہاے زندگانی
جاتا ہے بڑھا ملال میرا — تغئیر بہت ہے حال میرا
دل نشترِ ہجر سے ہی سب ریش — ہر آن وداعِ جان ہی درپیش
ہر دم دمِ واپسین ہے تم بن — جی مین یان جی نہین ہی تم بن
جسم لاغر سے جان جب آہ — عزمِ رفتن کرے ہی تب آہ
اک جھوٹھی نوید وصل دون ہون — یعنی بفریب روک لون ہون
تم جھوٹ کو میرے سچ بناؤ — سچ چلے ہی جی جو اب بھی آؤ
ورنہ مر جاؤنگا مین دلریش — کب تک یہ فریب جائیگا پیش
تم بن سرِ زیست اب کہان ہے — یہ زیست نہین وبالِ جان ہے

دشمن ہوا شوق میرے جی کا
ہو خانہ خراب دوستی کا

کاش اپنے تئین نہ تم دکھاتے
اصلح تھا اگر نظر نہ آتے

جلوے پہ تمھارے ہو کے مائل
کیا پھر گئے مجھسے دیدہ و دل

مجھکو اس چشم نے ڈبویا
دل نے یون ہر طرف سے کھویا

ہون دیدہ و دل سے اپنے بیزار
دونون نے دیا ہے آہ آزار

اس دل نے بلا مین مجھکو ڈالا
دشمن مین نے بغل مین پالا

شاکی ہون صبح و شام دل سے
کہتا ہون یہی مدام دل سے

کای دل تو ز سینہ ام برون شو
بر خاک سیہ بیافت و خون شو

بار تو کشیدم و کشیدم
از دست تو دیدم آنچہ دیدم

اب چشم سے بھی کشیدہ ہون مین
اس سے تو بخون طپیدہ ہون مین

اس آنکھ سے ہی یہ آشکارا
منظور تہا دیکھنا تمھارا

سو مدت سے نہین میسر
اب بند ہی ہووے یہ تو بہتر

تم بن اسے رکھکے کیا کرونگا
اس چشمے کو خاک سے بھرونگا

اس کاہش نے مجھے تو مارا
مہتاب سا چہرہ وہ تمھارا

یا سامنے تھا نظر کے جون ماہ
یا پنہان ہے نظر سے اب آہ

کیا ہو وین بجا حواس میرے
یا تھے تم ہائے پاس میرے

یا دور رہو مجھ سے اور یون دور
جان قالب مردہ سے ہو جون دور

دوری جواب ہی تب کہان تھی
گنجایش مو نہ درمیان تھی

سر جوڑ کے بیٹھتے تھے یا تم
یا صد منزل ہو اب جدا تم

کیا دن تھے کہ آرزو کی ارمان
ہر لحظہ نکلتے تھے ہر اک آن

آغوش مین میری تم تھے دن رات
ان زلفون کا شانہ تھا مرا ہاتھ

وہ بستر نرم گل کا ہونا　وہ لگ کے گلے تمھارا سونا
دے ٹھنڈی ہوائین وہ شب ماہ　وہ شرب مدام عیش دلخواہ
وہ بوسہ گنج لب کی لذت　صحبت کا وہ لطف وہ حلاوت
وہ مسِّ بدن کا حظ کامل　مین جانون ہون آہ یا مرا دل
پیشانی تمھاری صندل آلود　رخشان ہے جو روے مہ سے افزود
دھیان اوسکا مجھے سدا رہے ہے　سر مین اک درد سا رہے ہے
دے ہاتھ تمھارے مین جو رنگین　دل خون کن ہے انھونکی تزئین
غم مین اوسنکے ہمیشہ جلنا　مین ہون اور آہ ہاتھ ملنا
نازک کف پا وہ گل سے بہتر　منہدی کا ہے رنگ بار جسپر
جی مین میرے پھرے ہے ہر دم　مجھسے نہ بیان ہو اوسکا عالم
خواہش ہے کہ لگ چلون مین اوس سے　پھر یہ آنکھین ملون مین اوس سے
دے پاے تمھارے مین حنائی　سرخی جنکی مجھے ہے بھائی
چاہون ہون کہ اوسکے ناز اٹھاون　پھر چھونیکا اوسکے رتبہ پاون
پھر کاش رسائی اسقدر ہو　پھر وصل اونکا نصیب سر ہو
چسپانیٔ سخت شبنم و گل　لیجاتی ہے صبر دل سے بالکل
مجھکو ہو بغل نہ کس طرح　یاد آوے ہے وہ کہ مین بھی اسطرح
آغوش مین کھینچ کر کے یکبار　کرتا تھا دیر تک تمھین پیار
حسرت ہے کہ پھر ہون تم سے ہمدوش　بیدار رہون میرے تحت آغوش
تمھین پھر کاش جیاؤ دل کے　جاگین طالع جو سوئون مل کے
باہم پھر کاش ہو ملاقات　روزی پھر وے وصل کی رات
وے بھی کیا دن تھے کیا تھین باتین　کھوئین فرقت نے سب وہ باتین

کیا ہو گیا وصل کا زمانا
آفت لایا ہمارا جانا

سایہ کی سی طرح چلے گئے تم
آئے ہی نہ پھر کبھی گئے تم

جاتا ہے کوئی بھی اس روش سے
اب صبر کروں مین کس روش سے

بیتابئ دل کسے دکھاؤن
غم ہجر کا کسکو جا سناؤن

تمنے تو ستم کیا ہے صاحب
کیا رابطہ کم کیا ہے صاحب

صفحے پہ تمہارے تھے گویا
اک حرف غلط کی طرح مین تھا

سو ہائے مجھے مٹا دیا ہے
یعنی عمداً بھلا دیا ہے

مدت گذری کرم ہے موقوف
خط بھیجنا اک قلم ہے موقوف

نے خط نہ کوئی پیام آیا
آیا تو کبھو سلام آیا

سو غیر کے حاشیہ مین خط کے
اب لطف بھی مین تو اس خط کے

مہمان طفیلی قلم ہون
پر اس لئے ہی مین عدم ہون

اور اب نہین یان تلک تغافل
لے وائے کہان تلک تغافل

خوبی پر اتنا عجب ہے
استغنا کی بھی ایک حد ہے

ٹھنڈی سانسین بھرون نہ کیونکر
کوچے سے تمہارے آہ ادھر

جھونکا بھی باد کا نہ آیا
تمنے ایسا مجھے بھلایا

تسکین کا سبب ہے خط و پیغام
گر یہ بھی نہو تو جیسا بدنام

بیتابی نہ کسطرح جتاوے
کیونکر دلکو قرار آوے

اب تاب فراق کی نہین ہے
دم سوز جگر سے آتشین ہے

مت دور رہو شتاب آؤ
نزدیک ہے پھر مجھے نپاؤ

مین ہجر سے داغ ہو رہا ہون
بجھتا سا چراغ ہو رہا ہون

اب قصد کرو شتاب ادھر کا
مین سوختہ ہون دیا سحر کا

آنکلو کہین اوٹھائے دامن — ہون منتظر ہوائے دامن

بچنے کی نہین ہے آس مجھکو — اب بھی آؤ تو زندگی ہو

جی ہے ابھی قید آب و گل مین — ہر حسرت وصل میرے دل مین

ق

وعدہ تو یہہ جان سے لیا ہے — قصد ان نے قیام کا کیا ہے

ہے عہد کہ وصل تک بچا دے — ملنے تک باز تن اوٹھا دے

ڈرتا ہون دلے کہ بیغنائی — کر جائے نہ ہائے بیوفائی

صاحب اب جلد آؤ یان تک — مسدود در وفا کہان تک

تا چند رہو گے آنکھ سے دور — تا چند رہو گے ہائے مستور

ہے بیچ یہہ بعد راہ و منزل — کب تک رہے درمیان حائل

اس پردے کو جلد اب اٹھاؤ — آؤ صاحب شتاب آؤ

مشتاقون سے مت چھپاؤ جلوہ — ظاہر مین بھی ٹک دکھاؤ جلوہ

دیدار طلب ہون اب سدا مین — مانگون ہون وصل کی دعا مین

پھر تمسے خدا مجھے ملادے — مہتاب سا چہرہ پھر دکھادے

کاش اب یہہ دعا قبول ہووے — مطلب دلکا حصول ہووے

آگے کیا ہائے اب ہو تحریر — دل جلنے کا حال کب ہو تحریر

ق

قاصد اسکا ہوا نہ حائل — ورنہ اپنا جلا ہوا دل

سینے سے مین نکال لیتا — نامے مین لپیٹ بھیج دیتا

راسخ کیونکہ ہے تاب اینک — تم سوز جگر لکھو گے کبتک

دود اوٹھنے لگا نئے سے — بس ہاتھ اوٹھاؤ اب رقم سے

نامۂ ثانی

اس سرو روان باغ جان سے — یعنی اوس رشک گلستان سے

یون کہیو صبا مری زبانی — کاے وجہہ بقائے زندگانی

جب سے کہ فراق درمیان ہے
اندوہ و الم جہان جہان ہے

رکھتا نہین درد ہجر چارا
تمنے مجھے بن اجل ہی مارا

دوری سے عجب ہے حالتِ دل
نزدیک ہے یہہ کہ وحشتِ دل

دیوانہ مرے تئین بنادے
صحرا صحرا مجھے پھرا دے

تم بن ہے اک اضطراب دل کو
جون نامہ ہے پیچ و تاب دل کو

گھر ہے زندان و باغ زندان
جاؤن سو کدھر ہون آہ حیران

گلزار مین مجھکو بیکلی ہے
گھر تم بن اندھیری اک گلی ہے

لے ہے کوئی نام جب تمھارا
رونے لگون ہون مین غم کا مارا

ق

کوئی مرے سامنے جو ناگاہ
کرتا ہے تمھارا ذکر کچھ آہ

رہ جاؤن ہون سر پہ ہاتھ کو مار
ہوجاوے ہے ضبط گریہ دشوار

کیا ہائے لکھون سنو ہو صاحب
جس شہر مین تم بسو ہو صاحب

ساکن وان کا کوئی جو یان ہے
جوشش مجھے اوس سے ہر زمان ہے

رکھتا ہون ہمیشہ صحبت اوس سے
آجاتی ہے بوئے الفت اوس سے

آتا ہے جو شہر سے تمھارے
روتا ہون گلے لگ اوسکے بارے

جاتا ہے اودھر کو جو مسافر
رکھتا ہون قدم پہ اوسکے مین سر

کہتا ہون مین اوس سے یون کہ ای یار
پھرتے ہوئے خاک پائے دلدار

لے آئیو مجھ حزین تلک تا
صندل کرون اپنے دردِ سر کا

ق

طائر کبھو کوئی تیز پرواز
اوس سمت کا جب کرے ہے انداز

حسرت سے رہون ہون دیکھ اودھر مین
دوڑاؤن ہون اوسطرف نظر مین

ق

جو شخص ادھر روان کرون ہون
اوس سے غم دل بیان کرون ہون

ہوتے نہین حرف شوق کوتاہ
قاصد کے رہون ہون کو سون ہمراہ

یان تک تو بڑھائی شوق نے بات
اب دیکھئے آگے کیا ہو ہیہات

آجاؤ کہ مصلحت ہے آنا
اچھا نہین یان تک آزمانا

اب تک تمھین صبر کا گمان ہے
اب صبر و شکیب یان کہان ہے

کب تک کہو بدگمان رہوگے
یون بر سر امتحان رہوگے

دعوا مجھے صابری کا کب ہے
نہ آگے ہی تھا نہ ہاے اب ہے

آنے مین نہ اب کرو تامل
آؤ جانے دو یہہ تغافل

بے صبر دنکو دو کہین کھائی
بس کر چکے صبر آزمائی

گو دل ہی کے درمیان ہو صاحب
کیا جانئے پر کہان ہو صاحب

راسخ سے نہ آپ کو چھپاؤ
اب آنکھونکے سامنے بھی آؤ

تمام شد

Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O.